تاریخ ابوالفداء

تالیف :

الملک المؤید عماد الدین ابوالفداء امام اہلسنت

علامہ اسمٰعیل بن علی والیٔ حمات (شام)

ترجمہ

مولانا مولوی کریم الدین حنفی انسپکٹر مدارس

حواشی

فخر العلماء مولانا سید نجم الحسن کراروی پشاور

ناشر : حق برادرز، ۱۶- نیوانارکلی، لاہور

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

ترتیب

ہماری گزارش	۶
سرلفظ	۷
سرور کائناتؐ	۱۱
نسب مبارک	۱۵
سفر شام	۱۸
تعمیر کعبہ	۱۹
بعثت	۲۰
ہجرت اولیٰ	۲۷
اقرار نامہ	۲۹
وفات حضرت ابو طالبؑ	〃
وفات ام المومنین حضرت خدیجہؑ	۳۰
سفر طائف	۳۱
شعب معراج	۳۲
بیعت عقبہ	〃
ہجرت	۳۷
نکاح ام المومنین حضرت عائشہ	۴۳
تبدیلی قبلہ	[illegible]
غزوۂ بدر	〃
غزوۂ احد	۵۰
غزوۂ خندق	۵۶
قصہ افک	۶۳
عمرۂ حدیبیہ	〃
بیعت رضوان	۶۶

Presented by Ziaraat.Com

صلح حدیبیہ	"
غزوۂ خیبر	۶۸
ترویج اسلام	۷۱
عمرۃ القضا	۷۳
نقض عہد	۷۵
جنگ حنین	۸۱
محاصرۂ طائف	۸۳
غزوۂ تبوک	۸۶
تبلیغ سورۂ برات	۸۹
سفر یمن	۹۰
حج الوداع	"
وصال سرور کائناتؐ	۹۴
تجہیز و تکفین	۹۵
شکل و شباہت	۹۶
خلق خاتم الانبیاء	"
اولاد	۹۷
ازواج	۹۸
اصحاب پیغمبرؐ	۱۰۰
خلافت ابوبکر	۱۰۶
وفات ابوبکر	۱۱۰
خلافت عمر بن الخطاب	"
وفات عمر بن خطاب	۱۲۲
خلافت عثمان بن عفان	۱۲۶
خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ	۱۳۵
جنگ جمل	۱۴۲
جنگ صفین	۱۴۵

Presented by Ziaraat.Com

شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ	۱۵۶
اوصاف علی المرتضیٰ	۱۵۸
فضائل حضرت علیؑ	۱۵۹
خلافت امام حسنؑ	۱۶۲
خلفائے بنی امیہ	۱۶۶
حالات و عادات معاویہ	۱۷۵
یزید بن معاویہ	۱۷۸
شہادت امام حسینؑ	۱۸۰
وفات یزید بن معاویہ	۱۸۴
معاویہ بن یزید بن معاویہ	۱۸۶
عبداللہ بن زبیر	۱۸۷
مروان بن الحکم	۱۸۸
عبدالملک	۱۹۰
ولید بن عبدالملک	۱۹۷
سلیمان بن عبدالملک	۲۰۱
عمر بن عبدالعزیز	۲۰۳
یزید بن عبدالملک بن مروان	۲۰۵
ہشام بن عبدالملک	۲۰۸
ولید بن یزید بن عبدالملک	۲۱۳
یزید بن ولید بن عبدالملک	۲۱۶
مروان بن محمد بن مروان بن الحکم	۲۱۸
حواشی	۲۲۶

Presented by Ziaraat.Com

ہماری گذارش

تاریخ ابو الفداء ہماری نئی پیش کش آپ کے پیش نظر ہے۔
کتاب تواریخ میں تاریخ ابو الفداء بہت بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ لیکن عرصہ سے یہ مفید کتاب نایاب تھی۔ ہم نے اس کی اہمیت و ضرورت کے پیش نظر اس کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

علم دوست حضرات سے یہ امر پوشیدہ نہ ہو گا کہ کچھ عرصہ سے پاکستان میں قدیم کتابوں کے تراجم کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہوا۔ چنانچہ تاریخ طبری اور تاریخ ابن خلدون ایسی متعدد کتابیں چھپ کر مارکیٹ میں آ چکی ہیں۔ ہمیں ان کتابوں کو دیکھنے کا موقع ملا تو یہ دیکھ کر نہایت دکھ اور تعجب ہوا کہ نہ صرف ان کتابوں کے تراجم میں تحریف سے کام لیا گیا ہے بلکہ دل آزار حاشیوں کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ یہی بات تاریخ ابو الفداء کی اشاعت کا محرک بنی تاکہ کم از کم یہ کتاب تو تحریف اور قطع و برید کی زد سے محفوظ رہے۔

ہم جناب فخر العلماء مورخ یگانہ مولانا سید نجم الحسن کراروی مدظلہ العالی کے ممنون احسان ہیں کہ انہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود نہایت ضروری اور مفید حاشیئے تحریر کر کے اس کتاب کی افادیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔
جزاکم اللہ خیر الجزا۔

امید ہے کہ ہماری یہ خدمت بھی پسندیدگی کی نظر سے دیکھی جائے گی۔

ناشر

Presented by Ziaraat.Com

سر لفظ

"تاریخ ابو الفداء" نام ہے اہلسنت کی اس مستند اور معتبر تاریخ کا جو ملک موید عماد الدین' ابو الفداء علامہ اسمٰعیل بن علی بن شادی حموی شافعی کی لکھی ہوئی ہے۔ علامہ اسمٰعیل سلطان مصر کی طرف سے شہر حمات کے والی اور حاکم تھے جو ملک شام کے مضافات سے ہے اور جس کی بنیاد عہد داؤدؑ و سلیمانؑ میں قائم ہوئی تھی۔ انہیں سیاسی اور عسکری تربیت کے ساتھ ساتھ ادب' فقہ' تاریخ' جغرافیہ سے بھی ذوق صحیح و سلیم تھا۔

اس عظیم الشان مورخ نے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں تقویم البلدان' کتاب الموازین اور تاریخ المختصر فی اخبار البشر جو تاریخ ابو الفداء کے نام سے معروف ہے' زیادہ مشہور ہے۔

تاریخ ابو الفداء کا استناد: علامہ صدیق حسن خاں بھوپالی "حج الکرامۃ" میں لکھتے ہیں "تاریخ ملک موید ابو الفداء اسمٰعیل موسوم بہت کتاب المختصر فی اخبار البشر در مختصرات فن خیلے سنجیدہ و معتبر است" تاریخ ابو الفداء موید اسمٰعیل کی لکھی ہوئی نہایت سنجیدہ اور معتبر ہے۔

(۲) کشف الظنون میں ہے۔

"کتاب المختصر فی اخبار البشر للملک المؤید اسماعیل ابو الفداء المتوفی ۷۳۲ھ و اختصرہ الشیخ الامام زین الدین عمر بن الوردی الشافعی' و سماہ تتمۃ المختصر" تاریخ ابو الفداء علامہ اسمٰعیل متوفی ۷۳۲ھ کی لکھی ہوئی ہے۔ اس کا نام امام زین الدین عمر بن وردی نے خلاصہ لکھا ہے جس کا نام "تتمہ المختصر" رکھا ہے۔"

(۳) لباب المعارف العلمیہ طبع لاہور کے ص ۸۱ میں ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں۔ "یہ تاریخ اگرچہ مختصر ہے لیکن جامع اور مستند خیال کی جاتی ہے۔ مولانا شبلی مرحوم اپنی تاریخی تحقیقات میں اسی کی سند لاتے ہیں۔" اس کا اردو ترجمہ مولوی کریم الدین دہلوی نے کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۴) ترجمہ "تاریخ ابن خلدون" کے مقدمہ میں ڈاکٹر عنایت اللہ ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی (لندن) ص ۳۸ پر رقم طراز ہیں:

"ابو الفداء (۶۷۲، ۷۳۲ھ) جس کا پورا نام الملک الموید عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن علی ہے، سلطان مصر کی طرف سے شہر حمات (شام) کا حاکم تھا۔ سیاسی اور عسکری تربیت کے ساتھ اس نے ادب، فقہ اور تاریخ و جغرافیہ وغیرہ علوم میں کمال حاصل کیا اور ان علوم میں متعدد کتابیں لکھیں۔ "تقویم البلدان" کے علاوہ جس کا موضوع جغرافیہ عالم ہے اس نے ایک عمومی تاریخ "المختصر فی اخبار البشر" کے عنوان سے تالیف کی جو عام طور پر "تاریخ ابو الفداء" کے نام سے مشہور ہے۔ کتاب کے ابتدائی حصہ میں اقوام قدیمہ کا بیان ہے اور ظہور اسلام کے بعد کے واقعات ۷۲۱ھ تک طبری اور ابن الاثیر کی طرح سنین کے اعتبار سے ترتیب دیا ہے۔ پہلے پہل یہ تاریخ یورپ میں لاطینی ترجمہ کے ساتھ چھپی۔ بعد ازاں مصر سے بھی چار جلدوں میں شائع ہوئی۔ ڈاکٹر شپر نگر کے ایماء پر مولوی کریم بخش صاحب انسپکٹر مدارس نے ۱۸۴۶ء میں تاریخ ابو الفداء کا اردو میں ترجمہ کیا جو تین جلدوں میں شائع ہوا اور ۱۹۰۱ء میں دوبارہ امرتسر میں چھپا۔ مگر یہ ترجمہ ۴۰۰ھ کے واقعات پر ختم ہو جاتا ہے۔

ان بالوردی (متوفی ۷۵۰ھ) نے تاریخ ابو الفداء کا ذیل لکھا اور اسے ۷۴۹ تک پہنچایا۔

مولانا کریم الدین انسپکٹر مدارس کے جس اردو ترجمہ کا حوالہ ڈاکٹر عبدالرحیم آف پشاور یونیورسٹی اور ڈاکٹر عنایت اللہ ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی لنڈن سابق پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور و پنجاب یونیورسٹی نے دیا ہے، زیر نظر وہی ترجمہ ہے۔

اس ترجمہ کے دوبارہ ۱۹۰۰ء میں افغانی پریس امرتسر سے چھاپنے والے مسٹر نیاز علی خاں سوداگر اس کے دیباچہ میں لکھتے ہیں۔

"کتاب تاریخ ابو الفداء جو سرگزشت عالم کا دریا اور امور دینی و دنیوی کا رہنما، مضامین اس کے دل پذیر اور عبارت دلچسپ ایسی کہ گویا غذائے روح اور قوت ایمان ہے اور عبرت و نصائح کا سرچشمہ ہے۔ تحقیقات اس کی یہ کرامات ہیں کہ سات ہزار برسوں کے واقعات کا جدا جدا تاریخیں اور واقعات ایسے صحیح درج کئے

Presented by Ziaraat.Com

ہیں جن کی میزان ملانے میں سر مو فرق نہیں آ سکتا۔ نہایت صحیح و معتبر' عجیب مفید عام کتاب ہے درمیان ۱۳۲۸ عیسوی کے زبان عربی میں تصنیف ہوئی تھی اور نام اس کا "المختصر فی اخبار البشر" رکھا گیا اور ۱۵۲۹ء میں فارسی زبان میں ترجمہ ہوا۔ اس کا نام "خلاصتہ الاخبار" رکھا گیا اور ۱۸۴۶ء میں مولوی کریم الدین انسپکٹر مدارس سر رشتہ تعلیم پنجاب نے زبان اردو میں اس کا ترجمہ کیا۔ اس کا نام "ریاض الاخبار ترجمہ تاریخ ابو الفداء" رکھا۔ اب ۵۴ سال کے بعد درمیان ۱۳۱۷ ہجری نبوی مطابق ۱۹۰۰ء کے راقم نے اس کو بڑی محنت سے طبع کر لیا۔

پس یہ کتاب تصنیف کی ہوئی حضرت ابو الفداء اسمٰعیل بادشاہ "ملک حماۃ" کی ہے جو نہایت عادل' سخی' شجاع و عاقل فاضل علوم مختلفہ اور مصنف بہت سی کتابوں تواریخ و علوم مشکلہ و فنون عجیبہ و صنائع مفیدہ کا ہے' مدت دراز تک سلطنت کر کے ساٹھ برس کی عمر میں اپنی پیشین گوئی کے مطابق درمیان ۷۳۲ ہجری کے ملک حمات میں راہی ملک بقا ہوئے۔ بادشاہ موصوف نے لاکھوں روپے کے خرچ اور سالہا سال کی محنت سے اس کو تصنیف کیا تھا۔

نقد و نظر: جناب مولوی ڈاکٹر عبدالرحیم مولوی فاضل و منشی فاضل مصنف رد الاخوان و کتاب میزان اللسان ناظم کلیتہ مشرقیہ دار العلوم اسلامیہ صوبہ سرحد پشاور لباب المعارف العلمیہ کی جلد ۲ ص ۸۱ میں تاریخ ابو الفداء کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "الملک الموید اسمٰعیل ابو الفداء حموی جو ملک الافضل والی حماۃ (ملک شام) کا بیٹا ہے۔ باوجود امیر زادہ ہونے کے لئے اپنے عصر کا بڑا فاضل اور مورخ تھا۔ بقول مصنف اورینٹل بایو گرافیز' تقویم البلدان جو جغرافیہ قدیم کی جلیل القدر کتاب سمجھی گئی ہے' اسی کی تصنیف ہے۔"

مسٹر عبدالرحیم نے مذکورہ تحریر میں ابو الفداء اسمٰعیل کو ملک الافضل کا بیٹا لکھا ہے اور والی حمات اسی افضل کو بتایا ہے' میرے نزدیک یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اسمٰعیل ابو الفداء کا باپ علی بن شادی تھا اور اسمٰعیل ابو الفداء خود والی حمات تھا نہ کہ اس کا والد جیسا کہ مذکورہ جملہ تحریروں کے علاوہ خود مسٹر عبدالرحیم کی تحریر میں ابو الفداء کے لئے "الملک الموید" لکھا ہوا ہے۔

ضروری اعلان: زیر نظر ترجمہ لفظ بہ لفظ وہی ہے جو آج سے ۱۲۱ سال قبل

Presented by Ziaraat.Com

مولانا کریم الدین حنفی نے کیا تھا، اگرچہ اس کی اردو عہد حاضر کے لحاظ سے ناکارہ اور غیر پسندیدہ ہے لیکن درحقیقت اس زمانے کے لحاظ سے بہت غنیمت ہے۔ ہم نے اس کے استناد کو برقرار رکھنے کے لئے ان کی اردو میں سرمو فرق نہیں کیا اور نہ یہ کہ غیر سلیس ہونے کا نظرانداز کیا ہے۔ بلکہ مونث و مذکر اور ان کی ٹھیٹھ اور غیر فصیح اصطلاح کو بھی اپنی حالت پر چھوڑ دیا ہے۔

وضاحت: میں نے اس مفید ترین تاریخ کی کتاب پر حاشیہ یا فٹ نوٹ لکھ دیا ہے اور اس کے لئے یہ التزام رکھا ہے کہ تمام واقعات صحیح ہوں اور مستند و معتبر کتابوں سے لکھے جائیں اور اس کی طرف بھی نظر رکھی ہے کہ کتاب ابو الفداء ہمارے نظریئے سے بھی مفید بن جائے اور تقریباً" ہر ضروری واقعہ پر نوٹ لکھ دیا ہے لیکن اگر کسی چیز پر نظر نہ کی گئی ہو اور وہ ہمارے نظریئے کے خلاف ہو تو اس کا مطلب یہ نہ ہو گا۔ وہ چیز ہمارے نزدیک صحیح ہے۔

سید نجم الحسن کراروی۔ پشاور

Presented by Ziaraat.Com

حضرت رسالت ماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

یہ بیان ہے پیدائش محمد مصطفیٰ صلعم اور شرافت بیت طاہرہ آنجناب کا۔ واضح ہو کہ محمد رسول اللہ صلعم کے والد کا نام عبداللہ ابن عبدالمطلب ہے۔ حضرت عبداللہ کی پیدائش اصحاب فیل کے آنے سے پچیس برس پیشتر ہوئی تھی۔ عبدالمطلب' ان کے باپ' حضرت عبداللہ کو بہت پیار کرتے تھے اور باعث اس کا یہ تھا کہ یہ لڑکا ان کی اولاد میں سب سے خوبصورت اور پارسا سیرت تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عبداللہ والد رسول اللہ صلعم بموجب ارشاد اپنے باپ عبدالمطلب کے بطور مسافرت کہیں گئے تھے' جب کہ مقام یثرب کے پاس پہنچے' بتقاضائے پیغام اجل طائر روح ان کا اس مقام سے بعالم بالا پرواز کر گیا اور محمد مصطفیٰؐ ان ایام میں دو مہینے کے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ حمل ہی میں تھے۔ بہر تقدیر عبداللہ مذکور درمیان مکان حارث ابن سراقہ العدوی کے جو کہ عبدالمطلب کا ماموں تھا' مدفون ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ درمیان مکان نابغہ کے جو بنی نجار کا تھا اس میں دفن کئے گئے اور میراث میں انہوں نے پانچ اونٹ' ایک لونڈی حبشہ مسماۃ برکت جس کی کنیت ام ایمن ہے' جس نے رسول مقبولؐ کو گود میں کھلایا تھا' چھوڑی تھیں اور والدہ رسول مقبول کی جو کہ عبداللہ ابن عبدالمطلب کی بیوی تھی' ان کا نام آمنہ ہے۔ یہ آمنہ بیٹی ہے وہب بن عبدمناف بن زہرہ ابن کلاب ابن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر کی۔ اس فہر کا نام قریش بھی ہے۔ عبدالمطلب نے وہب مذکور سے جو بنی زہرہ کا سردار تھا' خواہش کرکے اپنی بیٹی سے عبداللہ کی شادی کی تھی۔ ان سے محمد صلعم بارہویں تاریخ ربیع الاول کو درمیان اس سال کے جس میں اصحاب فیل نے کعبہ پر چڑھائی کی تھی' پیدا ہوئے

Presented by Ziaraat.Com

اور اصحاب فیل بعد گزرنے نصف ماہ محرم ۴۲ نوشیروانی کے اس سال میں کہ جس میں پیغمبر خدا پیدا ہوئے' آئے اور غلبہ اسکندر کو دارا پر آٹھ سو اکیاسی برس گزر چکے تھے۔ اور ابتداء سلطنت بخت نصر کو ایک ہزار تین سو سولہ برس ہو چکے تھے۔ درمیان کتاب دلائل النبوۃ کے جو حافظ ابی بکر احمد البیہقی الشافعی کی تصنیف ہے' یہ لکھا ہے کہ ساتویں روز ولادت محمدؐ کے ان کے جد بزرگوار نے ایک ذبیحہ کر کے تمام قریش کی دعوت کی۔ جب سب قریش جمع ہو چکے اس وقت کہنے لگے کہ اے عبدالمطلب جس لڑکے کی خاطر تو نے ہماری ضیافت کی ہے' اس کا نام کیا رکھا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے اس لڑکے کا نام محمدؐ رکھا ہے۔ قریش بولے کہ اپنے کنبے کے ناموں پر نام نہ رکھا۔ عبدالمطلب نے در جواب ان کے یہ بیان کیا کہ لفظ محمدؐ کے معنی ہیں سراہا گیا۔ اس لئے میں نے یہ نام رکھا تاکہ خدا آسمان پر اور بندے زمین پر اس کی حمد کریں اور ہر ایک کے منہ سے محمد نکلے۔ روایت ہے حافظ ابی بکر مذکور سے یہ روایت حضرت عباس تک پہنچی ہے۔ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ محمدؐ مصطفیٰ ناف بریدہ اور مختون پیدا ہوئے تھے۔ یہ حال عبدالمطلب دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ امر میرے بیٹے کی عزت اور فوقیت پر دلالت کرتا ہے۔ روایت کی ہے حافظ مذکور نے جس کی سند مخزوم بن ہانی المخزومی تک پہنچی ہے۔ وہ اپنے باپ کی زبانی روایت کرتا ہے کہ جب کہ رسولؐ مقبول اس جہان میں پردۂ شکم سے جلوہ آراء ہوئے اس وقت کسریٰ کے محل کو ایسی حرکت ہوئی کہ اس کے چودہ کنگورے گر پڑے' اور وہ آگ فارس کی جو ہزار برس سے جلتی تھی اور کبھی افسردہ نہ ہوئی تھی' یکبارگی ٹھنڈی ہو گئی اور بحیرۂ ساوہ کا پانی سوکھ گیا اور موبذان قاضی فارس نے ایک خواب مہیب دیکھا کہ کوئی عربی گھوڑا ایک شتر قوی کو کھینچتے ہوئے لئے جاتا ہے اور نہر دجلہ ٹوٹ کر تمام اس کے بلاد میں پھیل گئی ہے۔ بوقت صبح کسریٰ بہت مضطرب اور بے قرار ہوا۔ یا الٰہی یہ کیا خواب ہے؟ چنانچہ اس نے موبذان قاضی فارس سے دریافت کیا۔ اس قاضی کو آئندہ شے ہونے والی کا بھی علم تھا۔ اس نے سوچ بچار کر کہا جہاں پناہ تعبیر اس خواب کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ کوئی شخص عرب کے ملک میں ذیشان

Presented by Ziaraat.Com

پیدا ہوا ہے۔ اس کے ظہور کی یہ بشارت ہے۔ یہ سن کر کسریٰ نے ایک نامہ نعمان بن المنذر کو لکھا۔ اس نامہ کا مضمون یہ ہے کہ "بعد حمد و صلوۃ کے واضح ہو کہ کوئی شخص عالم و فاضل عرب سے اس طرح کا جو میں اس سے سوال کروں، وہ میری تشفی کر دے، میرے پاس روانہ کرو۔" نعمان نے عبد المسیح بن عمرو بن حنان انفسانی کو بھیج دیا۔ اس کے سامنے کسریٰ نے سب حال خواب کا اور محل کا ہلنا اور کنگروں کا گر جانا بیان کیا اور کہا کہ اس کا جواب شافی مجھ کو دو۔ اس نے عرض کیا کہ جہاں پناہ میرا ماموں مسمی سطیح جو نواح شام میں رہتا ہے، اس کو اس علم میں مہارت تامہ ہے۔ کسریٰ نے حکم دیا کہ اچھا اس کے پاس جا کر سب بیان کرو۔ جو تاویل و تعبیر وہ بیان کرے اس کی جلد اطلاع کرو۔ چنانچہ عبدالمسیح بارادہ ملاقات سطیح ملک شام میں گیا۔ مگر افسوس کہ جب وہ اپنے ماموں سطیح کے پاس پہنچا تو وہ حالت نزع میں تھا۔ اس نے جا کر سلام کیا اور مزاج پرسی کی۔ وہ مطلق جواب نہ دے سکا۔ تب عبدالمسیح نے چند شعر درباب ناکامی اور عدم مقصود براری کے پڑھ کر سنائے۔ سطیح نے وہ شعر سن کر آنکھیں کھول کر دیکھا۔ تب عبدالمسیح نے کہا کہ میں شتر تیز رفتار پر سوار ہو کر آپ کی ملاقات کے واسطے آیا تھا اور مجھ کو بادشاہ بنی ساسان نے بہ سبب حرکت کرنے اس کے ایوان کے اور سرد ہو جانے آگے فارس کے واسطے تعبیر خواب موبذان کے بھیجا ہے۔ اس نے خواب میں یہ دیکھا ہے کہ کوئی عربی گھوڑا شتر قوی کو کھینچے لیے جاتا ہے اور نہر دجلہ ٹوٹ کر تمام اس کے شہروں میں پھیل گئی ہے۔ لیکن بہ سبب شامت طالع کے آپ سے ملاقات اس وقت نہ ہوئی کہ آپ کوئی دم کے مہمان ہیں۔ اس نے کہا، عبدالمسیح جبکہ قرضدار بہت ہو گئے تب ڈانٹنے والا پیدا ہوا اس واسطے آگ فارس کی بجھ گئی اور نہر ساوہ اور بحیرۂ ساوہ دونوں کا پانی سوکھ گیا۔ اب ملک شام نہ تیرا نہ میرا۔ اسی کے خاندان کے بادشاہ اور بادشاہزادیاں راج کریں گی اور جو آنے والا ہے بے شک آئے گا۔ یہ کہہ کر سطیح مر گیا۔ اور عبدالمسیح نے کسریٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر جو اس نے کہا تھا سب سنایا۔ راوی کہتا ہے کہ میرے سامنے کی بات ہے کہ چودہ بادشاہ ہوئے

Presented by Ziaraat.Com

اور ایسا انقلاب عظیم اس عرصہ قلیل میں ہوا کہ کہا نہیں جاتا۔ چنانچہ دس بادشاہ تو چار برس کے عرصے میں حکومت کر چکے تھے۔ کتاب عقد میں ہے کہ مطمح بزاد بن معد بن عدنان کے زمانے میں موجود تھا' جس نے میراث کی تقسیم درمیان بنی نزار کے کی تھی۔ مراد بنی نزار سے مضر اور اس کے بھائی ہیں۔ در باب شرافت جناب رسول خداؐ اور اہل بیت جناب کی روایت ہے۔ حافظ بیہقی سے' اس کی سند حضرت عباس رضی اللہ تک پہنچی ہے۔ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے پیغمبر خدا صلعم سے عرض کیا کہ قریش جب آپس میں ملتے ہیں' تب بہت بشاش ہو کر ہنسی و خوشی سے ملتے ہیں اور یا حضرت جب ہم سے ملتے ہیں تو منہ بنا لیتے ہیں۔ یہ بات سن کر جناب رسول خدا صلعم کو بہت غصہ آیا اور آپ نے ارشاد فرمایا' کہ قسم ہے اس کی کہ جس کے ہاتھ میں جان ہے محمدؐ کی' کبھی وہ شخص مومن نہ ہو گا جب تک محبت خالصتاً" واسطے اللہ اور رسولؐ کے نہ کرے گا۔ ایک روایت حضرت عمر سے ہے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ہم چند شخص رسولؐ اللہ کے صحن خانہ میں کھڑے تھے' ایک عورت وہاں سے گزری۔ کسی نے کہا یہ عورت پیغمبر خدا کی بیٹی ہے۔ ابو سفیان کہنے لگا کہ محمدؐ بنی ہاشم میں ایسے ہیں جیسے پھول درمیان خوشبو کے۔ یہ بات وہ عورت سنتی چلی گئی۔ اس نے جا کر رسول اللہ صلعم کو سب باتیں سنائیں۔ آپ یہ سن کر خفا ہوئے۔ اور غصے میں بھرے ہوئے باہر آئے اور آپ نے ارشاد کیا کہ افسوس ہے ان لوگوں پر جن کی باتیں مجھ تک پہنچی ہیں۔ سنو' خدا تعالٰی نے سات آسمان پیدا کر کے جو ان میں سب سے بلند تھا' اس کو پسند کیا اور ان آسمانوں میں جس کو اپنی پیدائش (مخلوقات) سے چاہا بسایا۔ پھر دنیا پر اپنی پیدائش (مخلوقات) پیدا کی اور ان میں سے آدمیوں کو برگزیدہ کیا اور پسندیدہ بنایا۔ پھر تمام آدمیوں پر عرب کو شرافت دی۔ اور عرب میں خصوصاً" قبیلہ مضر کو برگزیدہ کیا اور اس قبیلہ میں سے خاص قریش لوگ بزرگ بنائے اور قریش میں سے بنی ہاشم اور تمام بنی ہاشم میں سے مجھ کو پسند کیا۔ اس روایت سے شرافت جناب رسول خداؐ کی اظہر من الشمس ہے اور ایک روایت حضرت عائشہ سے بھی ہے۔ وہ فرماتی ہیں' سنا میں نے رسولؐ خدا سے ان کو

Presented by Ziarat.Com

حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ اے محمد صلعم میں تمام زمین مشرق سے مغرب تک پھرا ہوں کوئی قبیلہ یا کوئی خاندان بنی ہاشم سے بہتر میں نے نہیں پایا۔

نسب مبارک

واضح ہو کہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد کا حال ہم (جلد اول میں) لکھ چکے ہیں۔ یعنی جو لوگ کہ پیغمبر خدا کے نسب نامہ میں داخل ہیں ان کا نام اور جو خارج ہیں ان کا نام بھی مذکور ہو چکا ہے۔ اب ہم نسب نامہ جناب رسولؐ خدا کا علی التواتر اور پیہم ایک طرف سے ذکر کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ ابو القاسم محمد بیٹا عبداللہ کا' وہ بیٹا عبدالمطلب کا' وہ بیٹا ہاشم کا' وہ بیٹا عبدمناف کا' وہ بیٹا قصیٰ کا' وہ بیٹا کلاب کا' وہ بیٹا مرہ کا' وہ بیٹا کعب کا' وہ بیٹا لوی کا' وہ بیٹا غالب کا' وہ بیٹا فہر کا' وہ بیٹا مالک کا' وہ بیٹا نضر کا' وہ بیٹا کنانہ کا' وہ بیٹا خزیمہ کا' وہ بیٹا مدرکہ کا' وہ بیٹا الیاس کا' وہ بیٹا مضر کا' وہ بیٹا نزار کا' وہ بیٹا معد کا' وہ بیٹا عدنان کا۔ معلوم رہے کہ نسب رسولؐ خدا کا عدنان تک بالاتفاق ہے۔ اس میں کچھ گفتگو نہیں' اور یہ بے شک ہے کہ عدنان حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ لیکن وہ پشتیں جو کہ درمیان عدنان اور اسمٰعیلؑ کے ہیں' ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے چالیس آدمی شمار کئے ہیں اور بعض سات کہتے ہیں اور ام سلمہ یعنی زوجہ رسولؐ اللہ روایت کرتی ہیں کہ رسولؐ اللہ یوں فرماتے تھے کہ عدنان بیٹا ہے ادو کا اور وہ بیٹا ہے زید کا' وہ بیٹا ہے براء کا' وہ بیٹا ہے اعراق الثری کا۔ حضرت ام سلمہ نے فرمایا کہ ہمیسع اور براء بنت اسمٰعیلؑ اعراق الثری یہ پیچھے سے بڑھائے گئے ہیں اور بیہقی نے یوں ذکر کیا ہے کہ عدنان بیٹا ادو کا' وہ بیٹا المقوم کا' وہ بیٹا ناحور کا' وہ بیٹا تارخ کا' وہ بیٹا یعروب کا' وہ بیٹا یشحب کا' وہ بیٹا نابت کا' وہ بیٹا اسمٰعیل' وہ بیٹا ابراہیم خلیل اللہ کا۔

اب ہم وہ بیان کرتے ہیں کہ جو ان نسابہ کے درمیان شجرۃ النسب کے ذکر کیا ہے اور وہی مذہب مختار ہے وہ یہ ہے کہ عدنان بیٹا ادو کا' وہ بیٹا الیسع کا' وہ بیٹا الہمیسع کا' وہ بیٹا سلامان کا' وہ بیٹا حمل کا' وہ بیٹا قیدار کا' وہ بیٹا اسمٰعیلؑ کا۔ درمیان ابراہیمؑ کے اول جلد میں بیان ہو چکا ہے۔ اس کی اب پھر ذکر کرنے کی

Presented by Ziaraat.Com

کچھ حاجت نہیں۔ بیہقی بیان کرتا ہے کہ ہمارا استاذ ابو عبداللہ الحافظ کہتا تھا کہ نسب رسولؐ اللہ کا عدنان تک صحیح ہے۔ اور ماوراء عدنان کے غیر معتبر ہے۔

رضاعت

مخفی نہ رہے کہ دایہ اول رسولؐ خدا جس نے بعد حضرت کی والدہ کے دودھ پلایا، اس کا نام ثوبیہؑ ہے۔ یہ ابی لہب کی یعنی رسول اللہ صلعم کے چچا کی کنیز تھی۔ اس لونڈی کے ایک بیٹا مسمی مسروح، اس کا دودھ رسولؐ خدا اور آپ کے چچا حضرت حمزہ اور ابا سلمہ ابن عبدالاسد مخزومی کو پلایا کرتی تھی۔ اس لئے یہ وہ شخص پیغمبرؐ خدا کے رضاعی بھائی بھی تھے۔

پوشیدہ نہ رہے کہ عرب کا دستور یہ تھا کہ بدوی عورتیں یعنی جنگل کی رہنے والیاں، درمیان مکہ معظمہ کے دودھ پلانے کی تلاش میں آیا کرتی تھیں۔ چنانچہ اسی عادت قدیمہ پر چند عورتیں بخواہش دودھ پلانے کے مکہ میں آئیں۔ سب کو بچے واسطے پرورش کے واسطے مل گئے مگر دایہ حلیمہ کو کوئی بچہ سوائے محمدؐ کے نہ ملا۔ بات یہ ہے کہ رسولؐ خدا ان ایام میں یتیم تھے۔ اس لئے کوئی دایہ ان کو دودھ پلانا اختیار نہ کرتی تھیں۔ کیونکہ وہ اپنے بھلے (فائدے) کی امید بچوں کے باپ سے رکھا کرتی تھیں اور جو عورت خود بیوہ ہوتی تھی، اس کو جانا کرتی تھیں کہ یہ کیا سلوک کرے گی؟ لیکن دایہ حلیمہ بنت ابی ذویب بن الحارث السعدیہ نے حضرتؐ کی والدہ سے یعنی آمنہ سے آپ کو لے کر دودھ پلانا شروع کیا اور اپنے ہمراہ ان کو لئے ہوئے بادیہ بنی سعد کو جہاں وہ رہتی تھی چلی گئی، خدا تعالی نے اس عورت کو ایسی برکت بخشی کہ کبھی اس کو ایسی فراغت نصیب نہ ہوئی تھی، جب آپ نے دودھ چھوڑ دیا تب ایک روز حضرتؐ کو مکہ لائی اور آپ کی والدہ ماجدہ سے درخواست کی کہ حضرت کو تاحین بلوغ میرے پاس رہنے دے کیونکہ مجھ کو اس لڑکے سے کمال الفت ہے اور مکے میں وبا کا بہت زور شور رہتا ہے۔ جب حضرتؐ کی والدہ نے دیکھا کہ کسی طرح پنڈ (پیچھا) نہیں چھوڑتی انہوں نے بھی اجازت دے دی۔ وہ دایہ حضرت کو ہمراہ لے کر بادیہ بنی سعد کو پھر گئی۔ حضرتؐ نے اس دایہ کے پاس رہ کر پرورش پانا شروع کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

ایک روز کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلعم اپنے بھائی رضاعی کے ساتھ جنگل میں گئے تھے کہ ناگاہ دایہ حلیمہ کا وہ بیٹا اپنی ماں کے پاس مضطرب آیا اور آکر کہنے لگا کہ اس لڑکے قریشی کا دو آدمی سفید کپڑے والوں نے لٹا کر پیٹ پھاڑ ڈالا۔ یہ خبر دایہ حلیمہ سن کر مع اپنے خاوند کے مضطرب الحال بھاگی گئی۔ وہاں جا کر جو دیکھا تو حضرت صحیح و سالم کھڑے ہیں۔ بروقت استفسار کے حضرت نے بیان کیا کہ دو آدمی آئے تھے۔ انہوں نے لٹا کر میرا پیٹ پھاڑ ڈالا تھا۔ حلیمہ کا خاوند بولا کہ میں تو یہ جانتا ہوں کہ یہ اس لڑکے کو جنون ہو گیا ہے۔ تو اس کو ہمراہ لے جا کر اس کے کنبے میں چھوڑ آ۔ دایہ حلیمہ کو بھی خوف ہوا۔ حضرتؐ کو ہمراہ لے کر ان کی والدہ آمنہ کے پاس آئی۔ حضرت کی والدہ نے ارشاد کیا کہ آج تیرے دل میں کیا بات آئی جو تو میرے بیٹے محمدؐ کو اپنے ساتھ باارادہ چھوڑ جانے کے لائی۔ تجھ کو تو اس لڑکے سے بڑی محبت تھی۔ دایہ حلیمہ نے سب حال بیان کیا۔ آمنہ نے فرمایا تو جھوٹی ہے۔ اس کو نہ جنون ہے نہ کوئی دیو چمٹا ہے نہ کسی شیطان کو اس پر دخل ہو سکتا ہے کیونکہ میرا بیٹا ایسے ہی رتبے والا ہے۔

رضاعی بھائی حضرتؐ کے یہ ہیں۔ عبداللہ اور انیسہ اور جذابہ جو کہ موصوف الصفات اسمیہ اپنے کے تھی۔ یہ تینوں لڑکے دایہ حلیمہ سعدیہ کے پیٹ سے اور حارث بن عبدالعزیٰ کے تخم سے تھے۔ اور یہ حارث مذکور رضاعی والد پیغمبر خدا کا ہے۔

جن ایام میں کہ پیغمبر خدا نے حضرت خدیجہ سے نکاح کر لیا تھا ان ایام میں دایہ حلیمہ ان کے پاس آئی تھی اور کہنے لگی کہ بہ سبب قحط سالی کے ہم لوگ بہت تنگ ہیں۔ حضرت نے یہ حال اپنی بیوی خدیجہؓ سے بیان کیا۔ اس نے چالیس گوسفند اس کو دیں اور ایک دفعہ دایہ حلیمہ مع اپنے شوہر حارث مذکور کے بعد نبوت رسولؐ خدا کے پاس آئی تھی اور دونوں بشرف اسلام مشرف ہو کر چلے گئے تھے۔ جبکہ دایہ حلیمہ حضرت کو ان کی والدہ کے سپرد کر گئی۔ تب جناب رسول مقبولؐ نے اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں رہنا شروع کیا۔ جب ان کی عمر چھ برس کی ہوئی، اس وقت یکبارگی یہ حادثہ عظیم برپا ہوا کہ حضرت کی والدہ درمیان ایک

Presented by Ziaraat.Com

گاؤں ابواء کے جو مکہ اور مدینہ کے قریب وواں کے ہے' بقضا و رضا الٰہی فوت ہوئیں اور ان کے اس جانے کا یہ سبب تھا کہ آمنہ اپنے بھائیوں سے جو قبیلہ بنی عدی بن النجار سے ہیں' حضرت کی ملاقات کروانے کو آئی تھی۔ بعد مراجعت کے راہ میں انتقال فرمایا۔ بعد ازاں حضرت کو ان کے دادا عبدالمطلب پرورش کرتے رہے۔ بعد دو برس کے وہ بھی گزر گئے۔ اس وقت حضرت کی عمر آٹھ برس کی تھی۔ تب حضرت کے چچا ابو طالب بن عبدالمطلب خبر گیر حضرت کے ہوئے۔ ابو طالب جو بھائی عبداللہ والد رسولؐ اللہ کا تھا۔ ذکر ہے کہ ایک دفعہ پیغمبر خدا کو اپنے ہمراہ ملک شام کی طرف کسی تجارت میں لے گئے تھے۔ جبکہ شہر بصرے میں داخل ہوئے (یہ وہ شہر ہے جو شام میں واقع اور یہ وہ بصرہ نہیں جو عراق کا ایک مشہور شہر ہے) تب عمر حضرتؐ کی تیرہ برس کی تھی۔ اس شہر میں ابو طالب کی ملاقات ایک راہب مسمی بحیرا سے ہوئی۔ اس راہب نے ابو طالب سے کہا کہ اس لڑکے کو بحفاظت تمام اپنے ہمراہ لے کر الٹا چلا جا اور یہودیوں سے ڈرتا رہ۔ ایسا نہ ہو کہ اس بچے کو مار ڈالیں۔ کیونکہ یہ تیرا بھتیجا ہونہار ہے۔ چنانچہ ابو طالب نے حضرت کو اپنے ہمراہ لے کر بعد فراغ تجارت کے مکے کو مراجعت کی کہ جب پیغمبر خداؐ جوان ہوئے اس وقت کے یہ اوصاف ان کے ہیں کہ صاحب مروت اور ذی حلم اور سب آدمیوں سے زیادہ فصیح اور سچے اور امین اور پارسا ایسے تھے کہ آپ کے ہم عصروں میں اور کوئی شخص ایسا نہ تھا چنانچہ تمام قوم میں حضرت بہت بڑے امین مشہور تھے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایسے امور صالحہ اور نیک چلن ان میں جمع کئے تھے کہ نسب میں معزز اور مکرم تھے جبکہ ایک لڑائی درمیان فجار اور قریش کے یعنی حضرت کے چچاؤں سے جو ہوئی تھی' اس وقت حضرتؐ کی عمر چودہ برس کی تھی۔ یہ ایک لڑائی درمیان قریش اور کنانہ اور ہوازن کی ہوئی تھی۔ فجار اس واسطے کہتے ہیں کہ قوم ہوازن نے حرم کی ہتک کی تھی' اس وقت سے ان کو فجار کہا کرتے تھے۔ اس جنگ میں اول حملہ قریش اور کنانہ پر ہوا۔ بعد ازاں قوم ہوازن پر ہوا۔ مگر فتح قریشیوں کی ہوئی۔

سفر شام

Presented by Ziaraat.Com

واضح ہو کہ حضرت خدیجہؓ خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب کی بیٹی ہے۔ یہ سوداگر بچی بڑی عزت والی اور بڑی مالدار قوم قریش میں تھی۔ جبکہ اس نے زبانی لوگوں کے یہ سنا کہ محمد مصطفیٰؐ بہت سچے اور امین آدمی ہیں' حضرت کو بلا کر ان سے کہا کہ آپ میرے واسطے ملک شام کو بطور تجارت تشریف لے جائیے اور ہمراہ اپنے میرا غلام میسرہ لیجئے۔ منظور فرمایا۔ اور جو اسباب اس جا سے لاد کر لے گئے تھے' جاتے ملک شام میں بیچ ڈالا اور اس کے عوض اور خرید کر کے مکہ معظم کو مراجعت فرمائی۔ چنانچہ مع اسباب محمولہ مملوکہ خدیجہؓ کے ہمراہ اسی غلام کے مکہ میں تشریف لائے۔ اس غلام نے جو جو کراماتیں وہاں دیکھی تھیں' سب اپنی مخدومہ کے سامنے حرف بحرف بیان کیں اور کہا کہ اکثر ایسا دیکھنے میں آیا کہ بوقت شدت گرما دوپہر کے وقت دو فرشتے جناب رسالت ماب کو سایہ کر لیتے تھے۔ بیوی خدیجہؓ نے یہ باتیں سن کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے درخواست اپنے نکاح کی کی۔ حضرت نے بعوض مہر بیس اونٹ کے بیوی خدیجہؓ سے نکاح کر لیا۔ یہ عورت اول زوجہ رسول مقبولؐ کی تھی۔ تا حین حیات اس بیوی کے حضرت کا نکاح کسی دوسری بیوی سے نہیں ہوا اور وقت نکاح حضرت خدیجہؓ کی عمر پیغمبرؐ خدا کی پچیس برس کی تھی اور بیوی خدیجہؓ کی چالیس برس کی تھی۔ اور وہ بیوی بیوہ تھی۔ پیغمبرؐ خدا کی بیویوں میں سوائے عائشہ صدیقہ کے کوئی باکرہ نہ تھی۔ اور یہ خدیجہ سب سے اول پیغمبر خداؐ پر ایمان لائی ہیں۔ بعد ان کے نبی ہونے کے دس برس تک آپ کی صحبت میں رہیں اور تین برس قبل ہجرت پیغمبر خداؐ کے حضرت بیوی خدیجہ نے وفات پائی۔

تعمیر کعبہ

کہتے ہیں کہ بعد وفات اسمٰعیلؑ کے ان کا بیٹا نابت متولی خانہ کعبہ کا ہوا۔ اس کے بعد جرہم کیونکہ عامر بن الحارث جرہمی کہتا ہے کہ ہم لوگ بعد نابت کے خانہ کعبہ کے متولی ہوئے اور ہم لوگ اس خانہ بزرگ کا طواف کیا کرتے تھے جس حال میں کہ کوئی مکہ میں نہ رہتا تھا' ہم وہاں کرتے تھے مگر گردشات زمانہ اور

Presented by Ziaraat.Com

بدنصیبی نے ہم کو ہلاک کیا۔ کیونکہ جرہم نے خدا سے بغاوت اختیار کی اور سب محارم کو حلال جان لیا۔ اس واسطے وہ ہلاک ہوئے اور پھر خانہ کعبہ کا متولی قبیلہ خزاعہ ہوا۔ ان کے بعد قریش ہوئے۔ جبکہ قریش لوگ خانہ کعبہ کے متولی ہوئے ان کے وقت یہ تجویز ہوئی کہ خانہ کعبہ کو بلند بنانا چاہئے۔ اس لئے ان لوگوں نے بنیادوں کو مسمار کر کے پھر نئے سرے سے تعمیر کرنی شروع کی۔ جبکہ حجر الاسود تک تعمیر پہنچی اس وقت تمام قبائل عرب میں اختلاف ہوا۔ کیونکہ ہر ایک قبیلہ بہ سبب عزت اور بزرگی حجر الاسود کے خواہاں اس بات کا تھا کہ میں حجر الاسود کو اس کے مقام پر رکھوں۔ آخرش یہ تجویز ٹھہرائی کہ کل کے روز بوقت صبح اول سب سے جو شخص حرم کے دروازہ سے یہاں آئے اس کو حکم اور منصف بناؤ وہ شخص جس کو حکم کرے وہ اس حجر کو اس کے مقام پر رکھے۔ پیغمبر خدا اول سب سے حرم کے دروازہ کو آئے۔ حضرت کو سب نے حکم بنایا۔ حضرتؐ نے یہ حکم دیا کہ ایک چادر مضبوط بچھا کر اس پر حجر الاسود رکھ کر ہر ایک قبیلہ کا ایک ایک شخص ایک ایک کونہ اس کپڑے کا پکڑ کر برابر سے اٹھائے تاکہ سب مساوی رہیں۔ سب کو یہ رائے پسند آئی چنانچہ یونہی کیا۔ حضرت نے بروقت پہنچے حجر الاسود کے اس کے موضع پر اپنے ہاتھ سے وہ پتھر اس کے مقام پر رکھا۔ بعد ازاں تعمیر ہو چکی اور کعبہ شریف تیار ہو گیا۔ پہناوا اس وقت ان لوگوں کا اس وقت میں یہ تھا کہ کتان کے کپڑے سفید مصریوں کے طور پر پہنا کرتے تھے۔ بعد ازاں چادروں کا رواج شروع ہو گیا مگر سب سے اول حجاج بن یوسف نے چادر پہنی ہے اور اس وقت عمر حضرت کی جبکہ قریش نے آپ کو حکم اور منصف بنایا تھا، پینتیس برس کی تھی۔ یعنی پانچ برس پیشتر رسالت سے یہ معاملہ ہوا۔

بعثت

واضح ہو کہ محمد مصطفیٰؐ چالیس برس کی عمر میں عہدۂ رسالت پر ممتاز ہو کر خلق اللہ کو ہدایت فرمانے لگے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے شریعت ناسخ عنایت فرمائی۔ جس سے تمام شرائع ماضیہ کو منسوخ کر دیا۔ ابتدائے رسالت میں جناب سرور کائناتؐ کو رویاء صادقہ دکھلائی دیا کرتے تھے اور چونکہ جناب سرور

Presented by Ziaraat.Com

کائناتؐ خدا تعالیٰ کو بہت دوست رکھتے تھے اور خدا تعالیٰ ان کو چاہتا تھا اس لئے درمیان جبل حراء کے ہر سال میں ایک مہینہ مراقبہ اور خلوت فرماتے تھے۔ چنانچہ اس عادت قدیم پر پیغمبرؐ خدا جس سال میں کہ رسولؐ ہوئے درمیان ماہ مبارک رمضان شریف کے جبل حراء کو واسطے اعتکاف کے مع اہل خانہ کے تشریف لے گئے۔ جبکہ وہ رات آئی جس میں خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب کو خلعت فاخرہ رسالت کا پہنایا' اس رات کو یہ واقعہ ہوا کہ حضرت جبرئیلؑ اپنے پیغمبرؐ خدا کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا کہ **اقراء** یعنی پڑھ۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں کیا پڑھوں؟ حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ **اقراء باسم ربک الذی خلق ○ خلق الانسان من علق ○ اقراء و ربک الاکرم الذی علم بالقلم ○ علم الانسان ما لم یعلم ○** چنانچہ حضرت نے بموجب ارشاد کے یہ پڑھا:

> "پڑھ ساتھ نام پروردگار اپنے کے جس نے پیدا کیا آدمی کو جمے ہوئے لہو سے۔ پڑھ' اور پروردگار تیرا بہت کرم کرنے والا ہے۔ جس نے سکھایا ساتھ قلم کے' سکھایا آدمی کو جو کچھ نہیں جانتا تھا۔"

بعد ازاں جب نبیؐ پہاڑ پر تشریف لے گئے اس وقت آسمان سے یہ آواز آئی کہ "اے محمدؐ! تو رسول ہے اللہ کا اور میں جبرئیلؑ ہوں۔" حضرت نے جبرئیل کو اس مقام پر کھڑے رہ کر خوب ملاحظہ کیا۔ پھر محمد مصطفیٰؐ بیوی خدیجہؓ کے پاس آئے۔ حضرتؐ نے جو مشاہدہ کیا تھا وہ سب حال بیان کیا۔ بیوی خدیجہؓ کہنے لگی کہ قسم ہے مجھ کو اس کی جس کے ہاتھ میں خدیجہ کی جان ہے' میں امید رکھتی ہوں اور بہت خوش ہوں اس بات سے کہ آپ اس امت کے نبی ہوں۔ چنانچہ بیوی خدیجہؓ ورقہ ابن نوفل اور اپنے چچا زاد بھائی کے پاس جس نے کتابوں کو پڑھا تھا اور یہودیوں اور عیسائیوں سے حضرت کی نبوت کی خبر جانتا تھا' تشریف لے گئیں۔ اور سب حال زبانی محمد مصطفیٰؐ کا اس سے بیان کیا۔ ورقہ نے کہا۔ سبحان اللہ اے خدیجہؓ قسم ہے مجھ کو خدا تعالیٰ' اگر تو سچی ہے تو البتہ وہ رازدار جو مثل موسیٰؑ ابن عمران کے ہے' بے شک وہ ظاہر ہوا اور وہ امت کا نبی ہے۔ حضرت خدیجہ نے یہ

Presented by Ziaraat.Com

حرف بحرف پیغمبر خدا سے بیان کیا کہ ورقہ یوں کہتا ہے۔ جبکہ پیغمبرؐ خدا اعتکاف پورا کر چکے' تب خانہ کعبہ کے طواف کو تشریف لے گئے اور ایک ہفتہ تک حضرت طواف میں رہے۔ بعد ازاں گھر کو تشریف لائے۔ پھر حضرت پر متواتر وحی کا آنا اور نازل ہونا شروع ہوا۔ سب سے اول بیوی خدیجہؓ مسلمان ہوئیں۔ اس واسطے اس بیوی کی بزرگی حدیث سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ مردوں میں سے بہت مرد کامل ہوئے ہیں لیکن عورتوں میں سوا چار عورتوں کے کوئی کامل نہیں۔ یعنی آسیہ جو جورو فرعون کی' مریم بنت عمران' خدیجہؓ بن خویلدؓ' چوتھی فاطمہ بنت محمدؐ۔

واضح ہو کہ جناب خدیجہ رضی اللہ کے اول ایمان لانے اور مسلمان ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ مگر اختلاف ان کے بعد میں ہے کہ بیوی خدیجہؓ کے بعد کون اول ایمان لایا۔ صاحب سیرۃ اور بہت سے اہل علم بیان کرتے ہیں کہ مردوں میں سے اول حضرت علی ابن ابی طالب نو برس کی عمر میں سب سے اول مسلمان ہوئے اور بعض دس برس کی عمر بیان کرتے ہیں اور ایک قول سے گیارہ برس کے ثابت ہے۔ قبل مسلمان ہونے کے حضرت علی مرتضیٰ' پیغمبرؐ خدا کے گھر تشریف رکھا کرتے تھے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب کہ عرب میں قحط پڑا اس وقت ابو طالب بہ سبب کثیر العیال ہونے کے بہت تنگ تھے۔ محمد مصطفیٰؐ نے اپنے چچا عباس سے یہ کہا' کہ آپ کا بھائی ابو طالب چونکہ کثیر العیال ہے' آپ ہمراہ میرے تشریف لے چلیے۔ ہم دونوں ان کو ہلکا کر دیں۔ اور ان کے بوجھ کو تقسیم کر لیں۔ چنانچہ حضرت عباس اور پیغمبرؐ خدا تشریف لے گئے اور ابو طالب سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کا بوجھ ہلکا کریں۔ ابو طالب نے کہا کہ عقیل کو میرے پاس رہنے دو اور جس کو چاہو لے جاؤ۔ پیغمبرؐ خدا نے حضرت علیؑ کو لیا اور حضرت عباسؓ نے حضرت جعفرؓ کو اپنے ہمراہ لیا۔ اس واسطے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رہا کرتے تھے تاحین دعویٰ رسالت آنحضرتؐ کے۔ چنانچہ جس وقت حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ میں نبی ہوں خدا کا حضرت علیؑ اولاً' ایمان لائے۔ اور جعفرؓ حضرت عباسؓ کے پاس رہا کرتا تھا۔ آخر

Presented by Ziaraat.Com

کو وہ بھی مسلمان ہوا۔ حضرت علیؑ نے ایک شعر عربی اپنے اول مسلمان ہونے کا کہا ہے ترجمہ جس کا یہ ہے:

"مسلمان میں ہوا ہوں سب سے پہلے درآنحالیکہ نابالغ تھا لڑکا"

صاحب السیرۃ لکھتا ہے کہ بعد علی مرتضیٰؑ کے زید بن حارثہؓ غلام رسولؐ اللہ کا جس کو حضرت نے خرید کر آزاد کر دیا تھا' وہ مسلمان ہوا۔ بعد اس کے ابوبکر ایمان لائے۔ نام ان کا عبداللہ ہے اور یہ بیٹے ہیں ابی قحافہ کے' جس کا نام عثمان ہے اور کنیت ابو قحافہ ہے۔ اور بعض یہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے اول ابوبکر مسلمان ہوئے۔ بعد ان کے حضرت عثمان ابن عفان اور عبدالرحمٰن ابن عوف اور سعد ابن ابی وقاص اور زبیر ابن العوام اور طلحہ ابن عبیداللہ۔ یہ لوگ بہ سبب تحریک کرنے ابوبکر کے اور بہ سبب فہمائش حضرت ابوبکر کے جو ان کو اپنے ہمراہ پیغمبرؐ خدا کے پاس لایا' مسلمان ہوئے تھے۔ یہ لوگ اولین مسلمانوں میں سے شمار کئے جاتے ہیں۔ پھر ابوعبیدہ مسلمان ہوئے جن کا نام عامر بن عبیداللہ بن جراح ہے۔ اور عبید بن الحارث اور سعید ابن زید ابن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ' یہ چچا کا بیٹا حضرت عمر ابن الخطاب کا ہے اور عبداللہ ابن مسعود اور عمار بن یاسر مسلمان ہوئے۔ واضح ہو کہ تین برس تک پیغمبرؐ خدا دعوت اسلام خفیہ کرتے رہے مگر جبکہ یہ آیت نازل ہوئی کہ **و انذر عشیرتک الاقربین** یعنی ڈرا اپنے کنبے والوں کو جو قریب رشتہ کے ہیں۔ اس وقت حضرت نے بموجب حکم خدا کے اظہار کرنا دعوت کا شروع کیا۔ بعد نازل ہونے اس آیت کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے علیؑ سے ارشاد کیا کہ اے علیؑ ایک پیمانہ کھانے کا میرے واسطے تیار کر اور ایک بکری کا پیر (پایہ) اس پر چھوا لے۔ اور ایک بڑا کانسہ دودھ کا میرے واسطے لا اور عبدالمطلب کی اولاد کو میرے پاس بلا کر لا تاکہ میں ان سے کلام کروں اور سناؤں ان کو وہ حکم کہ جس پر جناب باری سے مامور ہوا ہوں۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وہ کھانا ایک پیمانہ بموجب حکم تیار کرکے اولاد عبدالمطلب کو جو قریب چالیس آدمی کے تھے' بلایا' ان آدمیوں میں حضرت کے چچا ابو طالب اور حضرت حمزہ اور حضرت عباس بھی تھے۔ اس وقت

Presented by Ziaraat.Com

حضرت علیؑ نے وہ کھانا جو تیار کیا تھا‘ لا کر حاضر کیا۔ سب کھا پی کر سیر ہو گئے۔ حضرت علیؑ سے ارشاد کیا کہ جو کھانا ان سب آدمیوں نے کھایا ہے وہ ایک آدمی کی بھوک کے موافق تھا۔ اس اثناء میں حضرت چاہتے تھے کہ کچھ ارشاد کریں‘ کہ ابولہب جلد بول اٹھا‘ اور یہ کہا کہ محمدؐ نے بڑا جادو کیا۔ یہ سنتے ہی تمام آدمی الگ الگ ہو گئے تھے‘ چلے گئے۔ پیغمبرؐ خدا کچھ کہنے نہ پائے تھے۔ یہ حال دیکھ کر جناب رسالت مابؐ نے ارشاد کیا کہ اے علیؑ دیکھا تو نے اس شخص نے کیسی سبقت کی‘ مجھ کو بولنے ہی نہ دیا۔ اب پھر کل کو تیار کر جیسا کہ آج کیا تھا اور پھر ان کو بلا کر جمع کر۔ چنانچہ حضرت علیؑ نے دوسرے روز پھر موافق ارشاد آنحضرتؐ کے وہ کھانا تیار کر کے سب لوگوں کو جمع کیا۔ جب وہ کھانے سے فراغت پا چکے‘ اس وقت رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ تم لوگوں کی بہت اچھی قسمت اور نصیب ہے کیونکہ ایسی چیزیں اللہ کی طرف سے لایا ہوں کہ اس سے تم کو فضیلت حاصل ہوتی ہے اور آیا ہوں تمہارے پاس دنیا اور آخرت میں اچھا۔ خدا تعالیٰ نے مجھ کو تمہاری ہدایت کا حکم فرمایا ہے۔ کون شخص تم میں سے اس امر کا اقتداء کر کے میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ بننا چاہتا ہے۔ اس وقت سب موجود تھے اور حضرت پر ایک ہجوم تھا۔ اور حضرت علیؑ سے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ میں آپ کے دشمنوں کے نیزہ ماروں گا اور آنکھیں ان کی پھوڑوں گا اور پیٹ چیروں گا اور ٹانگیں کاٹوں گا اور آپ کا وزیر ہوں گا۔ حضرتؐ نے اس وقت علی مرتضیٰؑ کی گردن پر ہاتھ مبارک رکھ کر ارشاد کیا کہ "یہ میرا بھائی ہے اور میرا وصی ہے اور میرا خلیفہ ہے تمہارے درمیان‘ اس کی سنو اور اطاعت قبول کرو۔" یہ سن کر سب قوم کے لوگ از روئے تمسخر کے ہنس کر کھڑے ہو گئے اور ابوطالب سے کہنے لگے کہ اپنے بیٹے کی بات سن اور اطاعت کر۔ یہ تجھے حکم ہوا ہے۔" اسی طرح پر مدت گزر گئی کہ پیغمبرؐ خدا ان میں رہتے تھے اور احکام الٰہی ان کو پہنچاتے تھے۔ لوگ بھی ان کے کلام کچھ رد نہ کرتے تھے۔ جب تک کہ حضرت نے ان کے بتوں کو عیب نہ لگایا۔ جب حضرت نے ان کے خداؤں اور بتوں اور معبودوں کے عیب اور نقصان بیان کرنے شروع کئے اور ان کے آباؤ اجداد کو کافر ٹھہرایا

Presented by Ziaraat.Com

اور گمراہ بتایا اس وقت سب آدمی حضرتؐ کے دشمن ہو گئے اور کینہ و بغض رکھنے لگے مگر جو مسلمان ہو گیا اور ابو طالب حضرت کا چچا بہت خفا ہوا۔ یہ معاملہ جس وقت ہوا تب اشراف قوم قریش سب جمع ہو کر ابو طالب کے پاس آئے وہ لوگ یہ تھے۔ عتبہ اور شیبہ یہ دونوں بیٹے ربیعہ میں عبد مناف کے تھے۔ اور ابوسفیان بنت امیہ بن عبدالشمس اور ابو البختری بن ہشام بن حارث بن اسعد اور اسود بن المطلب بن اسعد اور ابوجہل بن ہشام بن المغیرہ اور ولید بن المغیرۃ المخزومی چچا ابوجہل کا۔ اور نبیہ اور منبہ۔ یہ دونوں شخص حجاج سہمیان کے بیٹے تھے اور عاص بن وایل السہمی اس کو ابو عمر بن عاص بھی کہتے ہیں۔ یہ لوگ ابو طالب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ کے بھتیجے نے ہم کو معیوب ٹھہرایا ہے اور ہم کو کمینے اور گمراہ بتایا ہے اور ہمارے باپ دادا کو کہتا ہے کہ وہ لوگ کافر تھے۔ یا تو آپ اس کو منع کر دیجئے ورنہ جو ہم سے ہو گا ہم کریں گے۔ تو اس سے دست بردار ہو جا۔ ابوطالب نے ان لوگوں کو حکمت عملی سے رد کر دیا مگر رسولؐ اللہ ہدایت خلق سے باز نہ آئے۔ جس طرح پر کہ آپ ہدایت فرماتے تھے اسی طرح پر ہدایت فرماتے رہے۔ دوسری دفعہ پھر وہ لوگ مجتمع ہوئے اور ابو طالب سے وہی تقریر اول بیان کی اور کہا کہ اگر تو اس کو نہ روکے گا تو ہم تجھ کو اور اس کو دونوں کو سمجھ لیں گے۔ اور فریقین کے پاس آئے اور بیان کیا کہ اے بھتیجے تجھ کو آدمی ایسا ایسا بیان کرتے ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ تو ایسی باتوں سے باز آ۔ پیغمبر خدا نے دریافت کیا کہ میرا چچا میرے لئے ڈر گیا۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ اے چچا! اگر وہ لوگ میرے داہنے ہاتھ پر شمس رکھ دیں اور بائیں ہاتھ پر چاند' یعنی یہ امر محال بھی کر گزریں تب بھی یہ طریقہ راست اور کارہدایت خلق نہ چھوڑوں گا۔ اور حضرت اس وقت آبدیدہ ہوئے اور ابو طالب بھی روئے۔ بعد ازاں چلنے کے ارادے سے کھڑا ہوا اور پکار کر پھر کہا' کہ اے بھتیجے اب بھی میرے بات قبول کر اور کہہ دے کہ میں یہ بات ہرگز نہ کروں گا۔ خدا کی قسم کبھی تجھ کو کسی کے سپرد نہ کروں گا۔ بعد ازاں یہ ہوا کہ ہر ایک قبیلہ نے رنج اور عذاب دینا ہر ایک شخص کو جو مسلمان ہوتا تھا' شروع کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے

Presented by Ziaraat.Com

رسول مقبولؐ کو منع کر دیا کہ اپنے چچا سے باز رہو۔

راوی یوں روایت کرتا ہے کہ رسولؐ خدا جبلِ صفا پر تشریف رکھتے تھے کہ ابو جہل بن ہشام کا بھی وہاں گزر ہوا۔ اس نے حضرتؐ کو اس جا دیکھ کر گالی دی۔ حضرتؐ نے اس سے کچھ کلام نہ کیا۔ اس وقت حضرت حمزہؓ شکار کھیل رہے تھے۔ جبکہ وہ گھر میں آئے عبداللہ بن جدعان کی کنیزک نے حضرت حمزہؓ سے بیان کیا کہ ابوجہل نے آج آپ کے بھتیجے محمدؐ کو گالی دی تھی۔ یہ بات سن کر حضرت حمزہؓ کو بہت غصہ آیا۔ کمان اپنے گلے میں ڈالے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کرنے چلے گئے۔ اس جا ابوجہل بھی لوگوں میں بیٹھا ہوا ان کو مل گیا۔ حضرت حمزہؓ نے وہ کمان اس کے سر پر اٹھا کر ماری اور کہا کہ تو محمدؐ کو گالی دیتا ہے؟ حالانکہ ہم اس کے دین پر ہیں۔ یہ حال دیکھ کر چند حمایتی ابوجہل کے بنی مخزوم کے قبیلے سے حضرت حمزہؓ پر اٹھے۔ ابوجہل بولا کہ تم لوگ کچھ نہ کہو کیونکہ میں نے اپنے چچا کے بیٹے محمدؐ کو سخت گالی دی ہے۔ یہ سبب تھا حضرت حمزہؓ کے مسلمان ہونے کا۔ چنانچہ حضرت حمزہ کامل مسلمان ہو گئے اور قریش کے نزدیک یہ ثابت ہوا کہ رسولؐ اللہ کو بہ سبب حضرت حمزہؓ کے مسلمان ہونے کے بزرگی اور افتخار حاصل ہوا۔

واضح ہو کہ عمر ابن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزی دشمن صعب پیغمبرؐ خدا کا تھا۔ راوی یوں بیان کرتا ہے کہ پیغمبرؐ خدا فرمایا کرتے تھے کہ اے بار خدا اسلام کو معزز اور مکرم کر دو شخصوں سے یعنی عمر ابن الخطاب اور ابی الحکم بن ہشام یعنی ابوجہل سے۔ چنانچہ خدا تعالی نے حضرت عمر کو ہدایت کی تو وہ مسلمان ہوئے۔ اس شخص کا حال قبل مسلمان ہونے کے یہ تھا کہ ہاتھ میں تلوار لیے ہوئے بارادہ قتل جناب محمد مصطفیؐ کے پھرا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک روز پیغمبر خدا کے قتل کا ارادہ کر کے ہاتھ میں تلوار لے کر چلا جاتا تھا کہ راہ میں نعیم بن عبداللہ انعام ملے۔ انہوں نے پوچھا کہ اے عمر کیا ارادہ رکھتا ہے؟ حضرت عمر بولے کہ نبیؐ کو قتل کروں گا۔ نعیمؓ نے بیان کیا کہ اگر تو نے محمدؐ کو قتل کر ڈالا تو عبد مناف کی اولاد تجھ کو بھی زندہ نہ چھوڑے گی۔ اس حرکت سے باز آ۔ اگر تجھ سے ہو

Presented by Ziaraat.Com

سکے تو اپنی بہن اور چچا زادوں کو یعنی سعد بن زید اور خباب کو جو مسلمان ہو چکے ہیں، پھر کر مرتد کر لے۔ یہ حال سن کر عمر راہ ہی سے پھر کر ان کے گھر گئے۔ وہ سورۂ طٰہ پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے کچھ کھڑے ہو کر سنا۔ جب یہ گھر میں گئے اس وقت انہوں نے وہ صحیفہ چھپا لیا۔ اور چپکے ہو رہے۔ عمر نے پوچھا کہ تم کیا پڑھتے تھے؟ وہ انکار کر گئے۔ انہوں نے بہ سبب غصہ کے اپنی بہن کے ایک تھپڑ بہت سخت مارا۔ اور کہا کہ مجھ کو دکھلا تو کیا پڑھتی تھی؟ بہن ان کی یہ خوف کرتی تھی کہ اگر اس کو صحیفہ دے دوں گی تو شاید یہ گم کر دے پھر دستیاب نہ ہو سکے۔ اور جناب حضرت عمر سے ڈر کر چھپا دیا گیا تھا۔ جس وقت حضرت عمر نے یہ کہا کہ میں پھر تجھ کو دے دوں گا تو مجھ کو دکھلا دے وہ کیا پڑھتی تھی؟ اس وقت ان کی بہن نے دیا۔ عمر چونکہ لکھا پڑھا آدمی تھا، پڑھ کر کہا کہ کیا خوب باتیں اس میں لکھی ہوئی ہیں۔ میں بھی مسلمان ہوں گا۔ خباب نے جب یہ سنا اس وقت وہ باہر آیا۔ حضرت عمر نے خباب سے پوچھا کہ رسولؐ کہاں تشریف رکھتے ہیں۔ اس نے کہا کہ ایک مکان درمیان صفا کے ہیں۔ پیغمبرؐ خدا اس مکان میں ہمراہ چالیس مرد اور عورت کے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں حضرت حمزہ اور ابوبکر اور علی ابن ابی طالب بھی موجود تھے کہ ناگاہ عمر ابن خطاب بھی وہاں بایں ہیئت پہنچ گئے کہ ان کی گردن میں تلوار لٹکی ہوئی تھی۔ جاتے ہی انہوں نے اجازت گھر میں آنے کی چاہی۔ پیغمبرؐ خدا نے اجازت دی۔ جب اندر گئے اس وقت پیغمبرؐ خدا کھڑے ہوئے اور عمر ابن الخطاب سے مع کپڑوں چمٹ گئے۔ اور بعد معانقہ کے ارشاد کیا کہ اے عمر کس ارادے پر آئے ہو؟ تم ہمیشہ تا قیام قیامت لڑتے ہی رہو گے؟ حضرت عمر نے اس وقت عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ میں مسلمان ہوں اور خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانے کو آیا ہوں۔ یہ سن کر پیغمبرؐ خدا بہت خوش ہوئے اور آپ نے تکبیر کہی اور حضرت عمر ابن خطاب مسلمان ہوئے۔

ہجرت اولیٰ

Presented by Ziaraat.Com

یہ وہ ہجرت ہے جس میں مسلمان درمیان زمین حبشہ کے جا رہے تھے۔ واضح ہو کہ قریشیوں نے جب اصحاب رسول اللہ کو بہت تنگ کرنا اور ایذا دینا شروع کیا، اس وقت پیغمبرؐ خدا نے یہ ارشاد کیا کہ جس کسی کے کنبہ نہ ہو اس کو اختیار ہے وہ حبشہ کی طرف چلا جائے۔ چنانچہ اول بارہ اشخاص جن میں ایک عثمان ابن عفان مع اپنی جورو رقیہ دختر نیک اختر رسول مقبولؐ کے اور ایک زبیر بن العوام اور ایک عثمان ابن مظعون اور عبداللہ بن مسعود اور عبدالرحمٰن ابن عوف تھے۔ ہجرت کرکے دریا پار ہو کر زمین حبشہ میں طرف بادشاہ نجاشی کے گئے۔ اور وہاں جا کر قیام کیا۔ بعد ان کے جعفر ابن ابی طالب نے ہجرت کی۔ پھر اکثر مسلمان ہجرت کرکے حبشہ میں جا بسے۔ کہتے ہیں کہ کل وہ مرد جو ہجرت کرکے گئے تراسی تھے۔ اور عورتیں اٹھارہ۔ یہ تعداد سوا ان بچوں کے ہے جو ہمراہ تھے اور جو وہاں پیدا ہوئے۔ بعد ازاں قریش نے عبداللہ ابن ربیعہ اور عمرو بن العاص کو تحائف واسطے انعام نجاشی کے دے کر روانہ کیا اور مسلمانوں کو اسے طلب کیا۔ نجاشی نے کچھ التفات نہ کی اور تحائف واپس کئے۔ اور مسلمانوں کو ان کے حوالے نہ کیا۔ اس وقت عمرو بن العاص نے کہا کہ آپ ان مسلمانوں سے یہ تو پوچھئے کہ یہ حضرت عیسیٰؑ کے حق میں کیا کہتے ہیں؟ چنانچہ نجاشی نے پوچھا کہ تم لوگ حضرت عیسیٰؑ کو کیا کہتے ہو؟ مسلمانوں نے جواب دیا کہ جو خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ کے حق میں فرماتا ہے وہی ہم بھی کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ عیسیٰ مسیح کلمہ ہے اللہ کا، ڈالا اس کلمہ کو طرف مریم کنواری کے۔ نجاشی نے کہا کہ سچ کہتے ہیں۔ جبکہ یہاں قریش کی دال نہ گلی اس وقت عمرو بن العاص اور عبداللہ ابن ربیعہ دونوں مایوس ہو کر چلے آئے۔ مگر قریش نے دشمنی میں کچھ کمی نہ کی کیونکہ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ اسلام بڑھتا چلا جاتا ہے اور تمام قبائل عرب میں پھیل گیا اس وقت آپس میں یہ عہد کیا کہ بنی ہاشم اور اولاد عبدالمطلب سے سب عقد موقوف کرنے چاہئیں یعنی نکاح اور بنج بیوپار (خرید و فروخت) کبھی نہ کریں گے۔ اس امر کا ایک اقرار نامہ لکھ کر واسطے تاکید اپنے نفسوں کے کعبۃ اللہ میں رکھ آئے۔ اور بنی ہاشم میں کافر اور مسلمان منافق مجتمع ہو کر ایک گروہ کفار کا مقرر ہوا

Presented by Ziaraat.Com

جن کا سردار ابی طالب تھا۔ اور ابو لہب' عبدالعزیز بن عبدالمطلب بھی مع اپنی جورو ام جمیل بنت حرب کی جو ابوسفیان کی بہن تھی' اپنی دشمن ظاہر کرنے کے واسطے قریش کے ہمراہ ہوا۔ یہ وہ عورت ہے جس کا نام خدا تعالی نے قرآن شریف میں "حمالتہ الحطب" رکھا ہے۔ اس واسطے کہ وہ کانٹے لا کر رسول اللہ کی راہ میں بہ سبب عداوت کے بچھایا کرتی تھی۔ اور وہ گروہ بنی ہاشم کا علیحدہ رہ گیا جن کے ہمراہ رسول کریمؐ تین برس تک اس دشواری میں رہے۔ اس اثناء میں مہاجرین حبشہ کو یہ خبر پہنچی کہ اہل مکہ سب مسلمان ہو گئے ہیں۔ وہ لوگ بہت خوش ہوئے اور تینتیس مرد وہاں سے آئے۔ جب قریب مکہ معظمہ کے پہنچے اس وقت ان کو دریافت ہوا کہ یہ خبر جھوٹ تھی۔ چنانچہ سب کے سامنے ظاہر ہو کر مکہ میں نہ گھسے مگر رات کو چھپ کر ان میں سے عثمان ابن عفان اور زبیر بن العوام اور عثمان ابن مظعون اول آئے تھے۔

اقرار نامہ

راوی کہتا ہے کہ ایک روز جناب سرور کائناتؐ نے اپنے چچا ابوطالب سے ارشاد کیا کہ اے چچا میرے خدا تعالی نے اس اقرار نامہ پر جو قریش نے درمیان خانہ کعبہ کے آویزاں کیا تھا' دیمک اس طرح پر مسلط کی کہ اس نے سوائے نام خدا کے اس اقرار نامہ میں کچھ نہیں چھوڑا' سب چاٹ گئی۔ ابو طالب یہ بات سن کر قریشیوں کے پاس گیا اور اس حال سے ان کو اطلاع کی اور یہ اقرار کیا کہ یہ بات میرے بھتیجے نے کہی ہے اگر درست ہوئی تو ہماری قطع رحم کرنے سے باز آؤ اور اگر جھوٹ نکلے تو بے شک اپنے بھتیجے کو تمہارے سپرد کر دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے وہ بات راست پائی اس لئے وہ لوگ اور زیادہ قساوت قلب اور بدی کے درپے ہوئے اور ایک گروہ قریش نے اس عہد اقرار نامہ کو توڑ ڈالا۔ اور بنی عبدالمطلب سے متفق ہو گئے۔

وفات حضرت ابوطالب

Presented by Ziaraat.Com

ابو طالب درمیان ماہ شوال دسویں سال نبوت میں بیمار رہ کر فوت ہوا۔ واضح ہو کہ جبکہ ابو طالب بہت سخت بیمار ہوا اس وقت پیغمبر خداؐ نے ارشاد کیا کہ اے چچا اگر تو میرے سامنے کلمہ شہادت کا کہہ لے تو دن قیامت کے میں تیری شفاعت بے شک کراؤں گا۔ ابو طالب نے جواب دیا کہ اے بھتیجے اگر مجھ کو خوف ننگ و عار کا نہ ہوتا تو بے شک میں کلمہ شہادت کہتا کیونکہ قریش لوگ یہ کہیں گے کہ اس نے موت سے ڈر کر کلمہ شہادت کہا ہے۔

اور حضرت عباسؓ سے ایک یہ روایت کی گئی ہے کہ بروقت وفات کے ابو طالب ہونٹ ہلاتا تھا۔ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ میں نے کان لگا کر سنا اور اس نے کہا کہ قسم ہے خدا کی' اے بھتیجے وہ کلمہ جس کے کہنے واسطے تو مجھ کو کہتا تھا میں نے کہہ لیا۔ اس وقت رسولؐ اللہ نے اللہ کی حمد کی اور فرمایا کہ حمد ہے اس خدا کی جس نے اے چچا تجھ کو ہدایت نصیب کی۔ یہ روایت حضرت عباس سے منقول ہے مگر مشہور یہ ہے کہ وہ کافر مرا ہے۔ مگر چند اشعار ابو طالب سے یہ دریافت ہوتا ہے کہ اس نے رسولؐ اللہ کی تصدیق کی ہے۔ ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے:

"ہدایت کی تو نے مجھ کو اور میں نے جان لیا کہ تو سچا ہے اور امین ہے اور جانا میں نے کہ دین محمدیؐ تمام دینوں میں بہتر ہے۔ قسم ہے خدا کی نہ پہنچیں گے سب طرف تیری جب تک کہ گاڑے نہ جائیں مٹی میں۔"

اور عمر ابو طالب کی کچھ اوپر اسی برس کی تھی۔

وفات ام المومنین حضرت خدیجہؓ

متعجب نہ رہے کہ بعد وفات ابو طالب رسول خداؐ کی بیوی خدیجہؓ نے بھی تین برس قبل ہجرت کے مرحلہ پیمائے ملک عدم کی اختیار کی۔ جناب سرور کائناتؐ کو بہ سبب مرنے ابو طالب اور خدیجہ کے بہت رنج لاحق حال ہوا اور

Presented by Ziaraat.Com

خصوصاً" قریش کے اشراف ابو لہب بن عبدالمطلب اور حکم بن العاص اور عقبہ بن ابی محیط ابن ابی عمرو بن امیہ جو قرب و جوار رسولؐ کریم کے مقام سکونت رکھتے تھے، حضرت کو انواع انواع اور اقسام اقسام کی تکلیف اور رنج دیتے تھے۔ یعنی بروقت نماز خوانی اور عبادت خدا کے حضرت کے اوپر اشیاء ناپاک ڈال دیتے اور حسد اور کینے سے طعام سرور کائناتؐ میں اشیاء غیر طاہر ملا دیا کرتے۔

سفر طائف

بعد وفات ابو طالب چچا پیغمبرؐ خدا کے جب قریش بہت ایذا دینے لگے اور رسولؐ اللہ کو شدت سے ستانے لگے اس وقت حضرت طائف کو بایں ارادہ تشریف لے گئے کہ شائد وہ لوگ خدا ترسی کر کے میری مدد اور حمایت کریں اور خدا ان کو ہدایت نصیب کرے۔ چنانچہ طائف میں جا کر ایک جماعت شرفاء قوم ثقیف (یعنی مثل مسعود اور حبیب کے جو عمرو کے بیٹے تھے) اپنے پاس بلا کر حضرت نے ان کو بٹھلایا اور رسالت کا ان کے سامنے اظہار کیا۔ ان کو ہدایت طرف خدا کرنے لگے۔ ایک شخص نے ان کو مذکورین بالا میں سے یہ کہا کہ آپ کے سوا اور کسی پیغمبر کو بھی خدا ملا ہے یا نہیں۔ دوسرا بولا کہ خدا کے سوا اور کسی پیغمبر کو بھی خدا ملا ہے یا نہیں۔ دوسرا بولا کہ خدا کی قسم میں تجھ سے کبھی کلام نہ کروں گا کیونکہ اگر تو رسولؐ اللہ ہے جیسا کہ تو دعویٰ کرتا ہے تب تو تجھ سے ڈرتا ہوں کیونکہ تیرے کلام رد کرنے سے خوف آتا ہے اور اگر خدا پر تو نے بہتان بندی کی ہے تو تجھ سے کلام روا نہیں۔ پس بہر تقدیر میں کبھی نہ بولوں گا۔ حضرت وہاں سے نا امید و مایوس ہو کر کھڑے ہو گئے اور ان کے غلام اور کم ہمت لوگ یعنی کمینے اس قوم کے حضرت کو پکار پکار کر برا بھلا کہنے لگے۔ چنانچہ ایک انبوہ کثیر آپ پر ہو گیا۔ اس وقت حضرت نے دیوار کے نیچے مقام لیا اور جناب باری میں یہ التجا کی کہ اے خدا میں ضعیف بے حیلہ بے وسیلہ ہوں۔ رحم دل کر دے تمام آدمیوں کو مجھ پر، اے بڑے مہربان اور رحم کرنے والے۔ تو پروردگار ہے ناطاقتوں کا اور حامی کمزوروں کا، میرے سر پر قائم ہے اور تو خوب جانتا ہے کہ جن لوگوں نے مجھ کو آزردہ کیا ہے اگر تو مجھ پر خفا نہ ہو تو مجھ کو کچھ پروا نہیں۔ بعد

Presented by Ziaraat.Com

ازاں رسول اللہ مکہ معظمہ کو تشریف لائے اور قوم قریش اور زیادہ مخالف اور دشمن ہو گئے تھے۔

جملہ عادات رسول کریمؐ سے ایک عادت حضرت کی یہ تھی کہ درمیان مواسم حج کے پیغمبر خدا ظاہر ہوتے اور تمام قبائل عرب کے ہر ایک قبیلہ کو بنام و نشان ان کے پکار کر یہ ارشاد کیا کرتے کہ اے اولاد فلاں شخص کی میں رسولؐ ہوں اللہ کا، بھیجا ہے مجھ کو خدا نے تمہارے پاس، میں یہ کہتا ہوں کہ عبادت کرو خدا کی اور اس کو وحدہ لا شریک سمجھو اور جس کو تم پوجتے ہو سو اس کی پرستش سے دست کش ہو اور مجھ پر ایمان لاؤ، میری تصدیق کرو، آپ کا یہ مقولہ تھا۔ اور حضرت کا چچا ابو لہب یہ منادی کرتا کہ اے لوگو! یہ محمدؐ تم کو نئی راہ سکھلاتا ہے اور بدعت و گمراہی کی طرف بلاتا ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ پرستش لات اور عزیٰ کی چھڑا دے۔ کوئی اس کا کہا نہ مانیو۔ یہ مقولہ ابو لہب کا ہے۔ واضح ہو کہ ابو لہب آنکھ سے بھینگا تھا اور سر پر اس کے میڈھیاں بالوں کی تھیں۔

جب مشیت ایزدی مقتضی اس بات کی ہوئی کہ اپنے دین کو مستقیم اور نبی کریمؐ کو معزز و مکرم کرنا چاہیے اس وقت پیغمبر خداؐ موافق عادت قدیمہ کے درمیان موسم حج کے قبائل عرب پر ظاہر ہوئے۔ ابھی حضرتؐ عقبہ ہی کے پاس تھے کہ آپ کی ملاقات چند آدمیوں سے ہوئی جو کہ قبیلہ الخزرج اور رہنے والے شہر یثرب کے تھے۔ واضح ہو کہ شہر یثرب میں دو قبیلے رہتے تھے یعنی الاوس اور الخزرج۔ یہ دو قبیلے ایک باپ کی اولاد سے ہیں اور مسکن قدیم ان کا یمن ہے۔ ان دونوں قبیلوں میں لڑائی اور جنگ برپا ہو رہی تھی اور یہ دونوں قبیلے یہود کے دو فرقوں یعنی قریظہ اور النظیر سے جو کہ نسل ہارون ابن عمران سے ہیں عقد مرافقت رکھتے تھے۔ وہ آدمی چھ تھے۔ حضرت نے ان کے سامنے حقیقت اسلام کی بیان کی اور قرآن شریف پڑھ کر سنایا وہ ایمان لائے اور حضرت کی تصدیق کر کے مسلمان ہوئے۔ بعد ازاں جبکہ وہ شہر یثرب میں پہنچے اپنے بھائی بندوں سے رسولؐ اللہ کا ذکر کرنا اور اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا۔ پھر تمام گھروں میں رسولؐ اللہ کا ذکر ہو گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

شب معراج

مخفی نہ رہے کہ صاحب السیرۃ کہتا ہے کہ معراج رسولؐ خدا کو قبل از موت ابی طالبؑ کے ہوئی۔ اور ابن الجوزی نے نقل کیا ہے کہ بارھویں برس نبوت کے، بعد موت ابی طالب کے حضرت کو معراج ہوئی اور اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ ہفتہ کی رات سترھویں تاریخ رمضان شریف کے تیرھویں برس ہجری میں ہوئی یا کہ ماہ ربیع الاول یا ماہ رجب المرجب میں۔ اور اس میں بھی اختلاف علماء کا ہے کہ رسول خدا جسم سمیت گئے تھے یا آپ کو خواب صادق ہوا ہے۔ مذہب جمہور کا یہی ہے کہ جسم سمیت تشریف لے گئے تھے۔ مگر بعض کا مذہب یہ ہے کہ حضرت کو رویا صادق ہوا۔ اس مذہب کا موید قول حضرت عائشہ صدیقہ کا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ نہ گم ہوا تھا جسم مبارک رسولؐ خدا کا بلکہ سیر کروائی خدا تعالی نے روح رسولؐ خدا کو۔ اور معاویہ سے بھی یہ روایت ہے کہ معراج خواب میں ہوئی۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا بجسم مبارک بیت المقدس ہی تک تشریف لے گئے تھے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ سیر روحانی تمام آسمانوں کی حضرت نے کی۔ بہرتقدیر جتنے اختلاف تھے۔ وہ سب ہم نے لکھ دیئے۔

بیعت عقبہ

واضح ہو کہ جب نیا سال شروع ہوا، پیغمبر خداؐ واسطے اداء مناسک حج کے تشریف لے گئے۔ اولاً" حضرت نے بارہ مردوں سے ملاقات کی۔ یہ بارہ آدمی انصار میں سے ہیں۔ انہوں نے حضرت سے مثل عورتوں کے بیعت کی اور ابھی لڑائی ان پر فرض نہ ہوئی تھی۔ یہ جو ہم نے لکھا ہے کہ مثل عورتوں کے بیعت کی، اس سے یہ مراد ہے کہ اس عہد پر بیعت ہوئی کہ خدا کا کوئی شریک نہ کرو، چوری نہ کرو، زنا نہ کرو، اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ انہی باتوں پر عورتوں نے بیعت کی تھی۔ جب وہ بیعت کر چکے حضرت نے مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالعلاء واسطے تعلیم قرآن شریف اور طریقہ اسلام ان کے لئے

Presented by Ziaraat.Com

مامور کیا۔ جب مصعب ہمراہ اسعد ابن زرارہ کے جو کہ ایک ان ہی چھ بیعت کرنے والوں میں سے تھا' جنہوں نے درمیان عقبہ کے حضرت کی بیعت کی تھی' داخل ہوئے تو اولا" بنی ظفر کے احاطہ میں گئے۔ ان لوگوں کا سردار سعد بن معاذ تھا' جو کہ رشتہ میں پھوپھی زادہ اسعد بن زرارہ کا بھی تھا۔ اور اسید بن حصین بھی اس قبیلہ کا سردار شمار کیا جاتا تھا۔ اسید بن حصین نے جو ایک نئے طور کا مذہب دیکھا تو طیش میں آکر اپنا حربہ ہاتھ میں لے کر آیا اور مصعب اور اسعد سے یہ کہنے لگا کہ تم لوگ ضعفاء قوم کو کیا بہلاتے پھسلاتے' نئی نئی باتیں سکھلاتے پھرتے ہو' اگر تم دونوں کو اپنی جان بچانی منظور ہے تو اس حرکت بے جا سے باز آؤ نہیں تو دونوں کو اپنی جان بچانی منظور ہے' تو اس حرکت بے جا سے باز آؤ نہیں تو تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں گا۔ مصعبؓ نے نرمی سے یہ جواب دیا کہ حضرت سلامت آپ تشریف رکھئے اور جو ہم لوگ کہتے پھرتے ہیں بغور سنیئے۔ اگر کچھ ہمارا قصور ہو گا آپ جو چاہئے گا سو کیجئے گا۔ اس کلام سے وہ ٹھنڈا ہوا اور بیٹھ کر سننے لگا۔ حضرت مصعب نے اس کو قرآن شریف کی آیتیں سنائیں اور طریقہ مسلمان ہونے کا اور اسلام میں جو باتیں چاہئیں سب بتلائیں۔ اسید سن کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ کیا خوب مذہب ہے یہ۔ پھر اس نے سوال کیا کہ کیوں جی اگر کوئی مسلمان ہونا چاہے تو کیا کرے؟ حضرت مصعبؓ نے سب طریق اسلام کے قبول کرنے کا اس کو بتلایا وہ فورا" مسلمان ہو گیا۔ پھر اس نے کہا کہ میاں صاحب ایک میرے پیچھے اور آدمی ہے۔ اگر اس نے بھی تمہارا یہ دین قبول کر لیا تو پھر تم یہ جاننا کہ کوئی ہمارا مقابلہ اور ہم پر طعنہ نہ کر سکے گا۔ اور میں ابھی اس کو تمہاری خدمت میں بھیجتا ہوں۔ مراد اس کی اس شخص سعد ابن معاذ کی تھی۔ چنانچہ اسلحہ سنبھال کر سعد ابن معاذ کے پاس دوڑا ہوا گیا اور اس کو بلا لایا۔ جب سعد بن معاذ آئے تو اسید نے مصعب سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ اب سردار قوم آپ کے پاس آیا ہے۔ یہ بہت قوی ہے اس سے جو اول تمہارے پاس آیا تھا۔ یعنی میں یہ کہہ کر اور سعد ابن معاذ کی طرف مخاطب ہو کر یہ کہا کہ اگر میری اور آپ کی قرابت اور رشتہ داری نہ ہوتی تو آپ کو باپس

Presented by Ziaraat.Com

حالت کفر ہرگز نہ گھسنے دیتا۔ حضرت مصعب نے نرمی سے یہ کہا کہ حضرت سلامت آپ تشریف رکھئے اور کچھ نصیحتیں قرآن کی سنیئے۔ اگر آپ کو اچھا معلوم ہو گا تو مسلمان ہو جایئے گا اور نہیں تو آپ کو اختیار ہے۔ سعد ابن معاذ نے کہا کہ یہ بات انصاف کی آپ نے کہی۔ بہت بہتر۔ یہ کہہ کر بیٹھ گیا۔ حضرت مصعب نے تمام حقیقت اسلام کی اور چند آیتیں قرآن شریف کی پڑھ کر اس کو سنائیں۔ راوی کہتا ہے کہ خدا کی قسم' اسی وقت ہم نے اس کے بشرہ پر علامات اسلام کی قبل اس کے بولنے کے دریافت کر لیں۔ جب وہ سنا چکے سعد ابن معاذ نے کہا' کہ مسلمان کیونکر ہوا کرتے ہیں؟ انہوں نے طریقہ مسلمان ہونے کا سکھلایا۔ وہ بھی مسلمان اسی وقت ہو گیا اور اپنے ہمراہ اسید بن حصین کو لے کر اپنی قوم میں آیا۔ سب نے کہا کہ ہم لوگ قسم کھاتے ہیں خدا کی سعد کے چہرے پر اور ہی طرح کے نشان معلوم ہوتے ہیں۔ بالکل بدلا ہوا بشرہ ہے جس چہرے سے وہ گیا تھا وہ بالکل نہیں۔ بعد ازاں سعد ابن معاذ نے ارشاد کیا کہ اے اولاد عبدالاشہل کی' تم لوگ مجھ کو کیا سمجھتے ہو۔ انہوں نے کہا اپنا سردار اور افضل اپنے سے ہم لوگ جانتے ہیں۔ اس نے کہا کہ آج کے روز نہ تمہاری عورتوں اور نہ تمہارے مردوں سے کسی کو ملوں گا اور بات بھی کرنی حرام جانوں گا جب تک تم سب کے سب اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان نہ لاؤ گے۔ یہ کہتے ہی یہ حالت ہو گئی کہ شام تک عبدالاشہل کے خاندان میں سے کوئی شخص بے ایمان نہ رہا۔ سب کے سب مسلمان ہو گئے اور حضرت سعد ابن معاذ اور مصعب اور اسعد ابن زرارہ ان تینوں شخصوں نے اسعد کے گھر میں اتر کر سب لوگوں کو مسلمان کیا اور سب آدمی انصار میں سے مسلمان ہو گئے۔ کوئی بے ایمان نہ رہا سوائے خاندان بنی امیہ بن زید کے کیونکہ وہ لوگ ایمان نہ لائے۔

بیعت عقبہ ثانیہ

واضح ہو کہ یہ بیعت اس طرح پر ہوئی کہ مصعب ابن عمیر مدینہ منورہ سے مکہ شریف کو اپنے ہمراہ تہتر مرد اور عورتیں مسلمان لے کر ہمراہ ایک قافلہ کفار کے اپنے تئیں ان سے چھپائے ہوئے تشریف لے گئے تھے۔ ان میں جو

Presented by Ziaraat.Com

لوگ مسلمان تھے کچھ قبیلہ اوس کے اور کچھ الخزرج کے تھے۔ جب وہ درمیان مکہ کے پہنچے تو انہوں نے پیغمبر خدا سے یہ وعدہ کیا تھا کہ رات کے وقت درمیان ایام تشریق کے بیچ عقبہ کے ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ پیغمبر خدا یہ سن کر خود مع اپنے چچا عباس کے تشریف لائے۔ اور حضرت عباس ان ایام میں ہنوز اسلام نہ لائے تھے لیکن وہ پیغمبر خدا کی محافظت پر بہ سبب محبت کے بہت کرتے رہتے تھے۔ جب وہاں آئے حضرت عباس نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ اے قبیلہ الخزرج کے لوگو! تم خوب جانتے ہو کہ ہم نے اپنے بھتیجے محمدؐ کی حفاظت ہر ایک امر کی آج تک کی اور یہ اس شہر میں عزت اور حرمت سے اچھی طرح رہتے تھے۔ مگر اب ان کا ارادہ یہ ہے کہ تم لوگوں سے ملیں۔ اگر تم ان سے وفاداری کرو اور ان کی پیروی ہر ایک بات میں کرتے رہو اور ان کے دشمنوں سے ان کی محافظت کرو تو تم کو اور ان کو اختیار ہے وہ تمہارے پاس رہیں اور اگر تم کو یہ خیال ہو کہ ہم سے محافظت نہ ہو سکے گی۔ اور ان کو دشمنوں کے سپرد کر دیں گے تو ابھی سے ان کو جواب دے دو۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو بسرو چشم حفاظت منظور ہے اور ہماری جانیں ان سے وابستہ ہیں۔ اس وقت حضرت عباس نے فرمایا کہ اے محمد اب میں نے آپ کو خدا کو سونپا۔ بعد اس کے پیغمبر صلعم نے قرآن شریف کی آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ پھر یہ ارشاد کیا کہ میری بیعت کرو اس بات پر کہ جو چیز اپنے اہل و عیال کے واسطے تم جائز نہیں رکھتے اور اس سے ان کو باز رکھتے ہو وہ سلوک مجھ سے بھی کرنا۔ یہی کلام درمیان مضبوط کرنے وثیقہ اور عہود جانبین کے رہے۔ بعد ازاں لوگوں نے پیغمبر خداؐ سے پوچھا کہ یا حضرتؐ! اگر ہم لوگ کافروں کو قتل کریں گے تو ہمارے واسطے کیا اجرت ملے گی؟ رسولؐ اللہ نے ارشاد کیا کہ تم کو عوض میں اس کے جنت اور حوریں اور غلمان اللہ تعالیٰ دے گا۔ یہ سن کر سب نے بالاتفاق کہا کہ یا حضرت ہم کو ہاتھ دیجئے ہم بیعت کریں۔ حضرت نے ہاتھ پھیلایا۔ سب نے پیغمبر خداؐ کی پھر بیعت کی اور بعد اس بیعت ثانیہ کے پیغمبر خداؐ نے مکے میں تشریف لا کر تمام اصحاب کو ارشاد کیا کہ تم سب لوگ ہجرت کر جاؤ۔ یہاں سے مدینے کو چلے جاؤ اور وہ قافلہ بھی

Presented by Ziaraat.Com

مدینے کو مراجعت کر گیا۔ مگر پیغمبر خداؐ تن تنہا مکہ شریف میں اس خیال سے رہے کہ جب تک حکم جناب باری کا مجھ کو یہاں سے جانے کا نہ آئے گا میں نہ جاؤں گا اور آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ اور علی ابن ابی طالب یہ دونوں بھی رہے تھے۔

ہجرت

واضح ہو کہ ہجرت فرمانا رسول خداؐ کا مکہ سے مدینہ کی طرف وہی ہے ابتدائی تاریخ اہل اسلام کے۔ مگر لفظ تاریخ کا عربی نہیں ہے۔ بلکہ وہ معرب ہے ماہ روز سے۔ اسی بیان کی روایت ابی سلمان نے میمون بن مہران سے کی ہے اور اس نے حضرت عمر تک پہنچا دی ہے۔ وہ راوی کہتا ہے کہ درمیان خلافت حضرت عمر کے ماہ شعبان کا جب آیا تو آپ نے ارشاد کیا کہ کونسا شعبان ہے۔ یہ جس سال میں ہم ہیں اسی سال کا شعبان ہے یا وہ جو آنے والا تھا وہ ہے اور ان کے غیر موقت تقسیم نہیں کیا چاہتی۔ اب کونسی صورت ہے جس سے انضباط وقت کا ہو۔ سب نے عرض کیا کہ اہل فارس کی رسوم میں کوئی رسم مبتداء حساب کا ٹھہراؤ۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ عمر ہرمزان فارسی وہاں آ گئے۔ ان سے بھی دریافت کیا اس نے کہا کہ ہم لوگوں نے تمام زمانہ کا انضباط ایک حساب سے کیا ہے۔ اس کو ہم ماہ روز کہتے ہیں اور معنی اس لفظ کے مہینوں اور دنوں کے ہیں۔ یہ لفظ یعنی ماہ روز چونکہ عجمی تھا اس واسطے انہوں نے اس کو معرب کرکے مورخ بنایا۔ بعد ازاں اس کا نام تاریخ رکھا اور اسی لفظ کو استعمال میں لانا شروع کیا۔ جب یہ لفظ بھی موضوع کر چکے تب یہ فکر ان کو ہوئی کہ کون سے حادثہ یا وقت اول مبتداء تاریخ ایام اہل اسلام کا مقرر کریں۔ سب نے متفق اللفظ و المعنی ہو کر اول سال ہجرت نبوی علیہ السلام کا مقرر کیا۔ یہ ہجرت پیغمبر خداؐ نے مکہ سے مدینہ منورہ تک فرمائی تھی۔ اس سال میں سے دو مہینے محرم اور صفر کی اور آٹھ روز ربیع الاول کے منقطع کرکے واسطے تجدید ہجرت کے رجعت قہقہری اڑسٹھ (۶۸) دن

Presented by Ziaraat.Com

کی، کر کے مبداء تاریخ سال نو کا ماہ محرم الحرام ٹھہرالیا۔ بعد ازاں اول روز محرم سے آخر روز عمر محمد مصطفیؐ تک بعد شمار کے دس برس دو مہینے ہوئے۔ واقع میں اگر حساب کیا جائے عمر نبیؐ کا ہجرت سے تو وہ نو برس گیارہ مہینے بائیس دن ہیں۔ یعنی ایک زائچہ متضمن سالہائے ہجرت اور تواریخ قدمیہ مشہور کا بنا کر اول کتاب میں درمیان مقدمہ کے لکھا ہے۔ اگر کسی کو فاصلہ درمیان دو تاریخوں کے معلوم کرنا منظور ہو تو اس جدول سے اس طور دریافت کرے کہ جہاں وہ دونوں تاریخ جس خانہ میں ملی ہیں اس کو معلوم کرکے اور درمیان ہجرت کر کے دیکھ لے جو عدد کم ہو اس کو زائد سے دور کر کے بچت جو رہے وہ فاصلہ ہے دونوں تاریخوں میں۔ مثلاً ہم چاہتے ہیں معلوم کرنا کہ کیا فاصلہ ہے پیدائش مسیح اور پیدائش رسولؐ اللہ میں تو کم کریں ہم اس فاصلے کو جو درمیان پیدائش رسولؐ اللہ کے اور درمیان ہجرت کے ہیں۔ وہ ترپن سال دو مہینے اور آٹھ دن ہیں۔ ان کو ہم نے مفروق بنا کر چھ سو اکتیس سے جو مفروق ہیں۔ دور کیا۔ باقی رہے پانسو اٹھہتر برس۔ اس میں سے دو مہینے آٹھ دن کو بھی جب کم کر دیا وہ فاصلہ درمیان پیدائش پیغمبر خداؐ اور جناب مسیح کے ہو گا۔ اسی طرح سے جون سی دو تاریخوں میں کا فاصلہ نکالنا منظور ہو اسے دریافت کر لے۔

واضح ہو کہ درمیان ہجرت نبویؐ اور آدم علیہ السلام کے بمقتضائے توریت یونانی اور بموجب مذہب مورخین کے چھ ہزار دو سو سولہ (۶۲۱۶) برس ہیں اور بمقتضائے فحوائے توریت یونانی اور مذہب منجمین کے جیسا کہ انہوں نے اپنے زائچوں میں لکھا ہے پانچ ہزار نو سو ستاسٹھ (۵۹۶۷) ہیں اور بموجب بیان توریت عبرانیہ اور مذہب مورخین کے چار ہزار سات سو اکتالیس (۴۷۴۱) ہوتے ہیں۔ اور منجمین کے نزدیک دو سو انچاس برس جمع مذکور سے کم کرنا چاہئیں اور بموجب فحوائے توریت سامریہ اور مذہب مورخین کے پانچ ہزار ایک سو سینتیس اور بموجب مذہب منجمین کے وہی دو سو انچاس کم کرنے چاہئیں۔ یہی حال اس تاریخ قدیمہ میں جو بخت نصر سے اول تھی، چلا آتا ہے۔ اور درمیان ہجرت نبوی اور طوفان کے مورخین کے مذہب موافق تین ہزار نو سو چھہتر برس ہوتے ہیں اور

Presented by Ziaraat.Com

طوفان جب آیا تھا اس وقت حضرت نوح علیہ السلام کی عمر چھ سو برس کی تھی اور بعد طوفان کے حضرت نوح علیہ السلام تین سو پچاس برس تک زندہ رہے تھے۔ اور منجمین کے نزدیک تین ہزار سات سو پچیس برس ہیں۔ جیسا کہ ابو معشر اور کوشیا وغیرہ نے اپنے زایچوں اور تقویموں میں لکھا ہے اور جب زبانیں مختلف اور بولیاں علیحدہ علیحدہ ہو گئی تھیں اس میں اور ہجرت میں بموجب مورخین کے تین ہزار تین سو چار برس ہیں اور منجمین کے دو سو انچاس برس کم کرنے چاہئیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے اور درمیان پیدائش حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور ہجرت کے بمقتضائے مذہب مورخین کے دو ہزار آٹھ سو تہتر برس ہوتے ہیں اور منجمین کے نزدیک دو سو انچاس برس کم کرنے چاہئیں اور درمیان ہجرت اور بنائے کعبہ معظمہ کی جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور اس کے بیٹے اسمٰعیل نے بنایا تھا' دو ہزار سات سو اور قریب تہتر برس ہوتے ہیں۔ جب کعبہ تیار کیا گیا اس وقت حضرت ابراہیمؑ ایک سو برس کے تھے اور درمیان ہجرت اور وفات حضرت موسیٰؑ کے مورخین کے نزدیک دو ہزار تین سو اڑتالیس برس ہیں۔ منجمین کے نزدیک ایک ہزار آٹھ سو اور قریب دو برس کے ہیں۔ جب اس کی تعمیر سے فراغت ہو چکی تھی وہ سال گیارہواں جلوس حضرت سلیمانؑ کا تھا اور حضرت موسیٰؑ کو انتقال فرمائے پانچ سو چھیالیس برس ہو چکے تھے۔ منجمین کے نزدیک دو سو انچاس برس کم کرتے ہیں۔ اور درمیان ہجرت اور ابتداء ملک بخت نصر کے ایک ہزار تین سو انتہر برس ہیں اس میں کچھ خلاف نہیں۔ اور درمیانی ویرانی بیت المقدس اور ہجرت نبوی کے ایک ہزار تین سو پچاس برس گزرے ہیں۔ جب بیت المقدس ویران ہوا تھا' بخت نصر کے جلوس کو انیس برس گزر چکے تھے اور ستر برس تک ویران پڑا رہا۔ بعد انچاس برس گزرنے کے پھر اس کی تعمیر ہوئی۔ اور بنی اسرائیل آ کر اس میں بسے اور درمیان ہجرت اور غلبہ پانے اسکندر کے دارا بادشاہ فارس دو سو چونتیس برس ہیں۔ یہی ابتداء سلطنت سکندر کی فارس پر تھی۔ بعد غلبہ پانے کے دارا پر سات برس سکندر جیا تھا۔ اور درمیان ہجرت اور بطلیموس کے نو سو تیئس برس ہیں۔ یہ شخص سکندر کا چھوٹا بھائی بارہ برس اس

Presented by Ziaraat.Com

سے عمر میں کم تھا۔ اور اس کے بعد مقدونیہ کا یہ بادشاہ ہوا۔ بطلیموس نے اس کا ذکر کیا ہے اور درمیان ہجرت اور غلبہ پانے اغسطس کے قلوپطرا ملکہ مصر پر چھ سو باون برس ہیں۔ جس سال غلبہ پایا تھا وہ بارھواں برس سلطنت اغسطس کا تھا اور درمیان پیدائش حضرت مسیحؑ اور ہجرت نبویؐ کے چھ سو اکتیس برس ہیں اور وہ پیدائش مسیحؑ کی جبکہ ہوئی تھی تین سو چار برس اسکندر کے غلبہ کو دارا پر اور اکیس برس غلبہ اغسطس کو قلوپطرہ پر گزرے تھے۔ اور درمیان ہجرت اور ویران ہونے بیت المقدس کے دوسری دفعہ پانچ سو اٹھاون برس ہیں۔ یہ ویرانی اور تباہ ہو جانا بیت المقدس کا بعد چالیس برس جناب مسیحؑ کے ظہور میں آیا تھا اور اسی سال میں تمام یہود پراگندہ اور متفرق ہو گئے تھے۔ اور درمیان ہجرت اور ابتداء سلطنت اوریانوس کے پانچ سو سات برس ہیں اور درمیان ہجرت اور قیام سلطان اردشیر بن بابک کے چار سو بائیس برس کا فاصلہ ہے۔ یہی تاریخ تباہی ملوک طوائف کی ہے اور درمیان ہجرت اور ابتداء و قلطیانوس تین سو انتالیس برس ہیں۔ یہ بادشاہ اخیر بت پرست شاہان یونان سے ہے۔ اور درمیان ہجرت اور پیدائش پیغمبر خداؐ کے ترپن برس دو مہینے اور آٹھ دن اور درمیان ہجرت اور مبعوث ہونے پیغمبر خداؐ کے تیرہ برس اور دو مہینے آٹھ دن ہیں اور وفات پیغمبر خداؐ میں نو برس گیارہ مہینے بائیس دن ہیں بعد ہجرت کے۔

سبب ہجرت سنہ۱ھ

واضح ہو کہ سبب ہجرت فرمانے رسول اللہ صلعم کا یہ تھا کہ قوم قریش یہ خیال کیا تھا کہ چونکہ رسولؐ اللہ کے مددگار اور معاون اب بہت ہو گئے ہیں۔ اور اصحاب میں بھی بہت آدمی داخل ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ رسولؐ اللہ مکے سے اپنے معاونین کو ہمراہ لے کر مدینے پر چڑھائی کر کے اپنے قبضے میں لائیں۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ ہر ایک قبیلہ کا ایک ایک مرد اپنے ہمراہ جمع کرو اور رسول اللہؐ پر تلوار کشی بکر کے اس کو قتل کر دو۔ یہ خبر جب پیغمبر خداؐ کو معلوم ہوئی حضرتؐ نے

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

ابوبکر تو کچھ غم نہ کر کیونکہ خدا بچانے والا ہمارا ساتھ ہے۔ یہ فرما کر حضرتؐ نے سراقہ مذکور کے حق میں بد دعا کی۔ بموجود اس بد دعا کے سراقہ کا گھوڑا پیٹھ تک اس زمین سخت میں جو نرم نہ تھی' دھنس گیا۔ سراقہ نے پکار کر عرض کی کہ یا حضرت میرے واسطے دعائے خیر فرمایئے۔ میں کسی کافر کو آپ تک نہ آنے دوں گا۔ بلکہ جو آیا ہوا پاؤں گا اس سے یہ کہہ دوں گا کہ پیغمبر خداؐ یہاں تشریف نہیں لے گئے ہیں۔ میں ڈھونڈ آیا ہوں۔ حضرت نے دعا کی۔ وہ کھوٹا نکل آیا۔ لیکن وہ بسبب اپنے دل سخت ہونے کے پھر باز نہ آیا بلکہ اس نے پھر تعاقب کیا۔ حضرتؐ نے پھر بد دعا کی۔ پھر گھوڑا دھنس گیا۔ دوسری بار اس نے پھر التجا کی کہ حضرت اب کی بار مجھ کو مخلصی ہو جائے میں چلا جاؤں گا۔ اور کسی ڈھونڈنے والوں کو نہ آنے دوں گا۔ سب کھوجیوں کو ہٹا دوں گا۔ حضرت نے پھر دعا کی اور فرمایا کہ چلا جا۔ چنانچہ سراقہ الٹا پھر گیا۔ اور جو شخص اس کو ملا' سراغ نکالنے والوں سے اس کو یہ کہہ کر چلا جاتا تھا کہ کیوں تضیع اوقات کرتے ہو۔ پیغمبر خداؐ کا آگے کہیں کھوج نہیں ملتا۔ اور پیغمبر خداؐ بارہویں تاریخ ربیع الاول روز دو شنبہ کو بوقت ظہر سنہ اول ہجری میں داخل مدینہ منورہ ہوئے۔ اور قبا میں کلثوم ابن الہدم کے پاس فروکش ہو کر دو شنبہ' سہ شنبہ' چہار شنبہ' پنج شنبہ' حضرتؐ نے وہاں تشریف رکھ کر مسجد قبا کی بنیاد ڈالی۔ جمعہ کے روز حضرت برآمد ہوئے۔ وہاں کے باشندوں کی یہ حال تھی کہ جو حضرتؐ کے ناقہ کو دیکھتا تھا' اور جس گھر انصار کے حضرت گزرتے تھے بہت تواضع اور تکریم سے پیش آتے تھے اور حضرت کے ناقہ کو روک لیتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ حضرت یہیں قدم رنجہ فرمایئے اور آرام کیجئے کیونکہ آپ بہت تھکے ہوئے ہوں گے۔ یہاں کہ حضرت اسی تکریم اور تعظیم سے اس مقام تک جس جگہ مسجد نبوی بنی ہوئی ہے' تشریف لے گئے۔ حضرتؐ کا ارادہ سہل اور سہیل سے جو کہ دو لڑکے عمرو کے یتیم تھے' ملاقات کرنے کا تھا۔ اس لئے حضرت معاذ ابن عضرا کے مکان میں تشریف لے گئے اور اس جگہ کو حضرت نے برکت دی اور ناقہ سے اتر کر تشریف رکھی۔ ابو ایوب مارے شوق کے حضرت کے ناقہ کا کجاوہ اپنے گھر اٹھا کر لے گئے۔ چنانچہ حضرتؐ بھی ابو ایوب

Presented by Ziaraat.Com

انصاری کے گھر میں تشریف لے گئے۔ تا تیاری مسجد نبوی اور مسکن شریف کے اسی گھر پر قیام پذیر رہے۔ کہتے ہیں کہ جس جگہ مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی ہے وہ زمین بنی نجار کی ملک تھی۔ اس جگہ پر کھجور کے درخت تھے اور ویرانہ پڑا ہوا تھا۔ اور مشرکین کا وہاں قبرستان بھی تھا۔

نکاح ام المومنین حضرت عائشہؓ

واضح ہو کہ پیغمبر خدا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قبل ہجرت فرمانے کے اور بعد فوت ہونے حضرت خدیجہؓ بیوی سابقہ کے نکاح کیا تھا۔ مگر اس بیوی سے حضرت نے بعد گزرنے آٹھ مہینے کے ہجرت سے صحبت اور مباشرت فرمائی۔ ان ایام میں جب صحبت میں حضرت کے آئیں' اس بیوی کی عمر نو برس کی تھی اور جب پیغمبر خدا نے رحلت فرمائی' اس وقت اس بیوی کی عمر اٹھارہ برس کی تھی۔

اخوت

متعجب نہ رہے کہ پیغمبر خدا نے حضرت علی ابن ابی طالب کو بھائی بنایا۔ چنانچہ اسی واسطے درمیان کوفہ کے منبر پر اپنے ایام خلافت میں فرماتے تھے کہ اے مسلمانوں میں پیغمبر خدا کا بھائی ہوں۔ اور اللہ کا بندہ ہوں۔ جب حضرت علی کو اپنا بھائی بنایا تو سب صحابہ نے آپس میں ایک دوسرے کو بایں تفصیل بھائی بنایا۔ حضرت ابوبکر اور خارجہ بن زید بن ابی زہیر انصاری دونوں بھائی ہوئے اور ابو عبیدہ بن الجراح اور اسعد ابن معاذ انصاری دونوں بھائی ہوئے۔ اور عمر ابن الخطاب اور عتبان بن مالک انصاری دونوں بھائی ہوئے۔ اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد ابن ربیع انصاری دونوں بھائی ہوئے۔ اور عثمان ابن عفان اور انوش بن ثابت انصاری دونوں بھائی ہوئے اور طلحہ ابن عبیداللہ اور کعب ابن مالک انصاری دونوں بھائی ہوئے اور سعید بن زید اور ابی بن کعب انصاری دونوں بھائی ہوئے۔ متعجب نہ رہے کہ اول بچہ جو مہاجرین میں سے بعد ہجرت کے پیدا ہوا تھا وہ

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

نعمان ابن بشیر ہیں۔

تبدیلی قبلہ

پوشیدہ نہ رہے کہ دوسرے سال ہجرت کے بموجب حکم خدا تعالیٰ کے بدل جانے قبلہ کا طرف کعبہ شریف کے اول' اسے نماز درمیان مکہ شریف کے اور بعد آنے رسول اللہ کے مدینہ میں اٹھارہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی جاتی تھی۔ لیکن ماہ شعبان میں پیر کے دن پیغمبر خداؐ ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ دفعتاً" کعبہ کی طرف پھر گئے۔ وہ لوگ جو حضرت کے مقتدی تھے' وہ بھی فوراً حضرت کے ہمراہ ہی پھر گئے۔ اور نماز ہی میں رہے اور اسی سال میں یعنی ۲ ہجری میں رمضان شریف کے روزے فرض ہوئے تھے۔ اور اسی سال میں پیغمبر خداؐ نے عبداللہ بن) اسدی کے ہمراہ آٹھ آدمی کرکے طرف نخلہ کے واسطے جاسوسی اخبار قریش کے روانہ فرمایا تھا۔ یہ نخلہ درمیان مکہ اور طائف کے واقع ہے۔ جب وہ لوگ وہاں پہنچے ان کے نزدیک قریش کے گدھے گزرے۔ ان لوگوں نے ان گدھوں کو لوٹ لیا اور گدھے مقید کرکے مع ان کے حضرتؐ کے پاس لا حاضر کئے۔ یہ اول غنیمت مسلمانوں کی تھی جو پہلی ہی دفعہ ان کے ہاتھ آئی۔ (نقل کیا گیا ہے یہ کتاب الاشراف سے جو مسعودی کی تصنیف سے ہے) اور اسی سال میں عبداللہ ابن زید بن عبدابہ انصاری نے درمیان اپنی خواب کے دریافت کیا تھا کہ اذان اس طور دینی چاہئے جس سے مسلمانوں کو اطلاع وقت نماز کی ہو جایا کرتی تھی اور اس کے خواب ہی کے موافق وحی بھی نازل ہوئی۔

غزوہ بدر

پوشیدہ نہ رہے کہ یہ وہ لڑائی ہے جس میں خدا تعالیٰ نے ظاہر کیا تھا' یہ سچا دین' دین اسلام ہے۔ حال اس کا یہ ہے کہ قفل ملک شام سے ہمراہ ابو سفیان

ابن حرب کے مع جمعیت تیس مردوں کے قریش میں آیا تھا۔ اس کے پاس رسول اللہؐ نے چند آدمیوں کو بھیج کر اپنے پاس بلوایا۔ یہ خبر ابو سفیان نے پا کر کے میں جا کر قوم قریش سے اس طور پر بیان کی کہ رسول اللہؐ کا ارادہ تم پر چڑھائی کرنے کا ہے۔ یہ خبر سن کر وہاں کے باشندوں کے تنوں میں آگ لگ گئی۔ فوراً نو سو پچاس مرد کی جمعیت لے کر جن میں سو آدمی سوار باقی پیادہ تھے مکہ سے خروج کیا۔ اس لڑائی میں تمام اشراف پیغمبر خداؐ پر چڑھ کر آئے تھے۔ مگر ابو لہب نہ آیا' اس کی جگہ پر عاص بن ہشام تھا۔ اور اس طرف پیغمبر خداؐ کے ہمراہ تین سو مرد بدیں تفصیل تھے۔ ستتر ۷۷ مہاجرین میں سے باقی انصار۔ اور سوار کوئی نہ تھا سوائے دو مردوں کے۔ ایک مقداد بن کندی بلا شک و شبہ۔ اور دوسرے میں اختلاف ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ زبیر بن العوام اور کوئی کہتا ہے کہ نہیں کوئی اور تھے اور ستر اونٹ حضرتؐ کے ہمراہ تھے۔ جب حضرت مقام الصفراء میں پہنچے آپ کو خبر آئی کہ مشرکین میر کے پاس آ پہنچے ہیں۔ اس میں وہ لوگ اپنی جمعیت کے ساتھ اتریں گے۔ اس لئے حضرتؐ نے وہاں سے کوچ فرما کر بدر میں ایک چشمہ خورد پر جو کہ ایک قبیلہ کا تھا' مقام کیا۔ حضرت سعد ابن معاذ نے لکڑیوں کی ایک چھت واسطے اجلاس فرمانے پیغمبر خداؐ کے بنا دی۔ اس پر جناب سرور کائناتؐ مع ابوبکر کے بیٹھے اور حضرت نے قوم قریش کو ملاحظہ فرما کر دست بدعا ہو کر جناب باری سے عرض کیا کہ اے خدا یہ قوم قریش بہت فخر اور غرور سے تیرے رسولؐ کو جھٹلانے کے واسطے سوار ہو کر آئی ہے۔ تو نے جو وعدہ کیا تھا' اس کے موجب اب اپنے بندے کو مدد بھیج۔ حضرتؐ یہ دعا کر رہے تھے کہ قریش بہت نزدیک آ گئے اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ یہ تین شخص ہنگامہ آرائے مقابلہ ہوئے۔ پیغمبر خداؐ نے عبیدہ بن حارث بن مطلب کو ارشاد کیا کہ تم عتبہ سے مقابلہ کرو اور اپنے چچا حمزہؓ کو ارشاد کیا کہ شیبہ سے لڑو اور علی ابن ابی طالب کو حکم ہوا کہ ولید بن عتبہ سے مقابلہ کرو۔ چنانچہ حضرت حمزہؓ نے شیبہ مذکور کا سر بھٹے کی طرح اڑا دیا۔ اور حضرت علیؑ نے ولید کو جہنم واصل کیا اور عبیدہ اور عتبہ دونوں گھائل ہوئے۔ اس نے اس کو مارا اور اس نے اس کو۔ حضرت علی

Presented by Ziaraat.Com

اور حضرت حمزہ نے جو یہ حال دیکھا لپک کر عتبہ کو قتل کیا اور عبیدہ کو دونوں نے اٹھا لیا کیونکہ ان کے پیر کٹ گئے تھے۔ چنانچہ وہ شہید ہوئے۔ پیغمبر خدا اس چبوترہ پر دعا میں مستغرق تھے۔ آپ کے ہمراہ ابوبکرؓ بھی بیٹھے تھے۔ اور حضرتؐ یہی فرما رہے تھے کہ اے خدا ہلاک کر اس قوم سرکش کو جو عبادت نہیں کرتی تیری درمیان زمین کے اور نجات دے ہم کو جیسا کہ وعدہ کیا ہے تو نے۔ حضرت ایسے منہمک اپنی دعا میں تھے کہ آپ کی چادر گر پڑی۔ حضرت ابوبکر نے وہ چادر آپ کے اوپر پھر اوڑھا دی اور کفار نے حضرت کے اس چبوترے تک آ ہجوم کیا۔ آپ دفعتاً ہوشیار ہوئے اور فرمایا کہ اے ابوبکرؓ اب اللہ تعالیٰ کی مدد آئی۔ یہ فرما کر حضرت وہاں سے اتر کر لوگوں پر لڑنے پر برانگیختہ کرتے اور ڈھارس دیتے ہوئے تشریف لائے۔ اور ایک مٹھی کنکروں کی حضرتؐ نے ہاتھ میں لے کر قوم قریش پر پھینک کر بد دعا دی۔ بعد ازاں، اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ ان پر سختی اور تشدد کرو۔ چنانچہ ان کو شکست ہوئی، یہ واقعہ سترھویں تاریخ ماہ رمضان اور جمعہ کو ہوا اور عبداللہ ابن مسعود صحابی ابوجہل بن ہشام کا سر جس وقت روبرو پیغمبر خداؐ کے اٹھا کر لے گیا۔ حضرتؐ نے سجدۂ شکر کیا۔ ابوجہل کی عمر بروقت مارے جانے کے ستر برس کی تھی۔ نام ابوجہل کا عمرو ہے۔ وہ بیٹا ہشام کا اور پوتا مغیرہ کا اور پڑوتا عبداللہ بن عمر بن مخزوم کا ہے۔ العاص بن ہشام بھائی ابوجہل کا بھی اس جنگ میں مارا گیا۔ اس لڑائی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کی مدد کو ایک ہزار فرشتہ کی کمک دی تھی۔ جب ابولہب نے یہ حال اہل بدر کا مکہ میں سنا، مارے غم و الم کے سات دن کے بعد وہ بھی مر گیا۔ تعداد مقتول مشرکین کی ستر اور مقیدین بھی اتنے ہی تھے سوائے ان ستر مرد مقتولین کے اور بھی ہیں۔ چنانچہ حنظلہ ابو سفیان بن حرب اور عبیدہ بن سعید بن العاص بن امیہ۔ ان دونوں کو حضرت علی ابن ابی طالب نے قتل کیا اور زمعہ بن بن الاسود کو حضرت حمزہؓ نے اور حضرت علیؓ نے مل کر مارا تھا۔ اور ابو البختری بن ہشام کو المجدر بن زیاد نے قتل کیا اور نوفل بن خویلد، بھائی حضرت خدیجہؓ کا جو ایک شیطان شیاطین قریش کا تھا، یہ وہ ہے جو نزدیک ابوبکر اور طلحہ بن خویلد کے بروقت ان کے مسلمان ہونے کے درمیان پہاڑ

Presented by Ziaraat.Com

کے تھا اس کو حضرت علیؑ نے قتل کیا اور عمیر بن عثمان بن عمر التمیمی کو بھی حضرت علی نے قتل کیا اور مسعود بن ابی امیہ مخزومی اس کو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ اور عبداللہ بن منذر مخزومی کو حضرت علی ابن ابی طالب نے قتل کیا اور امنیہ بن الحجاج سہمی کو ابو الیسر انصاری نے قتل کیا اور اس کے بیٹے عاص کو حضرت علیؑ نے قتل کیا اور اس کے بھائی نبیہ بن الحجاج کو حضرت حمزہ اور سعد ابن ابی وقاص نے مل کر مارا اور ابو العاص بن قیس سہمی کو حضرت علی نے قتل کیا اور منجملہ مقیدین کے ایک عباس چچا حضرتؐ کے اور دو بھتیجے حضرت عباس کے ایک عقیل بن ابی طالب اور دوسرا نوفل بن الحارث بن عبد المطلب تھے۔ جب لڑائی سے فراغت ہو چکی حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ مقتولین کی لاشوں کو ایک کنویں میں جو قریب تھا ڈال دو۔ چنانچہ چوبیس سرداران قریش کی لاشیں کھینچ کر اس کنویں میں ڈال دیں اور حضرتؐ نے میدان بدر میں تین رات ہمراہ چودہ مرد کے جن کی تفصیل یہ ہے کہ چھ ان میں سے مہاجرین اور آٹھ انصاری تھے' اقامت فرما کر الصفراء کی طرف سے مال غنیمت لیتے ہوئے جنگ بدر سے مراجعت کی۔ اس وقت پیغمبر خداؐ نے حضرت علی ابن ابی طالب کو ارشاد کیا کہ نضر بن حارث کو بھی قتل کر دو۔ یہ شخص پیغمبر خداؐ کا بہت دشمن تھا۔ جس وقت پیغمبر خداؐ قرآن شریف پڑھا کرتے تھے وہ یہ کہا کرتا تھا کہ محمدؐ اگلوں ہی کے قصے کو بیان کرتا ہے۔ کچھ نئی بات نہیں بولتا۔ جب اس کا سر حضرت علی نے اڑا دیا اس وقت ارشاد کیا کہ عقبہ بن ابی معیط کی گردن مارو۔ فوراً وہ بھی قتل کیا گیا۔ حضرت عثمان بن عفان اس جنگ میں بموجب ارشاد پیغمبرؐ حاضر نہ تھے۔ کیونکہ ان کی بیوی رقیہ جو حضرتؐ کی بیٹی تھی' بشدت بیمار ہو رہی تھیں۔ اس لئے حضرتؐ نے ان کو فرمایا تھا کہ تم مدینہ ہی میں رہو۔ چنانچہ وہ دختر نیک اختر نبیؐ کی یعنی زوجہ حضرت عثمان بن عفان کی راہی ملک بقا ہوئی۔ بروقت رحلت حضرتؐ کے دیدار مبارک کو بھی دیکھنے نہ پائی' کیونکہ انیس روز سے حضرتؐ مدینہ میں سے تشریف لے گئے تھے۔

اول یہود جنہوں نے پیغمبر خداؐ کا عہد توڑا' بنی قینقاع ہیں۔ چنانچہ حضرت نے درمیان ۲ ہجری کے ان پر خروج کیا۔ وہ قلعہ متحصن ہوئے۔ حضرت نے پندرہ

Presented by Ziaraat.Com

دن تک ان کا محاصرہ کیا۔ بعد ازاں بموجب حکم پیغمبر خداؐ کے وہ قلعہ میں سے نکلے۔ حضرت چاہتے تھے کہ ان کو قتل کریں۔ لیکن عبداللہ بن ابی سلول خزرجی منافق نے (یہ یہود حلفاء الخزرج کے تھے) حضرتؐ سے شفاعت اور عفو خطا چاہی۔ حضرتؐ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اس نے پھر سوال کیا' حضرتؐ نے منہ پھیر لیا۔ آخر لاچار ہو کر حضرتؐ کے گریبان کو پکڑ لیا اور کہا کہ اے رسولؐ ہم کو جواب باصواب فرمایئے۔ رسول اللہؐ نے ارشاد کیا کہ افسوس ہے تجھ پر چھوڑ دے مجھ کو۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت قسم ہے خدا کی جب تک حضور جواب باصواب نہ فرمائیں گے نہ چھوڑوں گا' اس وقت تک۔ حضرت نے اس کی جاں بخشی فرمائی اور حکم دیا کہ ان کو جلا وطن کر دو اور سب اسباب ان کا لوٹ لو۔ چنانچہ مسلمانوں نے فوراً ان کا اسباب چھین لیا۔

غزوۃ السویق

اس لڑائی کا یہ حال ہے کہ ابو سفیان نے اس طور پر قسم کھائی تھی کہ جب تک محمدؐ سے نہ لڑلوں تب تک نہ خوشبو سونگھوں اور نہ عورت کو ہاتھ لگاؤں گا۔ کیونکہ مقتولین بدر سے اس کو کمال رنج تھا۔ اس لئے دو سو سوار لے کر لڑنے نکلا اور اپنے آگے پیادے مدینہ کی طرف روانہ کئے۔ جب وہ عریض پر پہنچے انہوں نے چند مسلمانوں کو جو انصار تھے' شہید کیا۔ جب رسول اللہؐ نے یہ حال سنا ابو سفیان کی تلاش میں حضرت بھی نکلے۔ ابو سفیان معہ اپنے یاروں کے بھاگ گیا اور ایسا ڈر کر بھاگا کہ بہت اسباب چھوڑ گیا تاکہ ہلکا ہو جائے۔ چنانچہ بعض تھیلی ستو کی جو ساتھ لائے تھے' نہ لیں' ان کو اسی مقام پر چھوڑا تاکہ خفیف ہو جائے۔ اس واسطے اس کو غزوۃ السویق کہتے ہیں۔ غزوہ کے معنی جنگ کے اور سویق ستو کو کہتے ہیں۔

غزوۃ قرقرۃ الکدر

Presented by Ziaraat.Com

کہتے ہیں کہ یہ لڑائی تیسرے سال ہجری میں ہوئی تھی۔ اصل یہ ہے کہ قرقرۃ الکدر نام ایک چشمہ کا ہے جو راہ عراق سے طرف مکہ کے پیوستہ ہے۔ مخبروں نے جب حضرت کو یہ خبر دی کہ اس مقام پر ایک گروہ قبیلہ سلیم اور غطفان کا واسطے شورش اور فساد کے مجتمع ہوا ہے۔ اس لئے پیغمبر خداؐ بارادہ جنگ وہاں تشریف لے گئے تھے لیکن جب وہاں کوئی کافر حضرت کے مقابل پر نہ آیا آپ نے طرف مدینے کے مراجعت فرمائی۔ اسی ۳ ہجری میں عثمان بن مظعون فوت ہوئے اور اسی سال میں حضرت علیؑ کا نکاح حضرت فاطمہ بنت رسول اللہؐ سے ہوا تھا۔ اور اسی سال میں ایک لڑائی درمیان بکر بن وائل اور لشکر کسریٰ پرویز کی جس کا سپہ سالار ہامرز تھا' ذی قار پر ہوئی۔ اس لڑائی میں فارسیوں کو شکست فاش ہوئی۔ ہارمز سپہ سالار بھی مارا گیا اور بہت آدمی فارسیوں کے کام آئے۔ اسی سال میں امیہ بن ابی الصلت نے بھی وفات پائی۔ اس کا نام عبداللہ بن ربیعہ تھا۔ وہ سرداران کفار سے گزرا ہے۔ کتب انبیاء اس نے سب پڑھی تھیں اور جانتا تھا کہ ایک نبی مبعوث ہو گا۔ مگر وہ یہ چاہتا تھا کہ میں خود نبی ہوتا تو خوب تھا۔ اس لئے پیغمبر خداؐ کا اس نے بہ سبب حسد کے انکار کیا۔ ان کی تصدیق بہ سبب بغض نہ کی۔ وہ ملک شام گیا تھا۔ جب وہاں سے پھر کر آیا لوگوں نے اسے کہا کہ اس کنویں میں جنگ بدر کی لاشیں پڑی ہیں۔ ان مردوں میں شیبہ اور عتبہ دو بھائی ماموں زاد امیہ مذکور کے بھی تھے۔ ان کی لاشیں دیکھ کر امیہ مذکور کو بہت رنج ہوا۔ چنانچہ اس نے اپنی اونٹنی کے دونوں کاٹ کر اس کنویں پر بیٹھ کر ایک مرثیہ بہت بڑا تصنیف کر کے ماتم کیا۔

(قول مترجم) اس کے اشعار تذکرۂ عرب میں میں نے لکھے ہیں۔

اس سال ۳ھ میں ماہ رمضان شریف کے درمیان حضرت امام حسنؑ ابن علیؑ پیدا ہوئے اور اسی سال میں کعب ابن الاشرف یہودی مقتول ہوا اور اس کو محمد مسلمہ انصاری نے قتل کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

غزوۂ احد

واضح ہو کہ تین ہزار قریش جن میں سات سو زرہ پوش اور دو سو سوار تھے اور باقی پیادہ ہمراہ ابو سفیان ابن حرب کے مجتمع ہو کر ارادہ پرخاش کا رسول اللہ سے رکھتے تھے۔ اس لڑائی میں زوجہ ابو سفیان کی یعنی ہندہ بنت عتبہ بھی اس کے ساتھ تھی۔ پندرہ عورتیں ہاتھوں میں دف لئے ہوئے مقتولین جنگ بدر پر روتی اور مسلمانوں سے لڑنے کے واسطے مشرکوں کو برا نگیختہ کرتی تھیں۔ یہ سب لوگ مکہ سے مجتمع ہو کر مقام ذوالحلیفہ میں جو مقابل مدینہ منورہ کے ہے' بدھ کے روز چوتھی تاریخ ماہ شوال ۳ھ کو اترے۔ اب رسول اللہ نے تمام صحابہ سے اس امر میں مشورہ کیا کہ آیا مدینہ سے نکل کر ان کا مقابلہ کریں یا مدینہ میں ہی لڑیں۔ عبداللہ ابن ابی بن سلول منافق نے یہ کہا کہ یا حضرت آپ مدینے ہی میں قیام فرمایئے۔ کیونکہ وہ لوگ بہت جمعیت رکھتے ہیں۔ میدان میں مقابلہ کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا اور جمیع صحابہ نے عرض کیا کہ میدان میں نکل کر لڑنا اور کافروں کو شکست دینا مناسبت ہے۔ اس لئے پیغمبر خداؐ نے ایک ہزار صحابہ ہمراہ لے کر مقابلہ کفار پر مدینے سے کوچ فرما کر مقام احد میں جس وقت پہنچے' وہاں سے عبداللہ ابن ابی بن سلول منافق تین اور منافقوں کو اپنے ہمراہ لے کر الٹا چلا گیا اور کہہ گیا کہ میں نے ان کی اطاعت سب طرح سے کی۔ مگر میری انہوں نے جب نہ سنی تو اب ہم نہیں جاتے۔ اس کے جانے سے جو شخص منافق تھا' وہ بھی اس کا پیرو ہو گیا۔ پیغمبر خداؐ ایک احد کی گھاٹی میں جا کر اترے۔ حضرت کی پشت احد کی طرف تھی۔ یہ لڑائی ہفتہ کے دن ساتویں تاریخ ماہ شوال کو ہوئی تھی۔ حضرت کے ہمراہ سات سو آدمی تھے جن میں ایک سو آدمی زرہ پوش اور باقی بے زرہ مگر سب کے سب پا پیادہ تھے۔ کسی کے پاس سوائے دو شخصوں کے گھوڑا نہ تھا۔ ایک رسول اللہؐ کے پاس تھا اور ایک ابی بردہ کے پاس تھا۔ اور مصعب ابن عمیر جو عبدالدار کی اولاد میں تھا۔ اس روز علم بردار تھا اور مشرکین کے میمنہ پر خالد بن ولید تھا۔ میسرہ پر عکرمہ بن ابو جہل تھا اور علم بردار ان کے عبدالدار کی

Presented by Ziaraat.Com

اولاد کے آدمی تھے۔ حضرتؐ نے پچاس آدمی تیر انداز اپنے پیچھے کی صف میں کھڑے کر دیئے تھے۔ جس وقت جانبین کا مقابلہ ہوا' اس وقت مسماۃ ہندہ بنت عتبہ زوجہ ابو سفیان کے مع اور عورتوں کے جو مشرکین کے پیچھے کھڑی ہوئی دف بجا رہی تھیں' یہ صدا کہتی تھیں' افسوس ہے تم پر اے اولاد عبدالدار کی اور افسوس ہے تم پر اے بہادرو مارے گئے تم ایک ظالم کے ہاتھ سے اور حضرت حمزہ یعنی چچا پیغمبر خداؐ کے اس لڑائی میں خوب لڑے۔ داد جوانمردی دے کر مسمی ارطاۃ علم بردار مشرکین کو قتل کیا۔ اسی اثناء میں سباغ بن عبدالعزیٰ بیٹا مسماۃ حتانہ کا جو مکہ میں تھے' حضرت حمزہ کے سامنے آیا۔ آپ نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا۔ کہ آ حرام زادہ! یہ کہتے ہی ایک ہاتھ تلوار آبدار کا اس کے سر پر چھوڑا۔ وہ وار خالی گیا۔ پھر دوسری دفعہ وار کیا۔ چاہتے تھے کہ دفعتاً" حالت بے خبری میں مسمی وحشی عبد جبیر بن مطعم نے جو رہنے والا حبش کا تھا' ایک ہاتھ حربہ کا حضرت حمزہ کے مارا وہ شہید ہوئے اور ابن تمیتہ اللیش نے مصعب بن عمیر علم بردار مسلماناں کو شہید کیا۔ مگر وہ شخص یہ جانتا تھا کہ میں نے رسول مقبولؐ کو شہید کیا۔ بعد شہید ہونے مصعب ابن عمیر کے پیغمبرؐ نے وہ علم حضرت علیؑ کو سپرد کیا۔ حضرت علیؑ نے علم اٹھا لیا۔

وہ مردمان تیر انداز جن کو رسول مقبول صلعم نے ایک مقام معین پر پیچھے مقرر کیا تھا' بہ سبب دامن گیر ہونے طمع لوٹ کے جس مقام سے حضرت نے نہ ٹلنے کو فرمایا تھا' اس کو چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ خالد بن ولید نے جو ایک سوار مشرکین سے تھا' یہ شور و غوغا برپا کر دیا کہ محمدؐ مقتول ہوئے۔ یہ سنتے ہی تمام مسلمان جو صف بستہ کھڑے تھے تتر بتر ہو گئے۔ بلکہ قریب بھاگنے کے ہو گئے تھے۔ اس روز مسلمانوں پر صدمہ عظیم برپا ہوا تھا۔ کیونکہ ستر مسلمان شہید ہوئے۔ اور مشرک کل بائیس مارے اور بھاگڑ ایسی مچی کہ رسول اللہؐ تک نوبت بھاگنے کی آ گئی۔ اس اثناء میں پتھر کفار کی طرف سے رسول اللہؐ کے ایسا زور سے لگا کہ اگلی نچلی دانت کی ٹوٹ گئی۔ اور ہونٹ پھٹ گیا۔ یہ پتھر عتبہ ابن ابی وقاص بھائی سعد بن ابی وقاص نے مارا تھا۔ حضرت نے یہ فرمایا کہ یہ گمراہ کس طرح

Presented by Ziaraat.Com

نجات پائیں گے۔ جنہوں نے اپنی نبی کا یہ حال کیا ہو کہ اس کا منہ خون سے رنگ دیا۔ حالانکہ وہ سوائے اس کے ان کو ہدایت طرف خدا کے کرے اور کچھ نہیں کہتا۔ فوراً ایک آیت بایں مضمون نازل ہوئی کہ اے محمد تم کو بجز راہ راست دکھانے یا جہاد کرنے اور کچھ حکم نہیں ہے۔ کیونکہ وہ لوگ ظالم ہیں۔ حضرتؐ جو ہر مبارک پر خود پہنے ہوئے تھے' اس کے دونوں حلقے بہ سبب صدمہ چوٹ پتھر کے حضرتؐ کے منہ میں گھس گئے تھے۔ اس وقت ابو عبیدہ بن جراح نے ایک حلقہ رسول اللہؐ کے منہ سے جب کھینچا تو وہ ایک کچلی گر پڑی جب دوسرا کھینچا دوسری کچلی گر پڑی تو گویا ابو عبیدہ نے دونوں کچلی حضرت کی گرائیں۔ ابو سعید خدری جو حاضر تھے' انہوں نے حضرت کے دانتوں شہید کا جلدی سے خون چوس لیا۔ اور دانتوں کو نگل گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ جس شخص کے خون میں میرا خون پیوستہ ہوا وہ ہرگز آگ دوزخ نہ دیکھے گا۔ روایت کی گئی کہ حضرت طلحہؑ کا ہاتھ اسی لڑائی میں شہید ہوا۔ وہ حضرت کے سامنے سے مشرکین کی مدافعت کرتے تھے۔ اس روز حضرت دو زرہ پہنے ہوئے تھے۔ اس مدافعت کے باعث ان کا ہاتھ بھی کٹ گیا۔ اور جب ہندہ اور اس کی ہمراہی عورتوں نے مسلمانوں کو مردہ پایا اس وقت ہر ایک کے کان اور ناک کاٹ کر ان کے گلوں کے ہار لئے۔ بلکہ مسماۃ ہندہ نے یہ حرکت بد کی کہ حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چیر کر دانتوں سے کچا ہی چبا کر کھا گئی۔ حضرت حمزہؓ کو ابو سفیان یعنی اس عورت ہندہ مذکور کے خاوند نے ایک نیزہ کی انی ان کی پٹیوں میں گھسیڑ کر شہید کیا۔ بعد ان کے شہید ہونے کے پہاڑ پر کھڑا ہو کر غل مچا کر کہا کہ آج کا دن بدر کا ہے اور لڑائی ہے۔ آاے لڑائی ظاہر کر اپنا دین و مذہب۔ یہ کہہ کر ابو سفیان نے مع اپنے ہمراہیوں کے مراجعت کی اور یہ حضرت سے کہلا بھیجا کہ سال آئندہ میں لڑائی ہو گی۔ حضرت نے بھی قبول فرمایا۔ جب مشرکین مکہ میں چلے گئے۔ اس وقت حضرت نے حضرت حمزہؓ کی تلاش کی۔ ان کی لاش پائی۔ کان اور ناک کٹا ہوا تھا۔ اور کلیجہ پھٹا ہوا پڑا تھا۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ قوم قریش پر مجھ کو فتح دے گا' تو تیس آدمی اسی طرح قتل کر کے دکھلا دوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ بعد ازاں حضرت نے فرمایا کہ جبرئیل

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

میرے پاس آیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ حمزہؓ کا نام سات آسمانوں میں یہ لکھا گیا ہے کہ حمزہ بن عبدالمطلب اسد اللہ و اسد رسول اللہ یعنی حمزہؓ بیٹا عبدالمطلب کا شیر ہے خدا و رسول کا۔ بعد ازاں حضرتؐ نے اپنی چادر اس کے جنازہ پر ڈال کر حضرت نے سات تکبیریں فرما کر نماز ان کے جنازہ کی پڑھی۔ پھر اور مقتولین کی لاشیں لوگ اٹھا کر لائے اور حضرت ان پر مع حمزہؓ کے جنازہ کے نماز پڑھتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ بہتر نمازیں حضرتؐ نے حمزہؓ کے جنازہ پر ہمراہ اور شہیدوں کے پڑھیں۔ امام ابو حنیفہ اس جا شہید کے جنازہ پر نماز پڑھنے کی دلیل لاتے ہیں۔ مگر امام شافعی اس کو نہیں مانتے۔ بعد ازاں بموجب حکم پیغمبر خداؐ کے حضرت حمزہؓ مدفون ہوئے۔ لوگوں نے اپنے مردوں کی لاشیں مدینہ میں لا کر دفن کیں مگر حضرتؐ نے فرمایا کہ جتنا جلد ہو سکا کرے اتنا ہی جلد مردے کو دفن کیا کرو۔ اس کے دفن کرنے میں تاخیر نہ کیا کرو۔

غزوۂ رجیع

واضح ہو کہ صفر کے مہینے ۴ھ میں پیغمبر خداؐ کے پاس ایک گروہ قبیلہ اعضل اور القارہ سے آئے تھے۔ انہوں نے یہ عرض کیا کہ یا حضرت کوئی شخص دیندار جو مسائل اسلام سے خوب واقف ہو' ہمارے ساتھ واسطے ہدایت ہماری قوم کے روانہ فرمایئے۔ حضرتؐ نے ان چھ آدمیوں مفصل ذیل کو ان کے ہمراہ کر دیا وہ یہ ہیں: ثابت بن الافلح' خبیب بن عدی' مرثد ابن مرثد الغنوی' خالد بن بکیر اللیثی' زید بن الدثنہ اور عبداللہ ابن الطارق۔ گران پر مرثد ابن مرثد کو سردار مقرر کرکے حضرتؐ نے ان کے ہمراہ روانہ کیا تھا۔ یہ لوگ جب مقام رجیع پر پہنچے (رجیع نام ایک چشمہ ہذیل کا ہے جو چودہ میل عسفان سے واقع ہے) وہاں کفار نے ان سے بد سلوکی اور فریب کیا۔ چھ اصحاب ہی لڑے۔ تین شہید ہوئے اور تین شخص یعنی زید بن الدثنہ اور خبیب اور عبداللہ بن الطارق مقید ہوئے۔ ان کو گرفتار کرکے مکہ کی طرف وہ لوگ روانہ ہوئے لیکن عبداللہ بن الطارق بھی ان

سے راہ میں لڑا چنانچہ مقام الحجارہ میں وہ بھی شہید ہوئے باقی دو صحابہ مقید ان کی قید میں وارد مکہ ہوئے۔ کفار مذکور نے وہاں لا کر ان دونوں شخصوں کو قریش کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ قریش نے ان دونوں کو بھی قتل کیا۔ وہ بیچارے بھی شہید ہوئے۔

غزوۂ بیر معونہ

پوشیدہ نہ رہے کہ ماہ صفر ۴ھ میں ابو عامر بن مالک بن جعفر نیزہ باز نے پیغمبر خداؐ کی خدمت میں بحالت نفاق حاضر ہو کر یہ عرض کی کہ چند صحابہ کو میرے ہمراہ نجد میں روانہ فرمایئے تاکہ یہ لوگ وحدانیت اور راہ خدا ان لوگوں کو تعلیم کریں کیونکہ یقین کامل ہے کہ بروقت ان لوگوں کے وہاں جانے کے سب آپ پر ایمان لے آئیں۔ حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ صحابہ کو وہاں بھیجنے میں مجھ کو یہ خوف ہے کہ وہ لوگ چونکہ کٹر کافر ہیں ایسا نہ ہو کہ ان مسلمانوں کو شہید کریں۔ ابو براء نے عرض کی کہ میں بھی ان کی حمایت اور حفاظت کروں گا۔ آپ یہ خیال نہ فرمائیں۔ اس لئے پیغمبر خداؐ نے منذر بن عمر انصاری کے ساتھ چالیس مسلمان منتخب کرکے روانہ فرمایا۔ ان صحابہ میں عامر بن فہیرہ غلام حضرت ابوبکر بھی تھا۔ جب یہ صحابہ بیر معونہ پر جو چار منزل مدینہ سے ایک منزل ہے جا کر اترے۔ وہاں سے نامہ رسول مقبولؐ کا عامر بن طفیل کافر کے پاس بھیجا۔ اس مردود نے قاصد کو مار ڈالا اور بہت جمعیت اپنے ہمراہ لے کر رسول اللہ کے صحابہ پر چڑھائی کی۔ جب جانبین کا مقابلہ ہوا لڑائی ہونے لگی۔ سب صحابہ شہید ہوئے۔ مگر ایک یعنی کعب ابن زید نیم جاں ہو کر مردوں میں گر پڑا تھا' وہ جان بچانے کے واسطے لاشوں میں مردوں کے چھپ گیا تھا' وہ بچ کر آیا۔ اور رسول مقبولؐ کی خدمت میں تا جنگ خندق حاضر رہا۔ بروز خندق وہ شہید ہوا کہ عمرو بن امیہ الضمیری جو کہ ایک انصاری' انصار رسول اللہ میں سے تھا' چراگاہ جنگل میں پھر رہا تھا' اس نے دور سے دیکھا کہ جس جا مسلمانوں کا لشکر اترا ہوا تھا' وہاں گدھ وغیرہ جانور اڑ رہے ہیں' وہ بھاگا ہوا گیا' سب کو مقتول پایا۔ اس لئے اس نے بھی کفار سے لڑ کر

Presented by Ziaraat.Com

شہادت پائی۔ اور ایک ابن عمر ابن امیتہ کفار کی قید میں گرفتار ہوا تھا' مگر اس کو عامر بن طفیل نے بہ سبب اس کے کہ وہ قبیلہ مضر سے تھا' رہائی دی۔ اس نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر سب ماجرا بیان کیا۔ حضرت کو بہت رنج و الم و غم اس واردات کے سننے سے ہوا۔

سریہ بنی نضیر

واضح ہو کہ ماہ ربیع الاول ۴ھ میں پیغمبر خداؐ نے ان یہودیوں کا محاصرہ کیا تھا۔ اسی محاصرہ میں شراب کے حرام ہونے کی آیت نازل ہوئی تھی۔ بعد گزرنے چھ روز محاصرہ کے کفار محصورین نے عرض کی کہ ہم لوگوں کو امن دیجئے۔ ہم سب مال اور اسباب اپنے چھوڑ جاتے ہیں۔ فقط ہتھیار اونٹوں پر لاد کر چلے جاتے ہیں۔ حضرتؐ نے منظور فرمایا۔ چنانچہ مزامیر گاتے بجاتے وہ لوگ اپنی شجاعت اور بہادری جتاتے ہوئے نکل گئے۔ وہ موضع جس میں رہتے تھے' خالی کر دیا۔ حضرتؐ نے سب مال ان کا لے کر مہاجرین پر تقسیم کیا۔ انصار کو کچھ نہ دیا۔ مگر سہل ابن حنیفہ اور ابو دجانہ کو اس واسطے کچھ دیا تھا کہ انہوں نے اپنا فقر اور محتاج ہونا جتلایا تھا۔ ان بنی نضیر کے کچھ لوگ شام کو چلے گئے اور کچھ خیبر میں جا بسے۔

سریہ ذات الرقاع

واضح ہو کہ ماہ جمادی الاول ۴ھ میں ایک گروہ قوم غطفان ذات الرقاع سے حضرت کا مقابلہ ہوا تھا۔ ذات الرقاع اس واسطے کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے نیزوں پر جھنڈی اور پیوند پرانے لپٹے ہوئے تھے۔ جب ان لوگوں نے حضرت کے سامنے جرات لڑائی نہ پا کر جنگ موقوف کی اس لڑائی میں ایک شخص نے جو قبیلہ غطفان سے تھا' اپنی قوم سے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں محمدؐ کو بے شک شہید کروں گا۔ چنانچہ وہ حضرت کی خدمت میں آیا وسے آتے ہی حضرت سے اس نے کہا کہ یا

Presented by Ziaraat.Com

حضرت اپنی تلوار مجھے دیجئے تاکہ میں دیکھوں کہ کیسی ہے۔ اس تلوار کا قبضہ چاندی کا تھا۔ حضرتؐ نے فوراً تلوار اس کے ہاتھ میں دی۔ اس نے کھینچ کر تیغ کی اور ہلانے لگا چاہتا تھا کہ رسول مقبولؐ پر ایک سخت وار کرے۔ لیکن خدا نے اس کو جرات نہ دی اور مطلق ہاتھ نہ اٹھا سکا۔ مگر یہ اس نے کہا کہ یا حضرت آپ مجھ سے کیوں ڈرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں تو مطلق نہیں ڈرتا یہ کہہ کر تلوار پھیر دی۔ اس وقت ایک آیت نازل ہوئی جس کا یہ ترجمہ ہے کہ اے مسلمانو! یاد کرو اللہ کی نعمت اور حمایت جو تم پر ہے۔ دیکھو جس وقت ایک قوم نے وقت چالاکی کا تم پر قصد کیا خدا تعالیٰ نے اس کو روک دیا وہ تم سے دست درازی نہ کر سکے۔

بدر ثانی

واضح ہو کہ ماہ شعبان ۴ھ میں حسب وعدہ ابو سفیان کے حضرت تشریف فرما طرف بدر کے واسطے مقابلہ کفار کے ہوئے تھے۔ اور ابو سفیان بھی مکہ سے کوچ کر کے چلا مگر راہ ہی میں سے مراجعت کر گیا۔ جب ابو سفیان نہ آیا حضرت اس کی انتظار دیکھ کر مدینہ کی طرف مراجعت کر گئے۔ اسی سال میں حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔

غزوۂ خندق

اس جنگ کو غزوۃ الاحزاب بھی کہتے ہیں۔ یہ لڑائی درمیان ماہ شوال ۵ھ کے ہوئی تھی۔ حال یہ ہے کہ رسول خداؐ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ تمام قبائل واسطے لڑائی کے مجتمع ہوئے ہیں۔ اس لئے بعد مشورت رائے سلمان فارسی کی یہ تجویز ہوئی کہ ایک خندق گرد گرد مدینہ کے کھودی جائے۔ اس خندق کے کھودنے میں پیغمبر خداؐ سے کئی معجزے ظاہر ہوئے تھے۔ ازاں ایک یہ روایت کی گئی ہے جابر

Presented by Ziaraat.Com

سے وہ یہ کہتا ہے کہ خندق کھودنے میں ایک پتھر بہت سخت نکل آیا تھا وہ ہرگز نہ ٹوٹتا تھا۔ حضرتؑ نے پانی منگوا کر اس میں تھوک کر حکم دیا اس پتھر پر چھڑک دو۔ جب وہ پانی اس پتھر پر چھڑکا گیا' فوراً ریزہ ریزہ ہو گیا اور ایک یہ معجزہ ہوا کہ بشیر بن سعد انصاری کے بیٹی یعنی ہمشیرہ نعمان بن بشیر کی اپنی ماں کے پاس سے کھجوریں واسطے اپنے باپ بشیر اور ماموں عبداللہ بن رواحہ کے لائی تھی۔ جب وہ حضرت کے مقابل میں گزری' آپ نے اس سے پوچھا کہ اے لڑکی یہ کیا لائی؟ اس نے حضرتؑ کے ہاتھ میں وہ کھجوریں ڈال دیں۔ راوی کہتا ہے کہ وہ کھجوریں اتنی تھیں کہ حضرتؑ نے دونوں ہاتھ میں لی تھیں مگر ایک ہاتھ بھی پر نہ ہوا۔ حضرتؑ نے فوراً ایک چادر منگوا کر وہ کھجوریں اس پر پھیلا دیں اور حکم دیا کہ جتنے آدمی خندق کھود رہے ہیں' ان سب کو بلوا لو اور کہہ دو کہ کھانا تیار ہے۔ سب چلے آؤ۔ چنانچہ سب آ کر کھانے لگے۔ وہ کھجوریں غیب سے بڑھتی ہوئی یہاں تک بڑھیں کہ جتنے آدمی خندق کھودتے تھے سب کھا کر سیر ہو گئے اور اتنی ہی باقی رہ گئیں۔ دوسرا معجزہ یہ ہوا۔ روایت جابر سے وہ کہتا ہے کہ میں نے ایک روز اپنی بیوی سے کہا کہ ایک بکری کا بچہ شب کو بھون کر تیار رکھنا اور چند روٹیاں جو کی پکا رکھنا' حضرتؑ کی دعوت کروں گا۔ بوقت مراجعت خندق سے میں نے حضرت سے کہا کہ یا حضرتؑ ایک بچہ بکری کا اور روٹیاں جو کی آپ کے واسطے بندہ نے تیار کروائی ہیں۔ آپ ان کو تناول فرمایئے۔ ان ایام میں تمام دن خندق کھودا کرتے۔ شام کو اپنے اپنے گھر ہم چلے آیا کرتے تھے۔ حضرتؑ نے ایک آدمی سے یہ فرمایا' تو پکار کر سب لوگوں سے کہہ دے کہ ہمراہ رسول اللہؐ کے جابر کے گھر کھانا کھانے چلو۔ اس نے فوراً تمام صحابہ میں منادی کر دی۔ جابر کہتا ہے کہ جس وقت تمام صحابہ جمع ہوئے میں کلمہ انا للہ و انا الیہ راجعون کا زبان پر لایا اور مجھ کو بہت غم ہوا۔ کیونکہ میں نے تو فقط حضرتؑ کی دعوت کی تھی۔ حضرتؑ نے تمام صحابہ کو حکم دیا کہ جتنے خندق کھودنے والے ہیں سب چلیں۔ میں بھی یہ سمجھ کر رسولؐ کی بات کو رد کرنا اچھا نہیں ہوتا' چپ ہو رہا۔ جب حضرت مع جمیع اصحاب کے رونق افروز میرے گھر ہوئے میں نے جلدی سے وہ روٹیاں اور گوشت

Presented by Ziaraat.Com

بکری کے بچہ کا حضرتؐ کے سامنے لا رکھا۔ حضرتؐ نے بسم اللہ پڑھ کر برکت دی اور اس میں تناول فرمایا۔ پھر تمام صحابہ کھانے لگے۔ اس وقت یہ حالت تھی کہ ایک قوم کے آدمی جب کھا چکتے کھڑے ہو جاتے تھے۔ دوسرے قبیلہ کے لوگ کھانے بیٹھتے تھے۔ تمام خندق کے جتنے آدمی کھودنے میں شریک تھے' سب کھا کر سیر ہو گئے اور سلمان فارسی یہ بیان کرتا ہے کہ خندق کھودنے میں بھی حضرت کے قریب کھود رہا تھا۔ (سلمان فارسی اس لڑائی میں اول ہی حضرت کے ہمراہ شریک ہوا ہے) پہلے اس سے کسی لڑائی میں ہمراہ نہ تھا۔ کھودتے کھودتے زمین میں ایک ایسا پتھر نکل آیا کہ وہ پتھر کھد نہ سکا۔ حضرتؐ نے میرے ہاتھ سے کدال لے کر ایک ضرب اس پتھر پر ماری۔ ایک چکارا روشنی کا اس پتھر میں سے نکلا' پھر دوسری ضرب ماری اس وقت بھی آگ جھڑی۔ پھر تیسری ضرب میں بھی روشنی پتھر میں سے نکلی۔ سلیمان فارسی کہتا ہے کہ میں نے حضرت سے کہا کہ قربان جاؤں' یہ کیا چمکتا ہے؟ حضرت نے فرمایا اے سلمان دیکھا تو نے۔ میں نے عرض کی کہ یا حضرت دیکھا۔ آپ نے ارشاد کیا کہ اول چکارا جو تھا' اس کے یہ معنی تھے کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو ملک یمن دیا۔ اور دوسرے کے یہ معنی ہیں کہ ملک شام اور مغرب میں فتح کروں گا۔ تیسرا چکارہ جو تھا اس سے یہ مراد تھی کہ مشرق فتح ہو گا۔

جب پیغمبر خداؐ خندق تیار کر چکے مشرکین قریش نے دس ہزار آدمی اپنی قوم اور قبیلہ کنانہ سے اور قبیلہ غطفان سے اور اہل نجد سے جو ان کے ساتھ ہوا لے کر چڑھائی کی۔ بنو قریظہ بھی کفار کے ساتھ تھے ان کا سردار کعب بن اسد تھا۔ ان ہی لوگوں نے رسول اللہؐ سے عہد کیا تھا۔ اصحاب رسول اللہؐ کے اسی عہد پر تھے مگر وہی لوگ پھر گئے تھے۔ اور کفار کے ہمراہ ہو گئے تھے۔ اس عہد کے ٹوٹ جانے سے نفاق بہت پیدا ہو گیا تھا۔ چنانچہ معتب ابن قشیر نے کہا کہ محمدؐ ہم سے وعدہ کرتا ہے کہ کسریٰ اور قیصر روم کے ہم خزانے کھائیں گے۔ یہ امر محال ہے کہ عقل میں نہیں آتا۔ کچھ اوپر بیس روز تک مشرکین نے تیر برسائے۔ سوائے تیر باری کوئی لڑائی نہ ہوئی۔ مگر بعد عرصہ مذکور کے مقابلہ ہونا شروع ہوا۔ جانب کفار سے عمرو بن عبدود جو کہ اولاد لوی ابن غالب سے تھا' مقابلہ کو آیا۔ اس کے

Presented by Ziaraat.Com

مقابل حضرت علیؑ ہوئے۔ عمرو نے دیکھتے ہی حضرت علیؑ کو کہا کہ اے بھتیجے خدا کی قسم مجھ کو یہ منظور نہیں کہ تجھ کو قتل کروں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ خدا کی قسم مجھ کو بدل منظور ہے کہ تجھ کو قتل کروں۔ یہ الفاظ سن کر اس کو بھی غیرت آئی۔ اول اترتے ہی اس نے اپنے گھوڑے کے پیر کاٹے پھر حضرت علیؑ پر حملہ کیا۔ حضرت علیؑ نے اس پر حملہ کیا۔ دونوں کی ایسی جنگ ہوئی کہ سوائے غبار کے کچھ دکھلائی نہ دیتا تھا کہ کوئی غالب ہو رہا ہے اور کون مغلوب۔ مگر جب آواز ایک تکبیر کی آئی مسلمانوں نے یقین کیا کہ حضرت علیؑ نے اس کافر کو پچھاڑا۔ بعد کم ہونے غبار کے دیکھا تو حضرت علیؑ عمرو مذکور کے سینے پر چڑھے ہوئے اس کا سر کٹ رہے ہیں۔ بعد اس مقابلہ کے ایک ہوا چلی تھی۔ جس کی خبر خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دی ہے۔ (یاد کرو اے مسلمانو! نعمت اپنے رب کی جب چڑھ آئے کفار تمہارے مقابلہ' کو بھیجے اللہ نے لشکر فرشتوں کے اور چلائی باد صبا' یہ لڑائی موسم سرما میں ہوئی تھی۔ آخرش ابو سفیان قریش کو لے کر کوچ کر گیا۔ قوم غطفان بھی یہ حال سن کر ابو سفیان چلا گیا' اپنے شہروں کو مراجعت کر گئے۔

بنی قریظہ

جس روز لڑائی مذکور سے رسول اللہؐ فراغت پا کر مدینہ منورہ کو مراجعت کر کے تشریف لے گئے' مسلمان اپنے اپنے ہتھیار کھول کر بیٹھے۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت آیا۔ اسی وقت حضرت جبرئیل پیغمبر خداؐ کے پاس آئے۔ عرض کی کہ یا رسول اللہؐ خدا تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا بنی قریظہ سے جا کر لڑو۔ حضرت نے فوراً ایک شخص کو حکم دیا کہ سب مسلمانوں کو یہ حکم سنا دو کہ جب تک بنی قریظہ کے پاس نہ جا لیں' نماز عصر نہ پڑھیں یعنی تعمیل خدا کی جلد کرنی چاہئے اور حضرت علیؑ کو علم مرحمت فرما کر اول روانہ کر دیا۔ آپ ایک کنویں پر جو بنی قریظہ کا تھا' جا اترے۔ پیچھے سے سب مسلمان آ جمع ہوئے مگر ایک گروہ مسلمانوں کا بہت دیر کر کے بوقت شام آیا۔ ان کی نماز عصر بھی قضا ہو گئی تھی۔ بہ سبب اس کے حکم

Presented by Ziaraat.Com

جو رسول مقبولؐ نے کیا تھا' آپ نے ان کو کچھ ملامت نہ کی۔ اس قوم کا پیغمبر خداؐ پچیس روز تک محاصرہ کئے رہے۔ آخر کار ان لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ نے رعب ڈال دیا۔ آپ سے آپ باہر نکل آئے۔ یہ قبیلہ اوس کا دوست تھا۔ ان دونوں قبیلوں میں عقد محبت چونکہ بہت تھا' اس لئے اس قبیلہ کے لوگوں نے رسول اللہؐ سے درخواست کی کہ یا حضرت جس طرح سے آپ نے بنی قینقاع کی بہ سبب قبیلہ الخزرج کے جان بخشی فرمائی تھی' اسی طرح سے اس قبیلہ کو ہمارے کہنے کے مخلصی دیجئے۔ حال یہ ہے کہ رسول اللہ نے بنی قینقاع کو بہ سبب سفارش عبداللہ ابن ابی سلول منافق نجات دی تھی۔ اس لئے بھی انہوں نے یہی درخواست کی۔ پیغمبر خدا نے ارشاد کیا کہ اگر تمہاری مرضی ہو تو سعد ابن معاذ کو حکم بنا دیں جو وہ کہے اس کی تعمیل تم بھی کرو ہم بھی کریں۔ یہ شخص چونکہ اوس قبیلہ کا سردار تھا' اور اوس قبیلہ کے آدمی اس قبیلہ سے بہت محبت رکھتے تھے' فوراً اس نے منظور کیا۔ کیونکہ وہ یہ جانتے تھے کہ سعد ابن معاذ ہماری مخلصی کے باب میں سعی کرے گا۔ حکم ہوا سعد ابن معاذ کو بلاؤ۔ اس شخص کی رگ ہفت اندام میں ایک گہرا زخم بروز جنگ خندق آیا تھا۔ اس لئے وہ پیدل نہ آ سکا۔ وہ لوگ دوڑ کر ایک گدھی پر تکیہ لگا کر سہارے سے اس کو بٹھلا کر رسول اللہؐ کی خدمت میں لائے۔ مگر ساری راہ یہ کہتے آئے کہ اے سعد ہمارے حق میں بہتری کیجیو۔ اور جہاں تک ہو سکے ہماری مخلصی کے لئے سعی کرنا۔ جب سعد مذکور حاضر دربار نبوت شعار میں ہوا۔ حضرتؐ نے تمام صحابہ کو ارشاد کیا کہ اس کی تعظیم کرو۔ مہاجرین نے یہ کہا کہ رسول اللہ نے انصار سے تعظیم دلوائی ہے اور انصار یہ کہتے تھے کہ حکم عام ہوا ہے۔ ہماری کچھ خصوصیت نہیں غرضیکہ سب تعظیم کو کھڑے ہوئے۔ سعد کی کنیت ابو عمر تھی۔ اوس قبیلہ کے آدمیوں نے کہا کہ اے ابا عمر! رسول اللہؐ نے آپ کو ہمارے اوپر حکم اور منصف مقرر کیا ہے۔ آپ ہمارے واسطے جو حکم دیں وہ ظہور میں آئے۔ سعد نے کہا کہ میں یہ حکم دیتا ہوں کہ مردوں کو مار ڈالو اور عورتیں اور لونڈیاں ان کی گرفتار کرو اور ان کا مال سب آپس میں بانٹ لو۔ پیغمبر خداؐ نے ارشاد کیا کہ اے سعد تو نے اس وقت وہ

Presented by Ziaraat.Com

فیصلہ کیا کہ جو خدا تعالی نے سات آسمانوں پر سے حکم دیا ہے۔ حضرت نے وہاں سے عزم نہضت فرما کر مدینہ کا ارادہ کیا اور انصار نے ان لوگوں سے پہلے خندق کھدوائی۔ بعد ازاں سب کی گردنیں کاٹ کر خندق مذکور میں لاشیں ان کی ڈال کر مٹی اوپر سے ڈال دی۔ تخمیناً" یہ سات سو آدمی تھے جو مارے گئے۔ بعد ازاں رسول خدا ؐ نے جتنی عورتیں اور لونڈیاں بنی قریظہ کی گرفتار آئی تھیں، اور جتنا مال غنیمت وہاں سے آیا سب میں سے پانچواں حصہ (خمس) نکال کر باقی صحابہ کو تقسیم کر دیا۔ اور اپنے واسطے ایک عورت مسماۃ ریحانہ بیٹی عمرو کو اپنے لئے منتخب فرمایا۔ یہ عورت تا وفات پیغمبر خدا ؐ کے ان کے ملک میں رہی۔ بعد مقتول ہونے بنی قریظہ کے سعد ابن معاذ یعنی حکم مذکور کا بھی زخم پھٹ گیا۔ وہ بھی راہی دار البقا ہوئے۔ واضح ہو کہ جنگ خندق میں چھ مسلمان شہید ہوئے تھے۔ ازاں جملہ ایک سعد ابن معاذ مذکور ہے کیونکہ یہ زخم اس کے جنگ خندق میں آیا تھا۔ مگر اس نے جناب باری سے یہ دعا کی تھی کہ اے خداوند جب تک کہ بنی قریظہ کی لڑائی سے فراغت نہ پا لوں، میں نہ مروں۔ چنانچہ وہ دعا قبول ہوئی۔ اسی وقت اس کا زخم بھر گیا۔ جب بنی قریظہ مارے گئے اس وقت موافق اس کی استدعا کے پھر زخم پھٹ گیا اور وفات پائی۔ اس لڑائی بنی قریظہ میں کوئی مسلمان نہیں مرا۔ مگر ایک مسلمان شہید ہوا۔ یہ لڑائی بنی قریظہ کی ماہ ذیقعدہ ۵ھ میں ہوئی تھی اور تا شروع ۶ھ پیغمبر خدا ؐ نے وہیں تشریف رکھی۔

بنی لحیان

۶ھ میں رسول اللہؐ واسطے انتقام اہل رجیع کے بنی لحیان پر جہاد کرنے تشریف لے گئے۔ وہ لوگ بہ سبب خوف کے پہاڑ پر جا چڑھے اس لئے پیغمبر خدا ؐ نے نزول اجلال عسفان پر فرما کر مدینہ منورہ کو مراجعت فرمائی۔

ذی قرد

Presented by Ziaraat.Com

جب پیغمبر خدا مدینہ منورہ میں چند روز قیام فرما چکے۔ بعد ایک عرصہ کے یہ ہوا کہ عینیہ بن حصین الفرازی نے دودھ دیتی ہوئی اونٹنی رسول اللہؐ کی جنگل سے چرتی ہوئی پکڑ لی۔ اس لئے رسول اللہ نے روز چار شنبہ کو بارادہ جہاد کوچ کیا۔ چوتھی تاریخ ربیع الاول کو ذی قرد کے پاس پہنچے۔ لیکن وہ اونٹنی جب چھوڑ دی تب حضرت طرف مدینہ کے کوچ کر آئے۔ پانچ روز پیغمبر خدا مسافرت میں رہے۔ ذی قرد ایک گاؤں دو رات بسی کے فاصلہ پر مدینہ سے خیبر کی راہ میں واقع ہے۔

بنی مصطلق

واضح ہو کہ یہ لڑائی درمیان ماہ شعبان ۶ھ یا ۵ھ میں حسب اختلاف واقع ہوئی تھی۔ بنی مصطلق کا سپہ سالار جو مقابلہ میں آیا تھا' حارث بن ابی ضرار تھا۔ یہ لڑائی اوپر ایک چشمہ کے جس کو مریسیع کہتے ہیں' ہوئی تھی۔ بعد مقاتلہ اور مقابلہ کے بنی مصطلق نے شکست کھائی۔ کچھ مارے گئے اور کچھ مقید ہوئے اور مال ان کا سب مسلمانوں نے لوٹ لیا۔ مسماۃ جویریہ بیٹی اسی سپہ سالار حارث بن ابی ضرار کی ہے جو ثابت ابن قیس کے حصہ میں آئی تھی۔ اس نے رسول اللہ کو لکھ بھیجا تھا کہ آپ میری جان کے مالک ہیں۔ رسول اللہؐ نے اس سے نکاح کر لیا تھا۔ جب وہ عقد نکاح میں آگئی۔ اس وقت بنی مصطلق نے جو مقید تھے یہ کہا کہ ہم رسول اللہؐ کے رشتہ دار ہو گئے ہیں کیونکہ جویریہ ہماری بیٹی ہے اس نے حضرتؐ سے چونکہ نکاح کر لیا اس لئے اب وہ ہمارے داماد ہو گئے۔ پیغمبر خدا نے اس عورت کے خاندان میں سے سو آدمی آزاد کر دیئے۔ یہ عورت اپنی قوم کے واسطے بہت مبارک تھی۔ اسی لڑائی میں ایک انصاری نے ایک مسلمان مسمی ہشام کو جو اولاد لیث بن بکر سے تھا' بھولے سے کافر جان کر قتل کر ڈالا تھا۔ اس مقتول کا بھائی مقیس جو مشرک تھا' مکہ میں رہتا تھا۔ اس کو جب یہ خبر پہنچی کہ ایک انصار نے میرے بھائی کو قتل خطاء" مار ڈالا ہے وہ درپے انتقام ہو کر آیا۔ اور اس نے

Presented by Ziaraat.Com

بیان کیا کہ میں مسلمان ہوں' اپنے بھائی کا خون بہا لینے آیا ہوں۔ حضرت نے اس کو خون بہا دلوایا۔ جب اس نے روپیہ خوں بہا کا پا لیا چند ایام رسول اللہؐ کے پاس ٹھہر کر اس قاتل کو بھی مار کر مرتد ہو کر مکہ کو بھاگ گیا۔ اس حال میں اس نے چند شعر کہے ہیں۔ ازاں جملہ ایک شعر کا یہ ترجمہ ہے:

"آیا تھا میں مدینہ میں' دیکھی تو نے میری قوت اور شجاعت اور ہوں طرف بتوں کے جیسا کہ اول تھا۔"

یہ وہی شخص ہے جس کا خون بروز فتح مکہ حضرتؐ نے حلال فرمایا تھا۔ اور حکم دیا تھا کہ جو کوئی اس کو پائے مار ڈالے۔ اسی لڑائی میں ججاہ غفاری اور سنان الجہنی کی لڑائی ہوئی۔ ایک چشمہ پر ان دونوں کا مقابلہ ہوا۔ غفاری نے گروہ مہاجرین کو اپنی مدد کے واسطے پکارا اور جہنی نے انصار کو اپنی کمک کے واسطے آواز دی۔ عبداللہ بن ابی سلول منافق دیکھ کر خفا ہوا۔ چنانچہ اپنی قوم سے مخاطب ہو کر اس نے کہا کہ انہوں نے ہمارے شہروں میں آ کر لڑائی کی۔ اگر ہم مدینہ پر جا چڑھتے تو ہر ایک عزیز کو ذلیل کرتے اور خوب لڑتے۔ لیکن یہ بات تم نے آپ کی۔ کیونکہ پہلے تم نے ان کو اپنے شہروں میں اترنے دیا۔ بعد ازاں اپنے مال میں ان کو شریک کیا۔ جو تم اول روز سے رکے رہتے' ان سے گھل مل نہ جاتے تو وہ کبھی تمہارے مزاحم نہ ہوتے۔ اپنے وطنوں کو مراجعت کر جاتے۔ زید بن ارقم جو اس کے گروہ میں موجود تھا' اس نے یہ سب بیان رسول اللہؐ سے کیا۔ حضرت عمر بن الخطاب نے عرض کی کہ یا حضرت عبداللہ بن بشیر کو حکم دیجئے تاکہ وہ عبداللہ منافق کو قتل کر ڈالے۔ نبیؐ نے فرمایا کہ اے عمر! پھر لوگ کیا کہیں گے؟ اگر اس کو قتل کیا تو سب کفار یہ کہیں گے کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو بھی قتل کر ڈالا کرتے ہیں۔ یہ فرما کر حکم کوچ کا ہوا۔ بعد ازاں اسید ابن حصین سے جس وقت حضرت کی ملاقات ہوئی' آپ نے سب حال عبداللہ کا جو اس نے کفار سے کیا تھا' بیان کیا۔ اسید نے عرض کی کہ اس کو حضور نکال دیں۔ کیونکہ وہ شخص منافق ہے۔ رفتہ رفتہ یہ خبر اس کے بیٹے کو پہنچی' اس کا نام بھی عبداللہ تھا' وہ کامل مسلمان تھا۔ اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میں نے سنا ہے۔ کہ آپ میرے باپ کو

Presented by Ziaraat.Com

قتل کیا چاہتے ہو اگر حضورؐ مجھ کو ارشاد فرمائیں تو میں اس منافق کا سر کاٹ کر حضورؐ کی خدمت میں بھیج دوں۔ پیغمبر خداؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہرگز نہیں۔ یہ بات نہ کرنا تو اس سے بہجت اور موت سے پیش آ۔ اور اس پر سختی نہ کرنا۔

قصہ افک

جب پیغمبر خداؐ اس لڑائی سے پھر کر آئے تا ہنوز راہ ہی میں تھے کہ مسطح ابن اثاثہ ابن عباد بن المطلب پھوپھی زادہ ابوبکر کے بھائی نے اور حسان ابن ثابت انصار عبداللہ ابن ابی سلول خزرجی منافق نے اور ام حسنہ بنت جحش نے یہ طوفان بندی کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صفوان ابن معطل سے جو کہ اس لڑائی میں بھیڑ کا سردار تھا' زنا کروایا ہے۔ جب حضرت عائشہ کی برات اور پاک ہونے کی آیت نازل ہوئی اس وقت حضرتؐ نے ہر ایک شخص کی جنہوں نے بہتان بندی کی تھی' اسی (۸۰) اسی (۸۰) کوڑے لگوائے۔ مگر عبداللہ ابن ابی منافق کو چھوڑ دیا اور اس کو کوڑے نہیں مارے۔ روایت ہے کتاب اشراف مسعودی سے کہ آیت تیمم کی بھی اسی جنگ بنی مصطلق میں نازل ہوئی تھی۔

عمرۂ حدیبیہ

واضح ہو کہ ماہ ذیقعدہ ۷ھ میں بارادۂ عمرہ کے رسول اللہؐ نے مع مہاجرین اور انصار کے کہ قریب چودہ سو آدمی کے تھے' مدینہ سے کوچ فرمایا تھا۔ آپ کا ارادہ لڑائی کا مطلق نہ تھا۔ کیونکہ قربانی کے لئے جانور حضرتؐ نے روانہ کر دیئے تھے۔ اور احرام باندھ چکے تھے۔ جب مرار کی گھاٹی پر جو ایک جا اترنے کی مشہور بنام حدیبیہ ہے' نیچے مکہ کے پہنچے حضرت نے ارشاد کیا کہ اس جا اترو۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ یہاں پانی نہیں۔ لوگوں کو بہت تکلیف ہو گی۔ حضرتؐ نے ایک آدمی کو اپنی ترکش میں سے ایک تیر نکال کر دیا اور فرمایا کہ اسے کنویں کے

Presented by Ziaraat.Com

اوپر اس کو گاڑ دو۔ اس تیر کے گاڑتے ہی کنویں کے پانی نے ایسی جوش زنی کی کہ وہ کنواں لبریز ہو کر بہنے لگا۔ یہ ایک مشہور معجزہ رسول خداؐ کے معجزوں میں سے ہے۔ جس کو چودہ سو آدمی نے دیکھا۔ الغرض جبکہ وہاں قیام فرمایا۔ ایک ایلچی قریش کا عروہ بن مسعود ثقفی جو کہ اہل طائف کا سردار تھا' پاس رسول مقبولؐ کے بموجب ایما قریش کے حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہؐ قریشیوں نے ایک بار لڑائی کا بڑا بندوبست کیا ہے اور وہ لوگ آپ سے لڑنے کو بہت آمادہ ہو رہے ہیں۔ آپ مکہ میں تشریف نہ لے جایئے۔ راوی کہتا ہے کہ عروہ مذکور حضرتؐ کی ریش مبارک کو چھوتا جاتا تھا اور کلام کرتا تھا اور مغیرہ بن شعبہ جو ایک صحابی پیغمبر خدا تھے' وہ کھڑے ہو کر یہ کر رہے تھے کہ جب عروہ حضرتؐ کی ریش کے ہاتھ لگاتا تو وہ تسمہ اس کے ہاتھ پر کھینچ کر مارتے اور فرماتے کہ دور رکھ ہاتھ اپنا قبل متوجہ ہونے رسول مقبولؐ کے۔ کہ جب عروہ نے دیکھا کئی دفعہ وہ تسمہ مار چکا' خفا ہو کر کہنے لگا کہ تو کیا سخت اور بے لحاظ آدمی ہے کہ پیغمبر خداؐ یہ لفظ سن کر ہنس پڑے سوائے اس کے عروہ نے اور اصحاب کا حال دیکھ کر بہت تعجب کیا کیونکہ وہ لوگ پیغمبر خداؐ کی بہت تعظیم و تکریم اس رتبہ کی کر رہے تھے کہ کسی کو آج تک نہ ہوئی تھی اور نہ ہوئی ہو گی۔ ازاں جملہ ایک یہ ہے کہ جب آپ وضو کرتے تھے حضرت کے پیروں اور ہاتھوں اور وضو کے دھوون کا پانی یعنی آب وضو اصحاب لے لیتے اور جو تھوکتے تھے اٹھا لیتے تھے اور جو کوئی آپ کا بال جھڑ جاتا تھا بطور تبرک جلدی سے اصحاب لے لیتے تھے۔ یہ حال دیکھ کر عروہ قریش کے پاس آیا۔ سب حال بیان کیا اور کہا کہ قسم خدا کی میں نے کسریٰ اور قیصر کو اس رتبہ اور عزت میں نہیں پایا جو کہ آج کل رسول مقبولؐ کو حاصل ہے۔ پھر حضرتؐ نے عمر ابن الخطاب کو بلا کر ارشاد کیا کہ تم قریش کے پاس جا کر کہو کہ رسول اللہؐ تم سے لڑنے کو نہیں آئے۔ حضرت عمر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ قریش میرے دشمن جان ہیں۔ کیونکہ میں نے ان کے ہمراہ بہت تشدد اور سختی کی ہے۔ مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے۔ اس وقت حضرتؐ نے عثمان بن عفان کو پاس ابو سفیان اور شرفاء قریش کے روانہ فرمایا۔ اور یہ کہلا بھیجا کہ رسول مقبولؐ تم

Presented by Ziaraat.Com

سے لڑنے کو نہیں آئے۔ صرف بارادۂ حج کعبتہ اللہ کے تشریف لائے ہیں۔ قریش نے جواب دیا کہ اے عثمان اگر تیرا ارادہ طواف کرنے کا ہو تو بے شک طواف کر جا۔ حضرت عثمان نے فرمایا کہ میں بدوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کس طرح طواف کروں' یہ نہیں ہو سکتا۔ قریش نے خفا ہو کر حضرت عثمان کو گرفتار کر لیا اور حضرت کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان کو شہید کیا۔ اس وقت پیغمبر خدا نے ارشاد کیا کہ اب بدوں لڑائی اور قتل کفار کے ہم مراجعت نہیں کرنے کے یہ فرما کر حکم بیعت کا دیا۔

بیعت رضوان

واضح ہو کہ یہ بیعت رضوان ایک درخت کے نیچے اس بات پر ہوئی کہ تمام صحابہ نے یہ اقرار کیا کہ ہم اپنی جان دیں گے کفار کو ماریں گے اور خود مر جائیں گے۔ اس مقام سے ہرگز نہ ٹلیں گے۔ جابر نے کہا کہ ہم نے یہ بیعت صرف اس واسطے کی تھی کہ بھاگیں گے نہیں۔ بموجب ارشاد پیغمبر خدا کے سب لوگوں نے حضرت سے سوا جد بن قیس کے کہ وہ اپنی اونٹنی کے نیچے چھپ رہا تھا' سامنے نہیں ہوا تھا۔ بیعت مرنے پر کی۔ اس بیعت میں چونکہ حضرت عثمان حاضر نہ تھے' اس لئے حضرت نے اپنے ایک ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ فرض کرکے دوسرے اپنے ہاتھ پر مار کر ان کی طرف سے بھی بیعت کر لی تھی۔ جب صحابہ مرنے پر تیار ہو گئے اور اس وقت یہ خبر آئی کہ حضرت عثمان مقتول نہیں ہوئے۔ وہ زندہ ہیں قریش نے ان کو قید کر رکھا ہے۔

صلح حدیبیہ

واضح ہو کہ اسی اثناء میں سہیل ابن عمرو کو قریش نے واسطے صلح کے رسول اللہ کی خدمت میں بھیجا۔ اس نے جا کر حضرت سے در باب صلح ہو جانے کے

Presented by Ziaraat.Com

عرض کی۔ حضرت نے مان لی اور صلح ہو گئی۔ اس وقت حضرت عمر ابن الخطاب نے بہ سبب گرم جوشی اسلام کے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ یا تو آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں یا ہم لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ کس طرح۔ حضرت عمر نے عرض کی کہ آپ دین اسلام کی کیوں عزت کھوتے ہیں؟ ان لوگوں سے لڑنا ہی مناسب ہے۔ رسول اللہؐ نے ارشاد کیا کہ میں ایک بندہ خدا کا ہوں اور رسول اس کا ہوں۔ اس کے حکم ﷻ کے مخالف میں ہرگز نہیں کر سکتا۔ مگر اتنا میں جانتا ہوں کہ وہ مجھ کو تباہ اور ضائع نہ کرے گا۔ بعد ازاں حضرت علیؑ کو بلا کر ارشاد کیا کہ اے علیؑ ایک صلح نامہ تحریر کرو۔ اس طور پر کہ اول میں اس کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھو۔ سہیل نے کہا کہ ہم یہ نہیں جانتے۔ باسمک اللھم لکھو۔ جو قریش لکھتے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد کیا کہ باسمک اللھم لکھو۔ جب یہ لکھ چکے اس وقت یہ فرمایا، کہ اے علیؑ یہ لکھو کہ یہ صلح نامہ ہے جو رسول مقبول محمد رسول اللہؐ نے قریش سے کیا۔ سہیل نے کہا کہ اگر ہم آپ کو رسول جانتے تو آپ سے لڑتے کیوں۔ آپ فقط اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھئے اور رسول اللہ کا لفظ نہ لکھئے۔ اس وقت حضرت نے فرمایا کہ اے علیؑ اس طور پر لکھو کہ یہ صلح نامہ محمد ولد عبداللہ کا ہے جو سہیل ولد عمر کے ساتھ بایں طور کیا کہ لڑائی دس برس تک موقوف کی گئی۔ جو شخص محب محمدؐ اور رسولؐ کی محبت چاہے وہ داخل عہد محمدؐ کے ہو اور جو قریش کے ساتھ ہونا چاہے وہ ان کے ہمراہ رہے۔ بعد لکھنے کے مسلمانوں اور مشرکوں کی یعنی جانبین کی اس پر گواہی ہو گئی۔ پوشیدہ نہ رہے کہ اصحاب رسول اللہؐ یہ جانتے تھے کہ اب کے سال مکہ بالضرور فتح ہو گا کیونکہ رسول مقبولؐ نے ایک خواب ایسا دیکھا جس سے یہ امید تمام صحابہ کو تھی جبکہ انہوں نے اس کے خلاف دیکھا کہ صلح ہو گئی اور رسول اللہ نے مراجعت فرمائی۔ اس امر سے تمام صحابہ کو رنج عظیم لاحق ہوا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ اتنا غم تھا کہ قریب ہلاکت وہ لوگ ہو گئے تھے۔ الغرض بعد فراغت پانے اس جھگڑے قریش کے سے حضرت نے اپنا ذبیحہ قربان کیا اور سر منڈوایا۔ اس وقت اور لوگوں نے بھی اپنے سروں کو منڈوایا۔ اس روز حضرت نے ارشاد کیا کہ آج کے روز اللہ تعالیٰ نے

Presented by Ziaraat.Com

منڈانے والوں پر رحم کرے گا۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جو لوگ بال کتروائیں ان پر بھی اللہ رحم کرے گا یا نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سر منڈوانے والوں پر رحم کرے گا۔ پھر صحابہ نے وہی عرض کی آپ نے پھر وہی جواب دیا۔ تین دفعہ وہی فرمایا۔ چوتھی دفعہ ارشاد کیا کہ بال کتروانے والوں پر بھی رحم کرے گا۔ بعد ازاں حضرت نے طرف مدینہ منورہ کے مراجعت فرمائی۔ اور تا شروع ۷ھ مدینہ ہی میں قیام پذیر رہے۔

غزوۂ خیبر

واضح ہو کہ درمیان ماہ محرم ۷ھ کے پیغمبر خدا نے خیبریوں کا محاصرہ کیا۔ اور مال ان سب کا چھین لیا۔ اور مضبوط قلعہ جو ان کے رہنے کا تھا' وہ فتح کیا۔ اول ہی اول حضرت نے قلعہ نام عم فتح کیا۔ پھر قلعہ قموص فتح کیا۔ ان دونوں قلعوں میں سے بہت عورتیں قید میں آئی تھیں۔ چنانچہ میں کی مسماۃ صفیہ بیٹی حی ابن اخطب کی گرفتار آئی تھی۔ یہ عورت اس سردار مذکور کی بیٹی تھی۔ اس سے رسول اللہؐ نے اپنا نکاح کیا اور آزاد کر دینا اس کا مہر مقرر فرمایا۔ کیونکہ خاصیت جناب سرورؐ کی یہ تھی کہ لونڈی کو آزاد کر دیا کرتے تھے۔ پھر حضرتؐ نے قلعہ مصعب کو جس میں غلہ اور چربی اور گوشت بھرا ہوا تھا' فتح کیا۔ یہاں تک کہ فتح کرتے ہوئے وطیح اور سلالم کے نزدیک پہنچے۔ یہ دو قلعے بعد فتح خیبر کے فتح کئے تھے۔ روایت کی گئی کہ رسول اللہ کو درد شقیقہ جس کو آدھا سیسی کہتے ہیں' ہوا کرتا تھا۔ جب قلعہ خیبر پر حضرت نے ڈیرا کیا آپ کو وہی درد آدھا سیسی کا ہوا۔ حضرت ابوبکر نے اول علم لے کر خیبریوں سے مقابلہ کیا اور اپنی شجاعت دکھائی اور خوب لڑے۔ دوسرے روز حضرت عمر ابن الخطاب نے علم سنبھالا' وہ حضرت ابوبکر سے زیادہ لڑے اور بہت مردانگی اور شجاعت کام میں لائے۔ جب رسول اللہؐ کو خبر ہوئی کہ اب تک خیبر فتح نہیں ہوا۔ حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ قسم خدا کی کل کے روز بوقت صبح یہ علم میں ایسے شخص کو دوں گا کہ وہ خدا اور رسولؐ کو دوست

Presented by Ziaraat.Com

رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ خدا کا اس کو دوست رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ شخص بڑا حملہ آور بہادر ہے۔ بلکہ وہ اس علم کو زبردستی چھین لے گا اور میدان جنگ کا عاشق ہے۔ یہ بات سن کر تمام مہاجرین اور انصار نے گردن اٹھا کر دیکھا۔ حضرت علیؑ اس وقت حاضر نہ تھے۔ جب حضرت علیؑ تشریف لائے تو ان کی آنکھوں سے پانی بہتا تھا' آنکھیں دکھتی تھیں' ایک پٹی آنکھوں پر باندھی ہوئی تھی۔ حضرتؐ نے اپنے لب مبارک سے لعاب لے کر حضرت علیؑ کی آنکھوں پر مل دیا۔ فوراً آنکھیں اچھی ہو گئیں اور درد جاتا رہا۔ پیغمبر خداؐ نے وہ علم حضرت علیؑ کو مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ خیبریوں سے لڑو۔ وہ علم لیتے ہی حضرت علیؑ خیبریوں کے مقابلہ کو تشریف لے گئے۔ اس روز حضرت علیؑ سرخ جبہ پہنے ہوئے تھے۔ مرحب جو اس قلعہ کا سردار تھا' حضرت علی کے سامنے خود سر پر پہنے ہوئے یہ شعر کہتا ہوا نکلا:

قد علمت خیبر انی مرحب
شاکی السلاح بطبل مجرب

حضرت علیؑ نے یہ شعر سن کر یہ شعر ارشاد کیا۔

انا الذی سمتنی امی حید رہ
اکیلکم با السیف کیل السند رہ

پھر مقابلہ ہوا۔ حضرت علیؑ نے ایک ضرب ایسی ماری کہ تلوار خود کو چیرتی ہوئی چھاتی تک پہنچی۔ فوراً زمین پر گر پڑا۔ ابن اسحاق نے اس کے خلاف روایت کی ہے۔ لیکن ہم نے جو ذکر کیا ہے وہ صحیح ہے۔ اس کے مرتے ہی قلعہ خیبر فتح ہوا۔ یہ قلعہ بعد محاصرہ دس روز کے فتح ہوا تھا۔ اور ابو رافع غلام رسول اللہؐ کا یوں کہتا ہے کہ جب رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ کو واسطے فتح خیبر کے روانہ فرمایا تھا' میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ جب وہ وہاں پہنچے ایک سوار ان کے مقابلہ کو باہر قلعہ کے آکر لڑا۔ اسی اثناء میں ایک یہودی نے حضرت علیؑ پر ایک ضرب ایسی کی کہ آپ کی ڈھال گر پڑی۔ حضرت علیؑ نے خیبر کا دروازہ اپنی ڈھال بنا کر لڑائی کی اور قلعہ خیبر فتح کیا۔ جب فتح ہو چکا اس وقت دروازہ خیبر کو زمین پر ڈال دیا۔ اس وقت ہم

Presented by Ziaraat.Com

آٹھ آدمیوں نے زور لگا کر چاہا کہ اس دروازہ کو اٹھائیں' ہرگز نہ اٹھایا گیا۔ یہ خبر درمیان ماہ صفر ۷ھ میں فتح ہوا تھا۔ جب فتح ہو چکا' باشندگان خیبر نے عرض کی کہ ہم نصف پیداوار خیبر پر صلح چاہتے ہیں۔ یعنی جو ثمر اور بار اور پھل اس جا پیدا ہو گا' نصف اس کا ہمیشہ ادا کرتے رہیں گے۔ حضرتؐ نے مان لیا۔ صلح ہو گئی۔ ایسا ہی اہل فدک سے معاملہ ہوا تھا۔ مگر اتنا فرق ہے کہ فدک خالصتاً" رسول اللہ کی ملک میں تھا اور خیبر تمام مسلمانوں کا تھا۔ کیونکہ وہ بدوں' حاجت سواروں اور فوج کشی کے پیادہ پا مسلمانوں نے فتح کیا تھا۔ اسی صلح پر یہودی تا زمانہ خلافت حضرت عمر رہا کئے۔ یعنی اسی طرح سے نصف پیداوار دیتے رہے اور نصف اپنے تصرف میں لاتے تھے۔ جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے انہوں نے خیبریوں کو جلا وطن کر دیا۔

جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح خیبر سے فراغت پا چکے تو عنان عزیمت طرف وادی قراء کے پھیر کر ایک رات آپ نے اس کا محاصرہ کیا اور بہت جلد اس کو فتح کر کے مدینہ شریف کو تشریف فرما ہوئے۔ جبکہ قدم مبارک سے مدینہ کو رشک جنت فرمایا تو باقی ماندگان مہاجرین بھی حبشہ سے سب آ کر ملے۔ ان کے ہمراہ جعفر ابن ابی طالب بھی تھے۔ روایت کی گئی کہ جب جعفر ابن ابی طالب مع مہاجرین ماںقی کے تشریف لائے۔ نبیؐ فرماتے تھے کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ میں کون سی دو باتوں میں زیادہ خوش ہوں یعنی فتح خیبر سے مجھ کو زیادہ خوشی ہوئی ہے یا جعفر کے آنے سے۔ کیونکہ پیغمبر خداؐ نجاشی کو در باب طلب مہاجرین اور نکاح ام حبیبہ بنت ابو سفیان کے لکھ چکے تھے۔ یہ ام حبیبہ بیٹی ابی سفیان کو بھی اپنے خاوند عبیداللہ بن جحش کے ہمراہ ہجرت کر گئی تھی۔ وہاں جا کر عبیداللہ نصرانی ہو گیا اور حبشہ میں رہنے لگا۔ اس لئے اس عورت کے چچا کے بیٹے نے جس کا نام خالد بن سعید بن العاص بن امیہ تھا' اس کا نکاح پیغمبر خداؐ سے کر دیا۔ اور وہ حبشہ میں رہتا تھا۔ وہ بھی مہاجرین میں شمار کیا جاتا ہے اور مہر چار سو دینار نبیؐ کی طرف سے باندھ کر ان کو روانہ کر دیا تھا۔ جبکہ یہ خبر اس عورت کے باپ ابو سفیان کو پہنچی کہ نبیؐ سے ام حبیبہ کا نکاح ہو گیا ہے تو اس نے کہا البتہ وے لوگ بڑی ناک والے ہیں یعنی ہاشمی عزت دار ہیں۔ جب وہ عورت مع

Presented by Ziaraat.Com

مہاجرین ما بقی کے رسول اللہ کے پاس آئی' تب نبیؐ نے مسلمانوں سے ارشاد کیا کہ وہ مال غنیمت جو کفار کا آیا ہے اس میں سے ان کا حصہ بھی لگانا چاہئے۔ چنانچہ ان کے حصے بھی لگائے گئے اور جنگ خیبر میں زینب بیٹی حارث یہودیہ نے رسول اللہؐ کو بطور تحفہ ایک بکری زہر دار بھیج دی تھی۔ آپ نے اس کا ایک ٹکڑا لے کر چبایا' پھر پھینک دیا اور ارشاد کیا کہ یہ بکری مجھ کو خبر دیتی ہے کہ میں زہر آلودہ ہوں۔ جب آپ مرض موت میں مبتلا ہوئے۔ یعنی جس بیماری سے آپ کا انتقال ہوا' تب آپ نے فرمایا کہ وہ نوالہ زہر کا جو میں نے خیبر میں کھایا تھا' ہر روز مجھ کو تکلیف دیتا تھا۔ آج وہ گھڑی ہے جس میں انقطاع رگ جان ہے۔

ترویج اسلام

درمیان ۷ھ کے رسول اللہؐ نے چند نامہ لکھ کر قاصدوں کے ہاتھ بادشاہان اطراف کے پاس بایں مضمون روانہ کئے کہ تم لوگ مسلمان ہو جاؤ اور مجھ پر اور خدا پر ایمان لاؤ۔ ازاں جملہ عبداللہ ابن حذافہ کو کسریٰ پرویز بن ہرمز کے پاس روانہ کیا تھا۔ جبکہ وہ پہنچا کسریٰ پرویز نے نامہ پڑھ کر پھاڑ ڈالا اور کہا کہ میرا بندہ ہو کر مجھ کو اس طرح پر لکھتا ہے۔ جبکہ رسول اللہؐ کو یہ خبر پہنچی آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ اسی طرح اس کی سلطنت کو پھاڑ ڈالے گا۔ مگر کسریٰ نے اپنے عامل باذان کو جو یمن کا حاکم تھا' یہ لکھا کہ اس شخص کو جو حجاز میں مبعوث ہوا ہے' میرے پاس بھیج دے۔ باذان نے اپنی طرف سے ایک نامہ لکھا اور دو آدمیوں کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ جاؤ نبیؐ کو دو۔ اس میں لکھا تھا کہ کسریٰ پرویز نے آپ کو طلب کیا ہے۔ آپ کو چاہئے کہ ہمراہ ان دو آدمیوں کے فارس کو جائیں۔ ان دو آدمیوں میں سے ایک کا نام خرخرہ تھا۔ جبکہ وہ دونوں دربار نبوت شعار میں پہنچے۔ حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ ان دونوں کی داڑھیاں اور موچھیں منڈی ہوئی ہیں۔ آپ نے عدم توجہی سے ملاحظہ کیا اور فرمایا افسوس ہے تم پر' یہ کس نے تم کو حکم

Presented by Ziaraat.Com

کیا ہے۔ اس طرح کی شکل بنانے کا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے خداوند نعمت کسریٰ نے۔ پیغمبر خداؐ نے ارشاد کیا کہ میرے خداوند نے یہ حکم کیا ہے کہ داڑھی کو بڑھاؤں اور مونچھیں کترواؤں۔ پھر انہوں نے عرض کی جس مطلب کے لئے حاضر ہوئے تھے اور کہا کہ اگر تشریف لے چلئے گا' تو بہتر ہے ورنہ کسریٰ پرویز آپ کو ہلا کر ڈالے گا۔ رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ اس کا کل جواب ملے گا۔ اسی اثناء میں آسمان سے نبی صلعم کے پاس خبر آئی کہ خدا تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو غالب کر دیا اور اس نے اپنے باپ کو قتل کیا۔ فی الفور رسول اللہؐ نے ان دونوں قاصدوں کو بلا کر کہا کہ اس طرح سے معاملہ ہوا ہے۔ اور آپ نے ارشاد کیا کہ جہاں تک ملک کسریٰ کا پھیلے گا وہاں تک میرا دین پھیلتا چلا جائے گا۔ اب تم باذان کے پاس جاؤ۔ اور اس سے کہو کہ مسلمان ہو جائے۔ چنانچہ وہ دونوں باذان کے پاس مراجعت کر گئے۔ اور ساری واردات بیان کی۔ اسی اثناء میں ایک پروانہ شیرویہ کا باذان کے پاس آیا۔ اس میں لکھا تھا کہ میں نے اپنے باپ کو قتل کر ڈالا ہے اور تو نبی صلعم سے کبھی معترض نہ ہونا۔ یہ حال دیکھ کر باذان مسلمان ہو گیا اور اس کے ساتھ بہت سے آدمی فارس کے مسلمان ہوئے۔ اور ایک قاصد رسول اللہؐ نے قیصر روم کے پاس روانہ کیا تھا۔ اس کا نام دحیۃ بن خلیفہ الکلبی تھا۔ جبکہ یہ قاصد قیصر روم کے پاس گیا اور بادشاہ نے نامہ رسول مقبولؐ کا پڑھا۔ بہت تعظیم اس کی کی۔ چنانچہ اپنے رخساروں پر ملا اور چوما اور قاصد کو بعزت تمام رخصت کیا اور ایک قاصد اپنے مسمی حاطب بن ابی بلتعہ کو مصر کے بادشاہ کے پاس بھیجا تھا۔ اس بادشاہ کو مقوقس جریج ابن متی کہتے تھے۔ اس نے حاطب مذکور کی بہت عزت کی اور چار لونڈیاں بعض کہتے ہیں دو بطور تحفہ رسول اللہ کے پاس روانہ کی تھیں۔ ایک ان میں کی ماریہ قبطیہ ہے۔ جس سے ایک لڑکا ابراہیم پیغمبر خداؐ کی پشت سے پیدا ہوا تھا اور اسی بادشاہ نے ایک خچر واسطے پیغمبر خداؐ کے جس کو دلدل کہتے ہیں' اور ایک گودھا جس کا نام یعفور ہے' بطور تحفہ کے بھیجے تھے۔ اور ایک قاصد مسمی عمرو بن امیہ بادشاہ حبشہ کے پاس رسول اللہ نے بھیجا تھا۔ اس نے بھی نامہ رسول مقبولؐ کو چوما اور جعفر بن ابی طالب کے

Presented by Ziaraat.Com

ہاتھ سے جبکہ وہ اسی کے پاس درمیان ہجرت کے تشریف رکھتے تھے' مسلمان ہوا۔ اور ایک قاصد مسی شجاع بن وھب الاسدی طرف حارث بن ابی شمر غسانی کے روانہ کیا تھا۔ جبکہ وہ یہ نامہ لے کر پہنچا اور اس نے نامہ رسول اللہؐ کا پڑھا' بہت خفا ہوا۔ اور کہا کہ خبردار رہنا میں اس کی طرف چڑھ کر آتا ہوں۔ جبکہ نبیؐ کو یہ خبر پہنچی آپ نے بددعا دی اور کہا کہ تباہ ہو جائے گا ملک اس کا۔ اور ایک مسی سلیط بن عمرو کو ہوذۃ بن علی نصرانی بادشاہ یمامہ کے پاس روانہ کیا تھا۔ ہوذۃ نے یہ کہا کہ اگر حکومت مجھ کو دے تو میں آتا ہوں اور مسلمان ہو جاتا ہوں۔ و الا نہ میں اس سے لڑوں گا۔ پیغمبر خداؐ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ کرامت اور بزرگی دنیا کی یہاں نہیں ملتی۔ اے خدا تعالیٰ دور رکھ اس کو۔ یہ دعا مستجاب ہوئی۔ بعد چند روز کے وہ مر گیا۔ ہوذۃ نے ایک آدمی مسی ارحال کو پیغمبر خداؐ کے پاس بھیجا تھا' چنانچہ وہ آیا اور مسلمان ہوا اور سورۂ بقر پڑھ کر اس کو سوچ سمجھ کر یمامہ کو گیا۔ مگر وہاں جا کر مرتد ہو گیا۔ اور یہ بیان کیا کہ نبی صلعم کے ہمراہ مسیلمۃ کذاب بھی نبوت میں شامل ہو رہا ہے اور پیغمبر خداؐ نے العلاء الحضرمی کو جس کو منذر بن سعدی کہتے ہیں' ملک بحرین پر روانہ کیا تھا۔ یہ شخص فارس کی طرف کا تھا' مسلمان ہو گیا تھا' جب بحرین میں یہ گیا' تب تمام عرب بحرین کے اس کے سبب ایمان لائے اور مسلمان ہو گئے۔

عمرۃ القضاء

واضح ہو کہ رسول مقبول درمیان ماہ ذیقعدہ ۷ھ کے بارادہ ادا کرنے عمرہ کے مکہ شریف کو تشریف لائے اور آپ کے ہمراہ ستر اونٹ تھے۔ جبکہ خیام نبوی قریب مکہ شریف کے آئے۔ تب قریش واسطے استقبال کے مکہ سے نکلے اور آپس میں کہتے تھے کہ اب کی بار رسول اللہؐ نے بہت محنت اور مشقت اٹھائی ہے۔ چنانچہ دار الندوہ کے پاس آپ کے گرد گھوم کر صدقے ہوئے۔ جبکہ مسجد میں تشریف لائے تو حضرت لیٹ گئے۔ اس طرح پر کہ وسط چادر کی اپنے دہنے بازو

Presented by Ziaraat.Com

کے نیچے بچھائی اور دونوں سرے اس کے بائیں طرف کو ڈال لئے۔ پھر آپ نے ارشاد کیا کہ رحم کرے اللہ قوت والوں پر اور آپ نے چار گشت طواف کی کی۔ پھر صفا اور مروہ میں دوڑے۔ اسی سفر میں جناب رسول خداؐ نے میمونہ بنت الحارث سے نکاح کیا تھا۔ اس عورت کے چچا عباس نے آپ سے نکاح کر دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ احرام ہی میں آپ نے اس سے نکاح کیا۔ یہ بات آپ کے ہی خواص سے تھی۔ پھر مدینہ منورہ کو تشریف لے گئے۔

سنہ ۸ ہجری

درمیان اسی سال یعنی ۸ھ میں خالد بن الولید اور عمرو بن العاص السہمی اور عثمان بن طلحہ بن عبدالدار مسلمان ہوئے۔ بعد ازاں درمیان جمادی الاول ۸ھ کے ایک لڑائی ہوئی جس کو غزوہ موتہ کہتے ہیں۔ یہ اول لڑائی تھی درمیان مسلمانوں اور رومیوں کے۔ رسول اللہؐ نے تین ہزار آدمی واسطے لڑائی رومیوں کے روانہ فرمائے اور ان کا سردار زید بن حارثہ مقرر کیا جو حضرتؐ کا غلام تھا۔ اور بروقت رخصت کے جناب سرور کائناتؐ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اگر زید مارا جائے تو جعفر ابن ابی طالب فوج کا سردار ہے اور بر تقدیر اگر وہ بھی شہید ہو جائے تو عبداللہ ابن رواحہ لشکر کا سپہ سالار ہو گا۔ جب یہ لشکر مسلمانوں کا موتہ کی زمین میں جو شام میں واقع ہے' جا پڑا اور رومی لوگ اور عرب فیروزمند قریب ایک لاکھ آدمی کے ان کے مقابل ہوئے اور لڑائی شروع ہو گئی۔ ناگاہ زید علم بردار مارا گیا۔ جعفر نے وہ نیزہ آپ لے لیا اور لڑائی بدستور شروع رہی۔ اتفاق سے جعفر بن ابی طالب بھی شہید ہوئے۔ تب عبداللہ بن رواحہ نے علم پکڑا وہ بھی شہید ہوا۔ اب لشکر مسلمانوں کا بے ہو گیا۔ جب کوئی سردار لڑنے والا نہ رہا۔ تب سب مسلمانوں نے مجتمع ہو کر خالد بن ولید کو اپنا سردار بنایا۔ خالد نے نیزہ ہاتھ میں لے کر مدینہ منورہ کو مراجعت کی۔ اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ صلعم نے حارث بن عمیر کو قاصد بنا کر بادشاہ بصرے کے پاس ایک نامہ دے

Presented by Ziaraat.Com

کر مثل اور بادشاہوں کے جیسے کہ اوروں کے نام بھجوائے تھے' روانہ فرمایا تھا۔ جب وہ قاصد موتہ کی زمین میں پہنچا تو اس کو عمر ابن شرجیل نے مار ڈالا چونکہ اور کسی نے ایسی حرکت نہ کی تھی اس واسطے یہ لڑائی برپا ہوئی۔

نقض عہد

پوشیدہ نہ رہے کہ باعث صلح کے ٹوٹ جانے کا یہ تھا کہ قبیلہ بنی بکر قریش کی طرف تھے اور ان کے عہد اور عقد میں مندرج تھے۔ اور قبیلہ خزاعہ رسول اللہؐ کی طرف تھا۔ موافق اس صلح نامہ کے جس کا ذکر ہم اولاً کر چکے ہیں۔ ۸ھ میں ایسا اتفاق ہوا کہ بنی بکر خزاعہ سے کہیں ملے اور ان میں لڑائی ہو گئی۔ لیکن قریش نے بنی بکر کی مدد اور کمک دی۔ اسی واسطے وہ عہد جو قریش سے رسول اللہؐ نے کیا تھا' فسخ ہو گیا۔ قریش کو بھی اس نقض عہد اور جرات ناشائستہ کرنے سے ندامت ہوئی۔ اس لئے ابو سفیان بن حرب مدینہ کو گیا تاکہ نئے سرے سے عہد باندھے اور اس ندامت کو کھو دے۔ جب ابو سفیان مدینہ میں گیا اور اپنی بیٹی ام حبیبہ' پیغمبر خداؐ کی زوجہ کے پاس گیا چاہتا تھا کہ پیغمبر خداؐ کے بچھونے پر بیٹھے۔ ام حبیبہ نے وہ لپیٹ دیا۔ ابو سفیان خفا ہوا اور بد دعا دینے لگا۔ پھر وہاں سے اٹھ کر پیغمبر خداؐ کے پاس آیا' آپ سے کلام کرتا رہا۔ حضرت نے کچھ جواب نہ دیا۔ اتنے میں صحابہ کبار مثل ابابکر اور علیؑ کے آ گئے۔ ان سے باتیں کرنے لگا' انہوں نے بھی کچھ جواب نہ دیا۔ لاچار ہو کر مکہ کو چلا گیا اور قریش کو جا کر جو اس پر وہاں گزرا تھا' سب سنایا اور پیغمبر خداؐ نے یہ قصد کیا کہ قریش مکہ پر دفعتاً بے خبری میں چڑھ جاؤ۔ حاطب ابن ابی بلتعہ نے جو یہ سن پایا' اس نے ایک کنیزک بنی ہاشم کی مسماۃ سارہ کے ہاتھ قریش مکہ کو خط بھیجا۔ اس میں پیغمبر خداؐ کے قصد لڑائی اور چڑھ آنے کا سب حال لکھ دیا۔ اس امر کی خبر خدا تعالیٰ نے اپنے رسول مقبولؐ کو دی۔ آپ نے حضرت علیؑ ابن ابی طالب اور زبیر بن العوام کو بھیجا۔ ان دونوں نے سارہ کو گرفتار کیا۔ اس کے ہاتھ سے خط لیا اور حاطب کو پکڑ کر مع اس

Presented by Ziaraat.Com

نامہ کے پیغمبر خداؐ کے پاس حاضر کیا اور اسی سے پوچھا گیا کہ تو نے یہ کیا حرکت کی؟ اور تجھ کو ان سے کیا غرض تھی جو تو نے اطلاع اس امر کی قریش کو لکھ بھیجی۔ اس نے عرض کی کہ جناب عالی میری اولاد اور گھر کے لوگ اور قبیلہ یہ سب ان کے درمیان ہیں۔ میں مسلمان کامل ہوں' نہ پھرا ہوں' نہ بد اعتقاد ہوا ہوں۔ اپنے اہل خانہ کے بچاؤ کے واسطے میں نے ان سے سازش کی تھی۔ حضرت عمر ابن الخطاب نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ مجھ کو حکم دیجئے' میں اس کا سر اڑا دوں کیونکہ یہ منافق ہے۔ رسول اللہؐ نے معاف فرمایا اور اس کی جان بخشی کی۔ پھر پیغمبر خداؐ رمضان شریف میں بعد گزرنے دس روز کے درمیان اسی حال کے مع مہاجرین اور انصار اور چند قبائل عرب کے بطرف مکہ نہضت فرما ہوئے' آپ کے ہمراہ دس ہزار آدمی تھے۔ جبکہ مکہ شریف کے پاس پہنچے' تب حضرت عباس رسول اللہؐ کے خچر پر بایں ارادہ سوار ہوئے کہ شاید کوئی شخص لکڑی چنتا ہوا لکڑ ہارا یا کوئی چلتا پھرتا نظر پڑے تو اس کو کہہ دوں۔ وہ جا کر پیغمبر خداؐ کے تشریف لانے کی خبر قریش کو کر دے تاکہ وہ لوگ خواہان امن ہو کر جناب سرور کائناتؐ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ و الا سب مارے جائیں گے۔ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ جبکہ میں نکلا تو ناگاہ ابی سفیان بن حرب اور حکم بن حزام اور بدیل بن ورقاء الخزاعی کی آواز سنی۔ یہ لوگ جاسوسی کرتے پھرتے تھے۔ حضرت عباس نے وہ آواز سن کر فرمایا کہ اے ابا حنظلہ یعنی ابا سفیان۔ اس نے جواب دیا کہ اے ابا الفضل۔ میں نے کہا ہاں۔ ابی سفیان بولا کہ میں حاضر ہوں۔ یہ آپ کے پیچھے کیا غل غپاڑا ہے؟ میں نے کہا کہ رسول اللہ صلعم دس ہزار مسلمان لے کر آئے ہیں۔ ابو سفیان گھبرایا اور سٹ پٹایا ہوا کہنے لگا کہ اب مجھ کو کیا حکم کرتا ہے۔ اے عباس میں نے کہا' آ خچر پر سوار ہو جا' تاکہ تیری جان بچا دوں۔ رسول اللہ صلعم سے کہہ کر' نہیں تو گردن سے مارا جائے گا۔ وہ میرے پیچھے سوار ہو بیٹھا۔ میں اس کو رسول اللہؐ کے پاس لئے ہوئے چلا آیا۔ اسی راہ کو عمر ابن خطاب بھی تشریف لاتے تھے۔ حضرت عمر بولے کہ اے ابا سفیان شکر ہے اس خدا کا جس نے اب مجھ کو طاقت دی تجھ بدوں عقد اور عہد کے۔ پھر بہت سختی سے اس کو

Presented by Ziaraat.Com

رسول خدا کے پاس لے گئے اور کہا کہ اے رسول اللہؐ مجھ کو حکم ہو تو میں اس کی گردن مار دوں اور حضرت عباس نے سوال کیا کہ یا حضرت اس کو امن دیجئے۔ رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ اے عباس میں نے اس کو امن دی۔ کل کے روز اس کو حاضر کرنا۔ حضرت عباس ابو سفیان کو اپنے خیمہ میں لے گئے اور دوسرے روز ہمراہ اپنے پیغمبر خدا کے پاس لائے۔ رسول اللہؐ نے ارشاد کیا۔ کہ اے ابو سفیان کیا تو نہیں جانتا کہ کوئی معبود لائق پرستش نہیں سوائے ایک خدا کے۔ اس نے کہا البتہ جانتا ہوں، پھر ارشاد کیا کہ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو جانے کہ میں پیغمبر خدا ہوں۔ ابو سفیان بولا کہ قربان جاؤں۔ اس امر میں ابھی مجھ کو کلام ہے۔ حضرت عباس بولے کہ کم بخت جلد گواہی دے محمد رسول اللہ ہونے کی ایسا نہ ہو کہ گردن ماری جائے۔ ابی سفیان نے محمد رسول اللہ کہا اور مسلمان ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی حکم بن حزام اور بدیل بن ورقا بھی مسلمان ہو گئے۔ پھر پیغمبر خدا نے حضرت عباس کو ارشاد کیا کہ ابی سفیان کو مضیق الوادی میں لے جا تاکہ خدا تعالیٰ کے لشکر کا مشاہدہ کرے۔ اور دیکھے۔ حضرت عباس نے عرض کی یا رسول اللہؐ ابو سفیان فخر کو بہت چاہتا ہے۔ کوئی بات ہو موجب اس کے فخر کی اس کی قوم پر کر دیجئے۔ حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا یا جو کوئی مسجد میں آ گھسے گا، یا اپنا دروازہ بند کرے گا اس کو امن ہو گی۔ اور جو کوئی حکم بن حزام کے گھر میں آ جائے گا اس کی بھی جان بچ جائے گی۔ حضرت عباس کہتے ہیں، کہ ابو سفیان کو موافق حکم پیغمبر خدا کے اپنے ہمراہ لشکر میں لے گیا۔ ابو سفیان جب قبائل عرب سے ملا ایک ایک قبیلہ کا حال پوچھتا جاتا تھا۔ سب سے ملا اتنے میں رسول خدا اپنے لشکر سبز پوشوں یعنی مہاجرین اور انصار میں تشریف لائے۔ اس وقت کا یہ حال تھا کہ اس کی کیفیت پتلی ہی آنکھ کی اٹھا سکتی تھی اور کوئی بیان نہیں کر سکتا تھا کہ کتنا لشکر تھا۔ ابو سفیان نے یہ عزت اور شان دیکھ کر مجھ سے کہا کہ اب تو تیرے بھتیجے کی بڑی سلطنت ہو گئی۔ میں نے کہا کہ کم بخت یہ رتبہ نبوت ہے نہ کہ رتبہ بادشاہت۔ اس نے کہا ہاں سچ ہے۔ بعد ازاں رسول مقبولؐ نے زبیر بن العوام کو ارشاد کیا کہ

Presented by Ziaraat.Com

تو ہمراہ بعض لوگوں کے قبیلہ کدار کے ہاں جا اور سعد ابن عبادہ سردار قوم خزرج کو حکم دیا کہ تو ثنیہ کدا میں لوگ ہمراہ لے کر مکہ میں داخل ہو۔ اور حضرت علیؑ کو یہ ارشاد ہوا کہ علم ہاتھ میں لے کر مکہ میں گھسو کیونکہ حضرت نے سعد سے سنا تھا کہ آج بڑی بھاری لڑائی کا دن ہے اور خالد ابن ولید کو ارشاد ہوا کہ مکہ کے نیچے سے ہمراہ تھوڑے سے آدمیوں کے آؤ اور کوئی لشکری آدمی نہیں لڑا کیونکہ حضرت نے اول ہی سب کو منع کر دیا تھا مگر خالد ابن ولید کو چند قریش ملے انہوں نے ان پر تیر چلائے اور گھسنے سے روکا۔ اس لئے خالد ابن ولید ان سے لڑے اور اٹھائیس کافر جہنم واصل کر کے خدمت رسول مقبولؐ میں جا حاضر ہوئے۔ رسول مقبولؐ نے ارشاد کیا کہ میں نے تم کو منع کیا تھا۔ تم کیوں لڑے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ خالد ابن ولید سے پہلے قریش نے جنگ کی تب بعد ازاں وہ لڑے ہیں۔ آپ چپ ہو رہے مگر مسلمانوں کل دو آدمی مرے تھے۔ مکہ جمعہ کے روز ان دس روزوں میں جو رمضان شریف کے باقی رہے تھے' فتح ہوا تھا۔ اب اس میں ابو حنیفہ اور شافعی کا اختلاف ہے کہ مکہ رسول مقبولؐ نے بزور شمشیر لیا جیسا کہ شافعی کہتا ہے یا بطور صلح فتح کیا۔ جیسا کہ ابو حنیفہ کہتا ہے۔ جبکہ خدا تعالی نے اپنے رسول مقبولؐ کو قریش کی گردنوں کا مالک بزور کر دیا تب آپ نے ارشاد کیا کہ کیا سمجھتے ہو تم' تم کو ماروں یا چھوڑوں۔ انہوں نے کہا جو اچھے سخیوں کا کام ہوتا ہے وہ کرو۔ حضرتؐ نے کہا' چلے جاؤ' تم کو ہم نے چھوڑ دیا جبکہ تہلکہ جاتا رہا اور لوگوں کو اطمینان حاصل ہوا۔ تب نبیؐ واسطے طواف کعبہ کے تشریف لے گئے اور آپؐ نے سات دفعہ حالت سواری میں طواف کیا اور رکن کو ایک لکڑی سے جو آپ کے دست مبارک میں تھی' بوسہ دیا۔ پھر درمیان کعبہ کے تشریف لے گئے۔ اس میں حضرت نے چند تصویریں ملائکہ کی اور ایک تصویر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دیکھی۔ اس کے ہاتھ میں تیر تھے۔ حضرت نے یہ دیکھ کر ارشاد کیا کہ مارے جائیں گے مگر وہ لوگ جنہوں نے تمہارے ہاتھ میں تیر دیئے ہیں اور تصویر بنائی۔ کجا حضرت ابراہیمؑ اور کجا تیر جوئی کی بموجب مصرعہ "چہ نسبت خاک را با عالم پاک" پھر ارشاد کیا' کہ ان تصویروں کو توڑ ڈالو چنانچہ توڑی

Presented by Ziaraat.Com

گئیں۔ آپ نے اندر کعبہ کے نماز پڑھی اور چھ مرد اور چار عورتوں کا خون ہدا فرمایا۔ یعنی حکم دیا کہ جہاں پاؤ مار ڈالو ان چھ مردوں کی تفصیل یہ ہے۔ کہ ایک عکرمہ بن ابی جہل تھا۔ اس کی بیوی ام حکیم نے جناب حضور سے عرض کی کہ اس کو امن ہو چنانچہ اس کا خون بخشا گیا۔ پھر عکرمہ آکر شرف اندوز ملازمت ہو کر مسلمان ہوا۔ دوسرا ہبار بن الاسود تھا۔ تیسرا عبداللہ ابن سعد ابن ابی سرح تھا۔ یہ حضرت عثمان ابن عفان کا رضاعی بھائی تھا۔ اس کو حضرت عثمان اپنے ہمراہ پیغمبر خداؐ کی خدمت میں لائے اور سوال کیا کہ حضرت اس کا خون معاف ہو۔ آپ بہت دیر تک چپ رہے اور سوچتے رہے پھر اس کو امن دی۔ وہ بھی مسلمان ہوا۔ حضرت نے اپنے اصحاب سے ارشاد کیا کہ میں اتنی دیر تک عالم سکوت میں اس واسطے تھا تاکہ تم میں سے کوئی اس کو مار ڈالے۔ اصحاب نے عرض کیا کہ ایسا کیونکر ہو سکتا تھا اور کیا وہ مارا گیا۔ پھر حضرت نے ارشاد کیا کہ نبی خائنتہ العین نہیں ہوا کرتے۔ اور اس عبداللہ مذکور کا یہ حال ہے کہ یہ شخص قبل فتح مکہ کے مسلمان ہو چکا تھا۔ وحی لکھا کرتا تھا مگر اس کم بخت کو یہ لت تھی کہ قرآن شریف کو مبدل کیا کرتا تھا پھر مرتد ہو گیا تھا۔ اس واسطے حضرت نے اس کا خون مباح کر دیا تھا۔ لیکن پھر مسلمان ہو گیا تھا اور حضرت عثمان کی خلافت تک زندہ رہا۔ حضرت عثمان نے اپنی خلافت میں اس کو مصر حاکم کر دیا تھا۔ چوتھا مقیس بن صبابہ تھا۔ اس نے ایک شخص انصاری کو جس نے اس کے بھائی کو خطاء" مار ڈالا تھا" قتل کیا۔ پانچواں عبداللہ بن الخطل ہے۔ یہ شخص مسلمان ہو گیا تھا مگر ایک مسلمان کو مار کر پھر مرتد ہو گیا۔ چھٹا خویرث بن نفیل تھا۔ اس نے رسول اللہ کو بہت ایذا دی تھی۔ کیونکہ ان کی ہجو کرتا پھرتا تھا۔ ایک جگہ حضرت علیؑ کو کہیں مل گیا۔ حضرت علیؑ نے اس کا کام تمام کیا۔ وہ چار عورتیں جن کا خون رسول اللہؐ نے مباح فرمایا تھا۔ ایک ان میں کی ہندہ زوجہ ابو سفیان کی ام معاویہ تھی جس نے حضرت حمزہؓ کا کلیجہ کھایا تھا۔ اس نے یہ حکمت کی کہ قریش کی عورتوں میں چھپ کر رسول اللہ سے بیعت کی۔ پھر رسول اللہ سے عرض کی کہ میں وہ ہندہ ہوں جس نے حضرت حمزہؓ کا کلیجہ کھایا تھا۔ میرا جرم معاف فرمایئے۔

Presented by Ziaraat.Com

چنانچہ آپ نے معاف کیا۔ بروز فتح مکہ نماز ظہر کے وقت بلال نے کعبہ پر چڑھ کر اذان دی۔ مسماۃ جویریہ ابوجہل کی دختر نے کہا کہ خدا تعالیٰ کا بڑا احسان ہوا جو باپ نے بلال کے رینکنے کی آواز کعبہ پر نہ سنی۔ اس سے پہلے ہی مر گیا۔ یہ بہت اچھا ہوا۔ اور حارث بن ہشام نے یہ کہا کہ کاش آج کے روز میں زندہ نہ ہوتا اور خالد بن امیہ نے بھی یہ کہا کہ خدا تعالیٰ نے میرے باپ پر بڑا احسان کیا جو وہ آج کا روز دیکھنے نہ پایا۔ بعد ازاں رسول مقبول باہر تشریف لائے۔ آپ سے سب گفتگو لوگوں نے کی جو جو انہوں نے کہا تھا بیان کی گئی۔ حارث ابن ہشام مسلمان ہو گیا۔ اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم رسول اللہؐ ہے۔ قسم ہے خدا کی کوئی اس بات پر مطلع نہیں تھا اب میں سب کو کہوں گا۔ انہیں عورتوں میں سے جو واجب القتل تھیں ایک سارہ لونڈی بنی ہاشم کی تھی جو حاطب کا خط لے کر مکہ کو چلی تھی اور راہ میں پکڑی گئی تھی۔

پوشیدہ نہ رہے کہ بعد فتح مکہ کے رسول اللہ نے تھوڑے تھوڑے آدمی اطراف مکہ کے اس واسطے روانہ فرمائے تھے کہ لوگوں کو دعوت اسلام کی کریں مگر یہ شرط تھی کہ کسی سے لڑائی نہ کرنا مگر ایام جاہلیت میں بنو خزیمہ نے عوف ابن عبدالرحمٰن اور خالد ابن ولید کے چچا کو جبکہ وہ دونوں یمن سے آئے تھے' مار کر جو کچھ ان کے پاس لوٹ لیا تھا۔ یہ لوگ جو رسول اللہؐ نے واسطے ہدایت خلق کے مامور کئے تھے' ان میں سے ایک خالد بن ولید بھی تھا۔ ایسا اتفاق ہوا کہ خالد بن ولید ایک چشمہ پر جا کر اترا۔ تمام بنو خزیمہ مسلح ہو کر خالد پر چڑھ آئے۔ خالد نے کہا کہ اپنے ہتھیار رکھ دے اور لڑائی موقوف کر کے یک طرف ہو گئے۔

خالد بن ولید سے رسول خداؐ کی برات

خالد ابن ولید نے بزور شمشیر ان کو قتل کرنا شروع کیا اور بہت جوان ان کے مار ڈالے۔ یہ خبر رسول اللہؐ کو جب پہنچی اپنے دونوں ہاتھ آپ نے آسمان کی طرف بڑھائے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی بھی ظاہر ہو گئی۔ اور خدا تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ اے بار خدا میں بری الذمہ ہوں خالد کے فعل سے کیونکہ اس نے ممانعت رسولؐ کا کچھ خیال نہ کیا۔ اس لئے حضرت کو بہت رنج ہوا۔

Presented by Ziaraat.Com

خالد کا خوں بہا حضرت علیؑ نے ادا کیا

حضرت علیؑ کو ارشاد کیا کہ تم مال لے کر جاؤ اور سب کے خوں بہا دے کر آؤ۔ چنانچہ حضرت علیؑ بموجب ارشاد پیغمبر خداؐ کے وہاں تشریف لے گئے اور جتنے مارے گئے تھے، سب کا خوں بہا دے کر آپ نے پوچھا کہ کوئی دیت کسی کی رہ گئی ہو تو وہ یاد دلائے۔ سب نے عرض کی کہ اب کوئی باقی نہیں رہا۔ حضرت علیؑ نے وہ روپیہ جو ان کے پاس باقی رہا تھا، ان ہی لوگوں پر تقسیم کر دیا تاکہ ان لوگوں کے دل زیادہ خوش ہو جائیں۔ یہ خبر جناب رسالت مابؐ بھی سن کر بہت خوش ہوئے۔ مگر عبدالرحمٰن ابن عوف نے خالد ابن ولید کو بہت ملامت کی کہ تو نے یہ برا کیا۔ خالد نے کہا کہ عبدالرحمٰن، میں نے تیرے باپ کے خون کا عوض لیا۔ عبدالرحمٰن نے جواب دیا کہ نہیں یہ غلط ہے۔ بلکہ تو نے اپنے چچا الفا کا عوض خون لیا ہے۔ اور یہ فعل تو نے زمانہ جاہلیت کا سا کیا ہے۔ مسلمان ہو کر تجھ کو یہ نہ کرنا چاہیے تھا۔ رسول اللہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ ان دونوں میں فساد اور جھگڑا ہوا، آپ نے خالد کو ارشاد کیا کہ میرے اصحاب تو اپنے ساتھ نہ رکھ۔ اے خالد تو ان کی قدر نہیں جانتا۔ قسم ہے خدا کی اگر تیرے پاس سونے کا پہاڑ ہوتا اور تو اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا، تب بھی ایسے مخصوں کی بوباس نہ پاتا۔

جنگ حنین

یہ لڑائی درمیان ماہ شوال ۸ھ کے ہوئی تھی۔ حنین نام ایک جنگل کا ہے جو کہ درمیان مکہ کے قریب تین میل پر مکہ سے واقع ہے۔ یہ لڑائی اس طور پر ہوئی تھی کہ جب پیغمبر خداؐ نے مکہ فتح کر لیا اور اطمینان خاطر آپ کی ہو چکی تب ہوازن نے اپنے ملک میں مجتمع ہو کر اسباب اور مال واسطے لڑائی رسول اللہؐ کے جمع کیا۔ ان کے ہمراہ طائف کے رہنے والے اور بنی سعد جن میں رسول اللہؐ نے پرورش پائی تھی، سب جمع ہو گئے اور ان میں بنی جشم درید بن الصمہ تھے جو کہ بہت بڈھا تھا اور عمر اس کی قریب زیادہ سو برس کی ہو گی، شامل تھا۔ اس پیر مرد کو

Presented by Ziaraat.Com

فقط واسطے صلاح اور تدبیر اور رائے لینے کے ساتھ لے لیا تھا۔ جبکہ رسول اللہؐ نے سنا کہ یہ لوگ کفا مجتمع ہیں۔ تب جناب سرور کائناتؐ بھی چھٹی تاریخ ماہ شوال ۸ھ میں باہر مکہ کے تشریف لائے۔ اور جس روز سے کہ مکہ فتح ہوا تھا' اس دن سے اس لڑائی تک حضرت صلوۃ مقصورہ پڑھا کرتے تھے۔ اس لڑائی میں آپ کے ساتھ بارہ ہزار آدمی تھے۔ اور دو ہزار باشندگان مکہ اور دس ہزار آپ کے ہمراہی۔ اور صفوان بن امیہ کافر بھی حضرت کے ہمراہ تھا۔ اس شخص نے دو مہینہ کی مہلت رسول اللہ سے لی تھی۔ یعنی یہ کہا تھا کہ بعد دو مہینہ کے مسلمان ہو جاؤں گا۔ آپ نے دو مہینے کی مہلت دے دی تھی۔ اس سے ایک سو زرہ حضرتؐ کو اس جنگ میں لی تھی۔ ماسوا ان کے اور ایک بڑی جماعت مشرکین کی بھی رسول اللہ کے ہمراہ تھی۔ رسول اللہ صلعم حنین میں پہنچے اور مشرکین اوطاس میں رہے۔ کیونکہ درید ابن الصمہ نے مشرکین سے پوچھا تھا کہ تم کون سے جنگل میں لوگ ہوں گے۔ انہوں نے کہلا بھیجا کہ اوطاس میں ہم ہوں گے۔ اس نے جواب دیا کہ وہ بہت اچھی جگہ ہے۔ کچھ ضرر تم کو نہیں۔ اور نبیؐ اپنے دلدل پر سوار ہوئے۔ ایک مسلمان نے کہا کہ لشکر مسلمانوں کا بہت تھوڑا ہے۔ کفار کا لشکر بہت ہے۔ تھوڑے آدمی ان پر غالب نہ ہوں گے۔ اسی روز کے واسطے یہ قول اللہ تعالی کا نازل ہوا۔ جس کے یہ معنی ہیں۔ اور دن حنین کا جبکہ متعجب کر دیا تم کو کثرت تمہاری نے پھر نہ بے پرواہ کیا تم کو کسی شے نے جبکہ مقابلہ جانبین کا ہوا اور مسلمانوں کا کفار نے سامنا کیا تمام مسلمان ایسے ہو گئے کہ ایک دوسرے کو جانتا نہ تھا کہ کہاں ہے۔ اور رسول اللہؐ بھی ہمراہ مہاجرین اور انصار اور اہل بیعت کے ایک طرف کو تھے کہ دفعتاً مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ اس وقت کفار مکہ کے دلوں کے بغض و کینہ خوب ظاہر ہوئے۔ ابو سفیان ابن حرب کہتا تھا کہ یہ مسلمان سمندر تک بھاگ کر جائیں گے۔ اور اپنی ترکش کو تیروں سے بھرے ہوئے مستعد کھڑا تھا۔ ایک طرف سے صفوان بن امیہ کا بھائی پکار کر بولا کہ اب جادو کا اثر جاتا رہا۔ صفوان نے جو کہ ابھی مشرک ہی تھا' للکار کر کہا کہ چپ رہ' خدا تیرے منہ کو پھوڑے۔ یہ بد دعا دے کر کہا کہ قسم ہے خدا کی اگر مجھ کو کوئی

Presented by Ziaraat.Com

قریش غلام بنا لے یہ میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ کسی ہوازن کی غلامی کروں۔ مگر پیغمبر خداؐ ثابت قدم اسی طرح پر جس طرح اول تھے' کھڑے رہے۔ ہرگز نہ ڈگے۔ اسی اثناء میں پھر مسلمان لوٹ کر آئے اور بڑی بھاری لڑائی ہوئی۔ خوب لڑے۔ داد شجاعت دی۔ جناب سرور کائناتؐ نے اپنا گھوڑا دلدل زمین پر بٹھلا کر ایک مٹھی مٹی کی ہاتھ میں لی اور اس مٹی کو مشرکین پر پھینک دیا۔ اس کے پھینکتے ہی کفار کی فوج کو شکست ہو گئی۔ سب بھاگے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ مارتے قتل کرتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ آخرکار مسلمانوں کی فتح ہوئی اور بہت سی عورتیں اور مرد قید میں آئے۔ ازاں جملہ شیما بنت الحارث اور اس کی والدہ حلیمتہ السعدیہ جو پیغمبر خداؐ کی رضاعی بہن تھی' گرفتار ہوئیں۔ اس نے پیغمبر خداؐ کے سامنے اپنا حال بیان کیا۔ چنانچہ کبھی لڑکپن میں حضرتؐ نے جو اس کی پیٹھ میں کاٹا تھا' وہ نشانی حضرتؐ کو دکھائی۔ حضرتؐ نے اس کی خاطر کے واسطے اپنی چادر بچھائی۔ اور بڑی خاطر اس کی کی۔ اور اس کو زاد راہ کھانے کے دیا اور جہاں اس نے اپنی قوم کا پتا بتلایا وہاں اس کو پہنچا دیا۔

محاصرۂ طائف

واضح ہو کہ جب قوم ثقیف حنین سے شکست کھا کر طائف کی طرف گرتے پڑتے پہنچے۔ تب سرور کائناتؐ بھی ان کے متعاقب جا پہنچے۔ ان لوگوں نے اپنے شہر کا دروازہ بند کر دیا۔ حضرتؐ نے اس شہر کا محاصرہ کچھ اوپر بیس روز تک کیا اور گوپھنوں سے لڑائی ہوتی رہی۔ پھر سرور کائناتؐ نے حکم دیا کہ جتنے درخت انگور کے قوم ثقیف کے ہیں' سب کاٹے جائیں۔ چنانچہ حسب الحکم امر جناب سرورؐ کے اسی وقت ظہور میں آئی۔ بعد ازاں پیغمبر خداؐ نے حکم کوچ کا دیا۔ چنانچہ وہاں سے رخصت ہو کر جعرانہ پر منزل کی۔ اس مقام پر جناب سرور کائناتؐ نے جتنا اسباب ہوازن کا لوٹ کر لائے تھے' سب چھوڑ دیا۔ چنانچہ بعض ہوازن آپ کے پاس آئے۔ پیغمبر خداؐ نے اپنا اور اولاد عبدالمطلب کا حصہ ان کے سپرد کر دیا

Presented by Ziaraat.Com

اور سب لوگوں کو ان کی عورتیں اور بچے اور اولاد ان کے سپرد کی۔ بعد ازاں ابن عوف سپہ سالار ان کا رسول اللہؐ سے آ کر مل گیا۔ اچھا کامل مسلمان ہو گیا۔ حضرتؐ نے اس کو اس کی قوم کا سردار مقرر کیا اور فرمایا جو کوئی ان قبائل میں سے مسلمان ہو تو اس کا سردار ہے۔ تعداد مال مغتنمہ لشکر اسلام کے یعنی جو اہل اسلام کو اس جائے سے مال غنیمت ہاتھ آیا' وہ یہ ہے۔ اونٹ چوبیس ہزار اور بکریاں چالیس ہزار سے زیادہ تھیں' چاندی چار ہزار اوقیہ۔ مگر جن لوگوں کا دل پرچانا حضرت کو منظور تھا' ان کو وہ عطا فرمائے۔ مثل ابی سفیان اور دونوں بیٹے اس کے یزید اور معاویہ کو۔ اور سہیل بن عمر اور عکرمہ بن ابی جہل اور حارث بن ہشام ابی جہل کے بھائی کو اور صفوان بن امیہ کو۔ یہ لوگ قوم قریش تھے۔ اور الاقرع بن حابس تمیمی اور عینیہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر الذبیانی کو اور سردار مقرر کیا۔ ابن عوف سپہ سالار قوم ہوازن اور جو کوئی اس جیسا تھا' اس کو بھی امارت دی۔ اور ہر ایک اشراف کو ایک سو اونٹ اور ماسوا ان کے اوروں کو چالیس چالیس۔ مگر عباس بن مرداس اسلمی کو چند اونٹ دیئے تھے۔ وہ راضی نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ اس نے اس امر پر چند شعر بھی کہے تھے۔ جن کو میں تذکرۂ شعراء عرب میں لکھ چکا ہوں۔ پیغمبر خداؐ نے فرمایا کہ اس کو اور دو کہ اس کی زبان بند ہو۔ چنانچہ اس کو پھر اتنے دیئے کہ وہ راضی ہو گیا۔ جب رسول خداؐ نے اس جا مال غنیمت تقسیم کیا انصاف کو مطلق کچھ نہ دیا۔ ان کو اس امر سے رنج ہوا اور حکمت عملی تم اس مقام پر نہیں سمجھتے ہو۔ میں نے فقط ان لوگوں کو تالیف قلوب کے واسطے مال تقسیم کیا ہے اور تمہارے مسلمان ہونے پر میرا بڑا بھروسہ ہے۔ کیا تم راضی نہیں ہو اس طرح سے کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے کر جائیں' اور تم رسول اللہؐ کو لے کر اپنی منازل قطع کرو۔ پھر آپ نے ان کی فضیلت میں یہ فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ۔ قسم ہے خدا کی اگر نہ ہوتی ہجرت تو البتہ میں ایک شخص مثل انصار کے ہوتا اور اگر آدمی چلتے اور راہوں پر میں انصار کی راہ پر چلتا۔ اے خداوند رحم فرما انصار پر اور ان لوگوں پر جو اولاد میں انصار کے ہوں اور ان لوگوں پر جو ان کی اولاد میں ہوں۔ جبکہ پیغمبر خداؐ مال غنیمت قبیلہ ہوازن کو تقسیم کر چکے

Presented by Ziaraat.Com

اور عینیہ بن حصن اور ابا سفیان بن حرب وغیرہ کو حصہ جات مذکورہ بالا دے چکے۔ ذوالخویصرہ نے جو اولاد تمیم کی ہے' نبیؐ سے کہا کہ ہم نے آپ کا عدل اور انصاف نہ دیکھا۔ جناب سرور کائناتؐ کو غصہ آیا۔ ارشاد کیا کہ افسوس ہے تم لوگوں پر۔ اگر عدل نہ کروں گا تو پھر عدل کہاں کروں گا۔ حضرت عمر بولے۔ کہ پیغمبر خداؐ مجھ کو حکم دیجئے کہ میں اس کو قتل کروں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں جانے دو' کیونکہ قریب ہے کہ اس سے ایک گروہ تم جیسے مسلمان پیدا ہو گا۔ یہ روایت ہے محمد بن اسحاق۔ ایک راوی یہ روایت کرتا ہے کہ ذوالخویصرہ نے بروقت فراغت پانے تقسیم مال غنیمت مذکورہ نے یہ کہا تھا کہ محمدؐ آپ نے تقسیم برابر نہ کی۔ اس مال کی اور میں خدا لگتی خالصاً" للہ کہتا ہوں۔ رسول اللہؐ نے ارشاد کیا کہ قریب ہے کہ نکلے گا اس شخص کے کنبے سے ایک ایسی قوم کہ وہ خارج ہوں گے دین سے مثل چھوٹ جانے تیر کے جب کمان سے علیحدہ ہوتا ہے' پھر وہ ہاتھ نہیں آتا۔ ان لوگوں کی گردن کے قریب ایمان نہ ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ذوالخویصرہ میں سے ایک شخص حرقوص بن زہیر البجلی جس کو ذمہ المزمہ بھی کہتے ہیں' ظاہر ہوا۔ اس شخص نے سب سے اول بیعت خوارج کے ہمراہ کی اور ان کی امامت کا قائل ہوا۔ اول ہی اول وہی خارجی ہوا۔ یہ نام ذوالخویصرہ پیغمبر خداؐ نے اس قوم کا رکھا تھا۔ جناب سرور کائناتؐ عمرہ باندھ کر مدینہ کو تشریف لے گئے اور عتاب ابن اسید بن ابی العیس کو مکہ پر اپنا خلیفہ مقرر فرما گئے۔ یہ شخص جوان تھا' تاہنوز بیس برس کی عمر کو نہ پہنچا تھا۔ اور اس کے پاس معاذ ابن جبل کو بھی واسطے تلقین اور وعظ مسائل کے چھوڑ گئے تھے۔ اسی سال میں عتاب بن اسید نے موافق معمول عرب کے حج خانہ کعبہ کا ادا کیا۔ درمیان ماہ ذی الحجہ ۸ھ ابراہیم بیٹا پیغمبر خداؐ کا ماریہ قبطیہ لونڈی سے پیدا ہوا۔ اور اسی سال یعنی ۸ھ میں حاتم نے وفات پائی تھی۔ یہ حاتم بیٹا عبداللہ بن سعد بن الحشرج کی اولاد طے بن ادو سے ہے۔ کنیت اس کی ابا سفانہ تھی۔ کیونکہ ایک اس کی بیٹی تھی اس کا نام سفانہ تھا۔ اس واسطے اس کو ابا سفانہ یعنی باپ سفانہ کا کہا کرتے تھے۔ یہ لڑکی حاتم مذکور کی پیغمبر خداؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف اندوز ملازمت ہوئی اور اپنے حال

Presented by Ziaraat.Com

کی جو اس مصیبت پر تھی، شکوہ گزار ہوئی تھی۔ یہ وہی حاتم ہے جس کی سخاوت اور کرم اور جود کی ضرب المثل مشہور ہے۔ یہ شخص شاعر جید تھا (مقولہ مترجم۔ چنانچہ میں تذکرۂ عرب میں اس کا حال مع اس کے اشعار کے لکھ چکا ہوں۔)

سنہ ۹ ہجری

جب نواں برس شروع ہوا تب نبیؐ مدینہ منورہ میں تشریف رکھتے تھے۔ لیکن قاصد عرب کے بہت آتے تھے۔ چنانچہ ایک عروہ بن مسعود ثقفی جو سردار قوم ثقیف کا تھا، اور بروقت محاصرہ نبیؐ کے مقام طائف میں موجود نہ تھا، مگر پھر حاضر ہو کر مسلمان جید ہو گیا تھا، وہ یہ کہا کرتا کہ یا رسول اللہؐ طائف کو تشریف لے چلئے۔ اگر وہاں آپ تشریف لے جائیں گے تو میں سب کو آپ کی خدمت میں لا حاضر کروں گا۔ اور یقین ہے کہ سب مسلمان ہو جائیں گے۔ رسول اللہؐ نے ارشاد کیا کہ وہ کافر تجھ کو مار ڈالیں گے۔ پیغمبر خداؐ نہ گئے وہ خود تن تنہا طائف میں گیا اور سب کو کہا کہ مسلمان ہو جاؤ۔ ایک شخص نے اس کی آنکھ میں تیر مارا فوراً مر گیا اور ایک قاصد عرب کی طرف سے اسی سال میں درمیان خلافت پیغمبر خداؐ کے کعب بن زہیر ابی سلمی آیا تھا، یہ وہ شخص ہے جس کا خون پیغمبر خداؐ نے ہدا فرمایا تھا۔ اس نے نبیؐ کی مدح میں ایک قصیدہ جو بانت سعاد مشہور ہے، کہا ہے جس کا اول مصرعہ یہ ہے **بانت سعاد فقلبی الیوم متبول** آپ نے اپنی چادر اس کو انعام میں عطا فرمائی جس کو معاویہ نے اپنے ایام خلافت میں بعوض چالیس ہزار درہم کے خرید کی تھی اور وہ چادر بطور وراثت خلفائے عباسیہ کے دورہ تک چلی آتی تھی آخرش قوم تاتار نے چھین لی۔

غزوۂ تبوک

درمیان ماہ رجب ۹ھ مذکور کے نبیؐ نے رومیوں سے لڑائی کا حکم دیا۔ لوگوں

Presented by Ziaraat.Com

کو بہ سبب دور ہونے راہ کے اور قوی ہونے دشمن اور بہ سبب اس کے کہ گرمی شدت سے پڑتی تھی اور شہروں میں قحط بھی ہو رہا تھا۔ اس لئے یہ مہم گراں معلوم ہوتی تھی۔ چنانچہ اسی واسطے اس کا نام جیش العسرۃ رکھا گیا ہے اور ایک بات یہ بھی تھی کہ لوگوں کی کھجوریں پک رہی تھیں۔ وہ چاہتے تھے کہ اسی مقام پر رہیں تاکہ اپنی کھجوروں کی خبرداری کریں۔ کیونکہ موسم کھجور کا آگیا ہے۔ بہر تقدیر سامان جنگ سب لوگوں سے بے خبر طیار کرکے مستعد جانے پر ہوئے۔ پیغمبر خداؐ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جو کچھ جس سے ہو سکے اس مہم کے لئے سامان نقد یا رسد وغیرہ کا مہیا کر دے۔ حضرت ابوبکر نے تمام اپنا مال جو ان کے پاس تھا' سب خدا کے نام پر دیا اور حضرت عثمان نے بھی بہت کچھ دیا۔ کہتے ہیں کہ تین سو اونٹ ان کے اور ایک ہزار دینار حضرت عثمان نے دیئے تھے۔ روایت کی گئی ہے کہ نبیؐ نے ارشاد کیا تھا کہ سوائے آج کے روز کے ان کو پھر کبھی تکلیف نہ ہو گی۔ جبکہ سب مجاہدین واسطے جنگ روم کے لئے آمادہ ہو چکے۔ تب عبداللہ ابن ابی منافق مع اپنے تابعین منافقین کے پیچھے رہ گیا اور تین اشخاص انصار میں سے کہ پیچھے رہ گئے تھے۔ ایک کعب ابن مالک دوسرا مراۃ الربیع تیسرا ہلال ابن امیہ۔ اس روز پیغمبر خدا بجائے اپنے حضرت علیؑ کو مقرر فرما گئے تھے۔ منافقین نے حضرت علیؑ سے کہا کہ رسول اللہؐ آپ کو بوجہ ہلکا کرنے واسطے چھوڑ گئے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے ہتھیار لے کر پیغمبر خداؐ سے جا ملے اور سب ماجرا آپ سے بیان کیا۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ وہ لوگ جھوٹے ہیں۔

حضرت علیؑ کی جانشینی

پیغمبر خداؐ نے فرمایا میں تم کو اپنے پیچھے اپنا خلیفہ بنا کر آیا ہوں۔ تم جاؤ اور میری خلافت کرتے رہو کیا تو راضی نہیں ہے۔ اس بات سے تیرا رتبہ ہو وہ جو ہارون کا رتبہ تھا نزدیک موسیٰؑ کے۔ مگر اتنی بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور پیغمبر خداؐ کے ہمراہ تیس ہزار مسلمان تھے اور دس ہزار سوار۔ ان لوگوں کو راہ میں پیاس اور گرمی کی بہت شدت ہوئی تھی۔ جب مقام الحجر پر جو کہ ارض ثمود میں ہے' پہنچے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کو منع کر دیا۔ کہ

Presented by Ziaraat.Com

کوئی اس چشمہ کا پانی نہ پیتا اور اگر بہت پیاسا ہو کر کسی نے کچھ پی لیا تو مناسب ہے کہ قے کر ڈالے اور اگر آٹا گوندھا ہو تو اونٹوں کو کھلا دو۔ جبکہ سرور کائنات تبوک کے پاس پہنچے بیس روز تک وہاں قیام پذیر رہے۔ بعد عرصہ مذکور کے یوحنا حاکم ایلہ کا آپ کے پاس آیا اور جزیہ دینا قبول کیا اور حضرتؐ سے صلح کر گیا۔ ان کے جزیہ میں سو دینار ٹھہرا اور اہل اذرج نے اقرار کیا کہ ہر رجب کے مہینے ایک سو دینار جزیہ میں ہم دیا کریں گے۔ پھر آپ نے خالد بن ولید کو پاس اکیدر بن عبدالملک نصرانی کے جو قوم کندہ سے ایک حاکم دومتہ الجندل کا تھا' روانہ فرمایا۔ خالد نے اس کو جا کر پکڑ لیا۔ اور اس کے بھائی کو مار ڈالا۔ اس کی قبا دیبا کی جو سونے کی تاروں سے بنی ہوئی تھی' رسول اللہ کے پاس بھیجی۔ مسلمانوں نے اس کو دیکھ کر بہت تعجب کیا۔ بعد ازاں خالد مع اکیدر کے شرف اندوز ملازمت ہوا۔ آپ نے اس کا خون معاف فرمایا اور جزیہ کے ادا کرنے پر صلح کر لی۔ اور حکم دیا کہ اس کو چھوڑ دو۔ جس وقت پیغمبر خداؐ مدینہ کو تشریف لائے۔ ان تین آدمیوں نے جو آپ کے ہمراہ نہ گئے تھے' اور پیچھے بیٹھ رہے تھے ہر ایک نے عذر بیان کئے۔ پیغمبر خداؐ نے حکم دیا کہ ان سے کوئی شخص کلام نہ کرے ان سے سب نے بولنا چھوڑ دیا۔ اس امر سے وہ لوگ بہت تنگ ہوئے اور جان ان کی ضیق میں ہوئی۔ چنانچہ اسی حال میں پچاس روز تک رہے۔ بعد ازاں جب ایک آیت قرآن شریف میں ان لوگوں کی توبہ کے باب میں نازل ہوئی۔ اس وقت مسلمانوں سے ان کا ملاپ ہوا۔ اور بول چال ہوئی۔ پیغمبر خداؐ درمیان ماہ رمضان کے مدینہ مبارک میں تشریف لائے تھے۔ جب مدینہ منورہ کو قدوم میمنت لزوم سے رشک ارم فرما چکے اس وقت قوم ثقیف کی طرف سے مقام طائف میں سے ایک قاصد آیا۔ اس وقت یہ لوگ مشرک تھے مگر یہ مسلمان ہو گئے تھے۔ یہ لوگ پیغمبر خداؐ سے یہ کہتے تھے کہ لات کو جس کو ہم لوگ پوجتے ہیں' تین برس تک نہ ڈھاؤ۔ پیغمبر خداؐ انکار فرماتے رہے۔ پھر یہ لوگ کہنے لگے کہ ایک مہینہ چھوڑ دیجئے' آپ نے یہ بھی نہ مانا۔ پھر وہ کہنے لگے کہ ہم مسلمان ہوتے ہیں لیکن نماز کے پڑھنے سے معاف کیجئے۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ جس دین میں نماز نہیں وہ دین بہت برا

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ آخر کو انہوں نے مان لیا اور مسلمان ہو گئے۔ پھر آپ نے ان کے ہمراہ مغیرہ ابن شعبہ اور ابو سفیان بن حرب کو لات کے ڈھانے کے واسطے روانہ فرمایا۔ مغیرہ نے جا کر اس کو ڈھا دیا اس وقت تمام عورتیں قوم ثقیف کی برہنہ روتی ہوئی نکلیں کیونکہ یہ امر ان پر بہت ناگوار گزرا۔

تبلیغ سورۂ برات

درمیان ۹ ہجری کے پیغمبر خداؐ نے حضرت ابوبکر کو واسطے ادائے حج کعبہ شریف کے ہمراہ تین سو مرد کے روانہ فرمایا۔ اور اپنی طرف سے بیس اونٹ واسطے قربانی کے ساتھ کر دیئے تھے۔ ابھی حضرت ابابکر حلیفہ ہی تک پہنچے تھے کہ ان کی طرف حضرت نے حضرت امیرالمومنین علیؑ کو یہ فرما کر روانہ فرمایا کہ تم خانہ کعبہ میں چند آیات سورۂ برات کی پڑھ کر لوگوں کو سنانا۔ اور یہ منادی کرنا کہ اب کے سال کوئی مشرک اور بدن سے ننگا حج کرنے کو نہ آئے۔ یہ بات سن کر حضرت ابوبکر راہ ہی سے مراجعت کر کے پیغمبر خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا میرے بعد کوئی نیا حکم آسمان سے نازل ہوا ہے۔ آپ نے ارشاد کیا کہ نہیں۔ کوئی نیا حکم صادر نہیں ہوا۔ بلکہ بات یہ ہے کہ عہدہ احکام کے پہنچانے کا میرا ہے۔ اگر میں نہ ہوں تو کوئی شخص جو قریب میرا ہو' وہ ادا کرے۔ اے ابابکر تجھ کو وہ فضیلت کافی نہیں ہے تو میرا مصاحب خار غار میں تھا اور حوض کوثر پر میرے ہمراہ ہو گا۔ ابوبکر نے عرض کیا کہ سچ ہے یا رسول اللہؐ۔ بعد ازاں ابوبکر حج کو تشریف لے گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ لوگوں کو سورۂ برات عین بقرعید کے روز سنا رہے تھے اور یہ ارشاد کرتے جاتے تھے کہ اب کے سال میں کوئی ننگا یا کوئی مشرک حج نہ کرے۔ یہ بیان نقل کیا گیا ہے کہ کتاب اشراف مسعودی سے اور اسی سال میں یعنی درمیان ماہ ذیقعدہ سنہ ۹ ہجری کے بعد جب عبداللہ بن ابی سلول منافق بھی فوت ہوا۔

Presented by Ziaraat.Com

[illegible]

Presented by Ziaraat.Com

تھا۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ بعد عمرہ کے سر منڈانا وغیرہ حلال ہو جانا' بعد ازاں حج کریں یا فقط حج ہی تھا۔ ظاہر مذہب یہ ہے کہ حج اور عمرہ دونوں تھے اور حضرت نے ہمراہ لوگوں نے حج کیا ہے۔ اس حج میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی حالت احرام میں تشریف لائے تھے۔ حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ اے علی جو تیرے ساتھیوں نے نیت کی ہے وہ ہی تو بھی نیت کرتا نہیں یعنی سر منڈا کے محل ہو جانا جیسے کہ تیرے ساتھی سر منڈا کر محل ہو گئے۔ حضرت علیؑ سے عرض کی کہ میری نیت وہ ہے جو رسول اللہؐ کی نیت ہے۔ چنانچہ وہ احرام ہی میں رہے اور پیغمبر خداؐ نے ان کی طرف سے بھی قربانی کی۔ اور پیغمبر خداؐ نے لوگوں کو مناسک حج سب تعلیم کئے اور سب سنتیں اپنی بتلائیں۔ اس اثناء میں ایک آیت آسمان سے نازل ہوئی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:

"کہ آج کے روز ناامید اور مایوس ہو گئے کافر لوگ۔ پر کچھ خوف نہ کرو تم ان کا مگر مجھ سے ڈرو آج کے روز۔ پورا کر دیا تمہارا دین اور تمام کر دی تم پر اپنی نعمت اور راضی ہوا ہوں میں تمہاری اس بات سے کہ دین تمہارا اسلام ہے۔"

حضرت ابوبکر اس آیت کو سن کر رونے لگے کیونکہ وہ جان گئے تھے کہ بعد کمال سوائے نقصان کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اور یہ آیت پیغمبر خداؐ کی مرگ کی خبر دیتی ہے۔ بعد ازاں رسول مقبولؐ نے ایک خطبہ پڑھا اور اس خطبہ میں احکام اسلام کے لوگوں کو سنائے اور اول احکام میں ایک یہ آیت ہے کہ حساب مہینوں کا ملا جلا دینا بھی زیادتی' کفر پر دال ہے اور زمانہ پھر آیا ہے اپنی ہی ہیئت پر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تھا۔ (یعنی جس زمین اور آسمان پیدا کئے تھے) اور تعداد مہینوں کی اللہ کے نزدیک بارہ ہیں۔ پر اپنا حج تمام کیا۔ اس حج کو حج الوداع اس واسطے کہتے ہیں کہ رسول مقبولؐ نے اس کے بعد پھر حج نہیں کیا۔ بعد فراغت حج مذکور کے پیغمبر خداؐ مدینہ کو مراجعت کر آئے اور اس سال کے پورے ہونے تک مدینہ ہی میں مقیم رہے۔

Presented by Ziaraat.Com

وصال سرور کائنات ؐ

جب کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حج الوداع سے فراغت پا کر مدینہ میں تشریف لائے تا تمام ہونے سال دہم اور تا اختتام ماہ محرم یا کچھ زیادہ یعنی ماہ صفر تک اچھے تندرست رہے۔ آخر ماہ صفر ااھ میں بعضے کہتے ہیں دو روز اس مہینے کے تمام ہونے کے رہے تھے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بیمار ہوئے۔ اس روز آپ زینب بنت جحش کے گھر میں تھے۔ جو آپ کی ایک زوجہ ہیں' تشریف رکھتے تھے۔ مگر حضرتؐ اپنی باری کے موافق سب اپنی بی بیوں کے گھر میں آتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کا مرض بہت شدت سے بڑھ گیا۔ تب جناب سرورؐ نے سب بی بیوں کو جمع کر کے اس امر کی اجازت چاہی' چونکہ میں بیمار بہت شدت سے ہوں اب تم مجھ کو اجازت دو کہ میں ایک بیوی کے گھر میں مقیم رہوں۔ سب نے عرض کی کہ عائشہؓ کے گھر میں آپ تشریف رکھئے۔ چنانچہ حضرت وہاں تشریف لے گئے۔

اور حضرت نے ایک لشکر اپنے غلام اسامہ[۱۲۶] بن زید کے ہمراہ کر دیا۔ مگر اس کو آپ نے بہت تاکید چلنے کے وقت سبب اپنے مرض کے کر دی تھی۔

روایت ہے حضرت عائشہ ام[۱۲۷] المومنین فرماتی ہیں کہ جس وقت رسول خداؐ میرے گھر میں تشریف لائے اس روز میرے سر میں درد تھا اور میں کہہ رہی تھی۔ ہائے سر' ہائے سر۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ اے عائشہ میں بھی یہی کہہ رہا ہوں ہائے سر' ہائے سر۔ پھر حضرت نے عائشہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے عائشہ اگر تو میرے آگے مر جاتی تو میں اپنے ہاتھ سے تجھے کفناتا اور نماز تیرے جنازہ کی پڑھتا اور تجھ کو اپنے ہاتھ سے دفن کرتا۔ حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ یہ سب کچھ کرتے مگر گھر میں آکر بالکل بھول جاتے اور کسی بیوی سے دل لگا لیتے۔ پھر کچھ بھی یاد نہ رہتا۔ پیغمبر خداؐ ہنسے اور عین حالت مرض ہی میں کہ جب آپ عائشہ ہی کے گھر میں تھے' حضرت کو فضل ابن عباس اور علی ابن ابی طالب دونوں نے بموجب ارشاد رسول خداؐ کے اٹھایا۔ حضرت منبر پر بیٹھے اور اللہ کی حمد

Presented by Ziaraat.Com

کی اور ارشاد کیا کہ اے لوگو! جس کسی کی پیٹھ میں میں نے کوڑے مارے ہوں اب یہ میری پیٹھ حاضر ہے اپنا عوض لے لے اور جس کسی کو میں نے گالی دی ہو' میری آبرو عزت موجود ہے' اپنا بدلہ لے لیوے۔ اور جس کسی سے میں نے کچھ مال لیا ہو یہ مال میرا موجود ہے اپنا مال لے لیوے۔ اور کچھ حکومت یا سیاست کا میری طرف سے خیال نہ کرے۔ کیونکہ میری یہ شان سے بعید ہے۔ پھر آپ منبر سے نیچے اترے اور ظہر کی نماز پڑھی۔ بعد فراغت نماز کے پھر منبر پر تشریف لائے اور جو اول فرما رہے تھے وہ ارشاد کرنے لگے۔ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یا حضرت مجھ کو تین درم آپ سے لینے ہیں۔ حضرت نے اس کو دے دیئے۔ پھر حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ یاد رکھو فضیحت ہونا دنیا کا آسان ہے آخرت کی فضیحت سے۔ پھر آپ نے دعا اصحاب احد پر کی اور طلب مغفرت ان کے واسطے جناب باری سے کی۔ پھر حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ سنو بندہ کو خدا تعالیٰ نے دنیا پر اور دین پر بھی اختیار دیا ہے۔ جو چاہے اختیار کر لے۔ حضرت ابوبکر پھر روئے اور بسبب فرط محبت کے فدا شوم کہتے تھے۔ پھر حضرت نے انصار کو وصیت فرمائی۔ جب آپ کو بہت شدت سے درد ہوا کہ اس وقت گفتگو کرنی مشکل تھی تب آپ ۵۲۸ نے ارشاد کیا کہ ایک دوات اور کاغذ سفید میرے پاس لاؤ۔ میں ایک وثیقہ وصیت کتاب تم کو لکھ دوں تاکہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ۔ اس لکھنے پر آپس میں جھگڑا برپا ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ نبی کے پاس جھگڑنا مناسب نہیں ہوتا۔ لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ آج جدا ہوتے ہیں۔ یہ حال سن کر بہت لوگ آپ کی بیمار پرسی کے واسطے جانے لگے۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ میرے پاس کوئی نہ آؤ کیونکہ مجھ کو بیماری کی طرف بہ نسبت تمہارے تکلیف دینی آسان معلوم ہوتی ہے۔ پیغمبر خداؐ اپنے ایام مرض میں لوگوں کے ساتھ نماز ادا کرتے رہے مگر تین روز آپ نے نماز لوگوں کے ساتھ نہیں پڑھی تھی۔ ان تین ایام میں یہ حال تھا جب اذان سنی اس وقت ارشاد کیا کہ ابوبکر کو ۵۲۹ کہے جاؤ تاکہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ جب حضرت کا مرض بہت شدت پر ہوا تب یکشنبہ کے روز ڈیڑھ پہر دن چڑھے بعضے کہتے ہیں کہ پوری دوپہر کو رحلت فرمائی۔ حضرت

Presented by Ziaraat.Com

عائشہ فرماتی ہیں کہ بوقت موت رسالت مآبؐ کے میں نے آپ کو دیکھا تھا آپ کے پاس ایک پیالہ پانی کا تھا۔ آپ اپنا ہاتھ اس پیالہ میں ڈالتے جاتے تھے اور منہ پر پانی ملتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے خداوند مدد کر میری سکرات موت پر۔ عائشہ کہتی ہیں کہ جب میری گود میں حضرت کا بوجھ بہت ہو گیا تب میں آپ کا چہرہ دیکھتی تھی کہ آپ کی چشم مبارک کھلی تھیں اور حضرت اس وقت فرما رہے تھے **الرفیق الاعلیٰ** عائشہ کہتی ہیں کہ جب حضرتؐ نے مٹھیاں بند کر لیں تب میں نے آپ کا سر مبارک پر تکیہ پر رکھ دیا اور میں کھڑی ہو کر ہمراہ عورتوں کے رونے لگی۔ حضرتؐ کی وفات روز یکشنبہ بارہویں تاریخ ربیع الاول کو ہوئی تھی۔ اس روایت کے موافق معلوم ہوتا ہے کہ جس روز پیدا ہوئے تھے اسی روز انتقال فرمایا۔ بعد وفات رسول مقبولؐ کے اکثر باشندگان عرب اسلام سے پھر کر مرتد ہو گئے مگر باشندگان مدینہ اور مکہ اور طائف کے لوگ بچے رہے۔ یہ لوگ مرتد نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ بہ سبب خوف مرتدین کے عتاب ابن اسید بن ابی العیص بن امیہ جو ایک عامل مکہ کا پیغمبر خدا کی طرف سے تھا، اپنی جان بچانے کے واسطے کہیں چھپ گیا۔ اس سبب سے مکہ کے باشندے ہی لڑکھڑا گئے تھے اور قریب تھا کہ مرتد ہو جائیں، لیکن سہیل ابن عمر نے کعبۃ اللہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر سب قریش اور ماسوا ان کے اوروں کو بلایا۔ جب سب آ چکے تب سہیل نے کہا کہ اہل مکہ سب سے پیچھے مسلمان ہوئے ہو، مرتد ہونے میں تو سب سے اول مرتد نہ ہو۔ یہ امر باعث خوشنودی خدا ہے۔ اس نے فرمایا ہے کہ منع کر اہل مکہ کو مرتد ہونے سے۔ اور قاضی شہاب الدین ابن ابی الدم اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ بعد وفات پیغمبر خدا کے ایک گروہ پیغمبر خدا پر ہجوم کر کے مجتمع ہوا۔ سب لوگ حضرت کو دیکھتے تھے اور مضطرب اور پریشان ہو کر یہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہؐ فوت نہیں ہوئے بلکہ مثل حضرت عیسیٰؑ مسیح آسمان پر چلے گئے ہیں اور دروازہ پر منادی کر دی کہ حضرت کو دفن نہ کرنا کیونکہ آپ فوت نہیں ہوئے۔ چنانچہ اسی طرح پر آپ کا جنازہ رکھا رہا۔ دفن نہ کرنے دیا۔ یہاں تک کہ آثار موت نمودار ہوئے۔ اس وقت آپ کے چچا عباس تشریف لائے اور کہا قسم ہے

Presented by Ziaraat.Com

اس خدائے وحدہ لا شریک کی پیغمبر خداؐ نے وفات پائی۔ اب مجھ کو کچھ شک نہیں۔

تجہیز و تکفین

کہتے ہیں کہ جس روز رسول مقبولؐ نے انتقال فرمایا اس کے تیسرے دن کے بعد یا چوتھے روز روایت صحیح یہی ہے کہ چوتھے روز مدفون ہوئے اور تین روز تک بدوں تدفین کے حضرت کا جنازہ رکھا رہا۔ یہ وہ لوگ جو آپ کے تن مبارک کے غسل کے لئے مقرر ہوئے تھے، وہ یہ ہیں۔ علی ابن ابی طالب اور عباس اور فضل اور قثم یہ دونوں بیٹے حضرت عباس کے تھے اور اسامہ بن زید اور شقران غلام رسول اللہؐ کا، حضرت عباسؓ اور ان کے دونوں بیٹے پیغمبر خداؐ کو کروٹیں دیتے جاتے تھے اور اسامہ بن زید اور شقران پانی ڈالتے جاتے اور حضرت علیؓ نہلاتے تھے اور حضرتؐ کے تن مبارک پر کرتا پہنائے ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت علیؓ یہ فرماتے جاتے تھے کہ قربان ہو جائیں میرے ماں اور باپ حضرت پر کس قدر خوشبو سے حضرت کو شوق تھا زندگی میں جو لپٹ خوشبو کی آتی تھی وہ ہی بعد موت کے بھی آتی ہے اور جو وارداتیں حضرت کے مرنے کے بعد دیکھنے میں آئیں وہ زندگی میں نہیں دیکھی گئی تھیں۔ کفن آپ کو تین کپڑوں کا دیا گیا تھا۔ دو کپڑے سفید اور ایک چادر یمانی چھپی ہوئی۔ بعد فراغت نماز جنازہ جس جگہ پیغمبرؐ نے رحلت فرمائی تھی اسی جگہ حضرتؐ کو دفن کیا۔ ابو طلحہ انصاری نے آپ کی قبر کھودی اور حضرت علی ابن ابی طالب اور فضل اور قثم دونوں بیٹوں عباس کے، نے آپ کو درمیان قبر کے پہلے آپ اتر کر اتارا۔

سن و سال

واضح ہو کہ درمیان مدت عمر رسول اللہؐ کے اختلاف ہے۔ مشہور یوں ہے

Presented by Ziaraat.Com

کہ آپ کی عمر تریسٹھ برس کی تھی۔ بعضے کہتے ہیں پینسٹھ برس کی تھی۔ بعضے ساٹھ برس کی عمر بیان کرتے ہیں۔ مگر مختار مذہب یہ ہے کہ چالیس برس کی عمر میں حضرت نے اعلان نبوت کیا اور تیرہ برس تک لوگوں کو ہدایت درمیان مکہ کے فرماتے رہے اور بعد ہجرت کے دس برس تک مدینہ میں ہدایت کی۔ اس کی جمع کچھ اوپر تریسٹھ برس ہوتی ہیں۔ اس کی تحقیق درمیان ذکر ہجرت کے ہم بخوبی بیان کر چکے ہیں۔

شکل و شباہت

حضرت علی ابن ابی طالب فرماتے ہیں کہ پیغمبر خداؐ نہ لمبے تھے' نہ پست قامت تھے۔ یعنی میانہ قد مبارک تھا اور حضرت کا سر مبارک بڑا تھا۔ ڈاڑھی بہت بڑھی ہوئی اور دونوں ہاتھ پیروں کی ہتھیلیاں سخت تھیں اور تمام اعضاء بدن کے فربہ تھے اور چہرہ مبارک سرخ تھا اور کہا گیا ہے کہ حضرت سیاہ چشم کشادہ مو نرم رخسارہ تھے۔ اور لمبی گردن آپ کی ایسی تھی گویا چاندی کی صراحی رکھی ہوئی ہے اور حضرت انس کہتے ہیں کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے بہت بوڑھا بھی نہیں کیا تھا۔ آپ کی ڈاڑھی میں بیس بال سفید تھے اور سر کی چاندی پر بھی بال تھے اور حضرت خضاب بھی کیا کرتے تھے مہندی اور نیل سے' اور دونوں مونڈھوں کے بیچوں بیچ پیغمبر خداؐ کی مہر نبوت تھی۔ وہ ایک پارہ گوشت کا علیحدہ تھا جس کے گردا گرد بال تھے اور مقدار میں برابر کبوتر کے انڈے کے تھا۔ کہتے ہیں رنگ اس مہر نبوت کا سرخ تھا۔ شہاب الدین ابن ابی الدم اپنی تاریخ مظفر میں کہتا ہے کہ ابو رشمہ ایک طبیب تھا۔ درمیان ایام جاہلیت کے اس نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ اگر ارشاد کیجئے تو میں اس کی دوا کروں جو آپ کے مونڈے پر ہے۔ حضرت نے فرمایا جس نے اسے پیدا کیا ہے وہی اس کی دوا کرے گا۔

خلق خاتم الانبیاءؐ

Presented by Ziaraat.Com

پیغمبر خداؐ درمیان سب آدمیوں کے تیز عقل اور ذی ہوش اور صاحب رائے تھے۔ ہمیشہ ذکر خداؐ کرتے اور لغویات کبھی نہ کرتے۔ اور بشاش چہرہ' صورت چپ چاپ' نرم خو' خوش خلق رہتے تھے۔ اور آپ کے نزدیک قریب اور بعید قوی اور ضعیف اپنے اپنے حق میں برابر تھے۔ اور مساکین و غربا سے محبت رکھتے اور فقیر کو بہ سبب احتیاج یا افلاس کے کبھی حقیر نہ سمجھتے تھے اور کسی بادشاہ سے بہ سبب اس کی سلطنت یا حکومت کے کبھی نہ ڈرتے اور اشرافوں کے تالیف قلوب فرماتے اور اپنے اصحاب سے بہت ملے جلے رہتے۔ کبھی ان سے نفرت نہ فرماتے۔ جو کوئی شخص حضرت کے پاس آکر بیٹھتا تحمل فرماتے۔ کبھی نہ گھبرا کر اس سے منہ موڑتے جب تک وہی شخص نہ چلا جاتا اور جس شخص سے مصافحہ کرتے اول آپ اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے۔ جب تک وہی نہ چھوڑتا۔ اور جو کوئی شخص اپنی غرض کے لئے حضرت کو کھڑا کر لیتا اس کے ساتھ کھڑے رہتے۔ جب تک وہی نہ چلا جاتا ہرگز وہاں سے نہ ہلتے اور اپنے اصحاب پر بہت مہربانی فرمایا کرتے۔ سب کی مزاج پرسی فرماتے اور زمین پر بیٹھ کر بھیڑوں کا دودھ دوہتے اور اپنی جوتی آپ گانٹھ لیتے۔ کپڑے پر پیوند لگا لیتے تھے اور گنٹھی ہوئی جوتی اور پیوند لگے کپڑے پہنتے۔

ابو ہریرہ کہتا ہے کہ رسول اللہؐ نے مرتے دم تک تمام عمر میں جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی اور کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک مہینے یا دو مہینے متواتر اہل بیت پر ایسی سختی گزرتی تھی کہ چولہے میں آگ تک نہیں سلگتی تھی۔ کھجوریں کھا کر اور پانی پی کر بیٹھ رہتے تھے اور رسول اللہؐ اپنے پیٹ پر پتھر بہ سبب بھوک کے باندھ لیا کرتے تھے۔

اولاد

واضح ہو کہ سوائے ایک لڑکے ابراہیم کے سب اولاد پیغمبر خداؐ کی حضرت

Presented by Ziaraat.Com

خدیجہؓ زوجہ اول رسول خداؐ سے پیدا ہوئی تھی۔ مگر ابراہیم لڑکا ماریہ قبطیہ سے جو آپ کی لونڈی تھی، سے پیدا ہوا تھا۔ یہ لڑکا آٹھویں سال ہجری میں درمیان ماہ ذی الحجہ کے پیدا ہوا اور دسویں برس ہجری میں فوت ہوا۔

نقل ہے کتاب اشراف مسعودی سے اس میں لکھا ہے کہ ابراہیم لڑکا ایک برس دس مہینے کا فوت ہوا۔ اور تفصیل اولاد نبیؐ کی جو خدیجہ سے پیدا ہوئی تھی یہ ہے:

> ایک لڑکا قاسم جس کے نام سے رسول خداؐ کی کنیت ابو القاسم ہے۔ دوسرا لڑکا طیب، تیسرا لڑکا طاہر، چوتھا عبداللہ۔ یہ لڑکے صغیر سن بچپن ہی میں مر گئے تھے۔ اور لڑکیاں بھی چار پیدا ہوئی تھیں۔ فاطمہ زوجہ حضرت علی ابن ابی طالب اور زینب زوجہ ابو العاص کی جب کہ ابی العاص کافر تھا ایمان نہ لایا تھا، آپ نے اپنی بیٹی زینب کو اس سے چھڑوا لیا تھا مگر پھر جبکہ وہ مسلمان ہو گیا تب آپ نے وہی نکاح اول ہی رہنے دیا اور حضرت زینب کو اس کے حوالہ کر دیا۔ نکاح دوسری دفعہ نہیں ہوا۔ ایک لڑکی مسماۃ رقیہ دوسری ام کلثوم۔ ان دونوں کا نکاح حضرت عثمان سے ہوا۔ اس طرح پر اولاً رقیہ سے ہوا، جب وہ فوت ہو گئیں تب دوسری دفعہ ام کلثوم سے نکاح کر دیا۔

ازواج

رسول اللہؐ کا نکاح پندرہ بیویوں سے ہوا تھا۔ تیرہ عورتیں زوجیت میں رہیں اور باقی دو نہیں رہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ گیارہ عورتیں زوجیت میں رہیں۔ بہر تقدیر بعد رحلت جناب رسول خداؐ کی نو بی بیاں سوائے ماریہ قبطیہ لونڈی کے موجود تھیں۔ وہ نو یہ ہیں:

Presented by Ziaraat.Com

عائشہ بیٹی ابابکر کی، حفصہ بیٹی عمر کی، سودہ بیٹی زمعہ کی اور زینب بیٹی جحش کی، میمونہ اور صفیہ اور جویریہ اور ام حبیبہ اور ام سلمہ۔

کاتبان

پیغمبر خدا کے منشی یہ لوگ تھے۔ عثمان بن عفان، علی ابن ابی طالب، خالد ابن سعید بن العاص، ایان بن سعید، العلا بن الحضرمی۔ اول سب سے کتاب رسول اللہ ابی بن کعب نے کی ہے اور زید بن ثابت بھی لکھتے تھے۔ اور عبداللہ ابن سعد ابی سرح جو مرتد ہو کر پھر مسلمان ہو گیا۔ جس روز مکہ فتح ہوا۔ اور بعد فتح کے معاویہ بن ابو سفیان نے بھی رسول اللہ کی کتابت کی ہے۔

اسلحہ جات

جملہ سلاح رسول اللہ سے ایک تلوار مسمی ذوالفقار تھی۔ جنگ بدر میں یہ تلوار حضرت کے ہاتھ منبہ بن الحجاج السمی سے ہاتھ آئی تھی۔ بعضے کہتے ہیں کہ کوئی اور شخص اس کا مالک تھا اور تین تلواریں بنی قینقاع کے جنگ میں سے بطور غنیمت آپ کے ہاتھ میں آئیں۔ ان کو ہمراہ اپنے لئے ہوئے مدینہ کو تشریف لائے تھے۔ اور تین تیر اور تین کمان اور دو زرہ بھی آپ کے پاس تھیں۔ یہ غنیمت بنی قینقاع سے دستیاب ہوئی تھی۔ اور ایک ڈھال بھی آپ کے ہاتھ آئی جس میں ایک تصویر بنی ہوئی تھی جبکہ صبح ہوئی اس تصویر کو حضرت نے مٹا دیا۔

تعداد غزوات

کہتے ہیں کہ انیس (۱۹) لڑائیاں پیغمبر خدا نے کی ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ

Presented by Ziaraat.Com

چھبیس (۲۶)۔ بعضے کہتے ہیں کہ ستائیس (۲۷)۔ اور آخر جنگ رسول خداؐ کا غزوہ تبوک کہلاتا ہے۔ ان سب لڑائیوں میں قتال نہیں ہوا بلکہ قتال فقط نو لڑائیوں میں ہوا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں۔

جنگ بدر، جنگ احد، جنگ خندق، جنگ قریظہ، جنگ مصطلق، جنگ خیبر، جنگ فتح مکہ، جنگ حنین، جنگ طائف، باقی اور لڑائیوں میں قتال نہیں ہوا۔ اور تعداد افواج میں بھی کلام ہے۔ بعضے کہتے ہیں پینتیس (۳۵) سریہ بعضے اڑتالیس (۴۸) سریہ بیان کرتے ہیں۔ سریہ چار سو آدمی کی فوج کو کہتے ہیں)

اصحاب پیغمبرؐ

واضح ہو کہ علماء کا اس امر میں اختلاف ہے کہ کس شخص پر اطلاق صحابی کا درست ہے۔ چنانچہ معبد بن مسیب کہتا ہے کہ جو شخص ایک برس یا زیادہ ایک برس سے پیغمبر خداؐ کی صحبت میں رہا ہو اور اس نے ایک آدھ جنگ میں بھی رسول اللہؐ کے شامل ہو کر کی ہو میں اس کو صحابی کہتا ہوں۔ سوا اس کے میرے نزدیک صحابی نہیں ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ جو شخص حد بلوغت کو پہنچا ہو اور مسلمان ہو کر پیغمبر خداؐ کو بھی دیکھا ہو وہ صحابی ہے۔ اگرچہ وہ ایک ساعت ہی پیغمبر خداؐ کی صحبت میں بیٹھا ہو۔ بعضے یہ کہتے ہیں کہ جس شخص کو جناب رسول خداؐ سے ایک خصوصیت ہو اور رسول مقبولؐ کو بھی اس سے خصوصیت ہو اور وہ رسول اللہؐ کے ہمراہ سفر حضر میں ہمراہ بھی رہا ہو، وہ صحابی ہے۔ ماسوا اس کے صحابی نہیں۔ اکثر کا مذہب یہ ہے کہ صحابی وہ شخص ہے جو مسلمان ہو گیا اور اس نے پیغمبر خداؐ کو دیکھا اگرچہ تھوڑی ہی دیر دیکھا ہو، اب تعداد ان صحابیوں کی مطابق قول اخیر کے یہ ہے کہ نبیؐ نے جس سال میں مکہ شریف فتح کیا اس وقت آپ کے ہمراہ دس ہزار مسلمان تھے اور جنگ حنین میں بارہ ہزار اور حج الوداع میں چالیس ہزار اور بروقت وفات رسالت مآب کے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابی

Presented by Ziaraat.Com

تھے۔

مراتب

مرتبے صحابیوں کے یہ ہیں۔ کہ مہاجرین افضل ہیں انصار پر بطریق اجمال اور بطریق تفصیل یہ ہیں کہ جو انصار سب سے اول ہیں وہ متاخرین مہاجرین پر فضیلت رکھتے ہیں۔ اہل تواریخ نے صحابہ کے کئی طبقے مقرر کیے ہیں۔ طبقہ اولی میں وہ لوگ ہیں جو سب سے پہلے مسلمان ہوئے جیسا کہ خدیجہ اور علی اور زید اور ابی بکر اور جو ان کے قریب کچھ فاصلہ بعد ہے لیکن دار الندوہ کے مسلمان نہیں ہیں۔ طبقہ ثانیہ میں وہ اصحاب ہیں جو دار الندوہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ ان میں حضرت عمر ہیں۔ تیسرا طبقہ ان صحابیوں کا شمار کیا جاتا ہے جو ہجرت کرکے حبشہ میں جا رہے تھے۔ چوتھا طبقہ صحابیوں کا وہ ہے جو طبقہ اولیٰ میں مسلمان ہوئے تھے۔ یہ لوگ سباق انصار کہلاتے ہیں۔ پانچواں طبقہ ان صحابیوں کا ہے جو عقبہ ثانیہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ چھٹے طبقہ میں اصحاب عقبہ ثالثہ کے ہیں جو ستر آدمی تھے۔ ساتویں طبقہ میں وہ مہاجرین ہیں جو پیغمبر خداؐ سے بعد آپ کی ہجرت کرنے کے شامل ہوئے اور حضرت اس وقت قبا میں تشریف رکھتے تھے۔ جن ایام میں کہ مسجد نبوی تیار ہوئی تھی۔ آٹھویں طبقہ میں اصحاب اہل بدر کبریٰ کے ہیں۔ نویں طبقہ میں وہ اصحاب ہیں جنہوں نے ہجرت درمیان بدر اور حدیبیہ کی ہے۔ دسویں طبقہ میں وہ اصحاب ہیں جنہوں نے بیعت رضوان مقام حدیبیہ میں نیچے ایک درخت کے کی تھی۔ گیارھواں طبقہ صحابہ کا وہ ہے جو بروز فتح مکہ مسلمان ہوئے۔ بارھواں طبقہ ان لوگوں کا ہے جنہوں نے نبی صلعم کو دیکھا۔ اہل صفہ بھی انہیں صحابہ میں ہیں۔ یہ لوگ فقراء تھے۔ نہ ان کے گھر بار تھے نہ کنبہ تھا۔ مسجد میں سو رہا کرتے تھے۔ درمیان زمانہ رسول اللہ صلعم کے صفہ ہی ان کی خوابگاہ تھی۔ اسی واسطے اس کی طرف منسوب کرکے ان کو اصحابہ الصفہ کہتے ہیں۔ جب رات کا وقت کھانے کا ہوتا رسول اللہؐ ان میں سے چند آدمیوں کو اپنے ہمراہ اور چند کو اور

Presented by Ziaraat.Com

صحابہ کے تقسیم کر دیتے تاکہ رات کا کھانا ان کو کھلائیں۔ اسی طرح ان لوگوں کو کھانا ملتا تھا۔ اول ان لوگوں کے مشاہیر میں سے ابو ہریرہ اور واثلہ بن الاسقع اور ابو ذر یہ لوگ تھے۔

اسود العنسی

معلوم رہے کہ جن ایام میں رسول اللہؐ بیمار تھے' انہی دنوں میں اسود عنسی مقتول ہوا تھا۔ نام اس کا عبہلہ بن کعب ہے اور اس کو ذوالحمار بھی کہتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ شعبدے اور عجوبہ طلسمات جہال کو دکھا کر اپنی گفتگو سے مسخر اور تابعدار کیا کرتا۔ جو شخص اس کا کلام سنتا اسی وقت اس کا دل پابند اس کی طرف ہو جاتا۔ یہ وہ شخص ہے جو مرتد ہو کر دعویٰ نبوت کا کرنے لگا تھا۔ جھوٹے نبیوں میں سے ایک یہ بھی نبی جھوٹا ہے۔ جبکہ یہ دعویٰ نبوت کرنے لگا اس وقت ساکنان نجران نے ان سے مکاتبت شروع کی۔ اس شہر میں دو شخص مسلمان ایک عمرو بن حزم اور دوسرا خالد بن سعید ابن عاص رہا کرتے تھے۔ اہل نجران نے ان دونوں کو شہر بدر کر کے اسود کے حوالہ کر دیا۔ پھر اسود نجران سے شہر صنعا کو گیا اور اس پر قابض ہو گیا اور ملک یمن اس کے لئے سب صاف ہو گیا۔ شجر اس کی مراد کا برومند ہوا۔ اس کا ایک خلیفہ درمیان قبیلہ مذحج کے عمر بن معدی کرب تھا۔ جب رسول اللہؐ کو یہ خبر پہنچی آپ نے ایک قاصد کو طرف ابناد کے روانہ فرمایا اور ان لوگوں کو حکم دیا کہ اس کو دفعتاً" یا بطور مقابلہ مار ڈالنا چاہئے اور قبیلہ حمیر اور ہمدان سے مدد لینا۔ اور اسود قبیلی قیس ابن عبد یغوث سے باغی تھا' اس لئے اس قاصد کے ہمراہ وہ لوگ جن کو پیغمبرؐ نے لکھا تھا' سب شامل ہو گئے اور اسود کے مار ڈالنے پر اس قاصد سے مل کر سب نے یہ تجویز کی کہ مارنا اس کا مناسب ہے۔ یہ ٹھان کر اسود کی جورو سے جا کر ملے۔ جورو بھی اس کی یہ سبب اس کے کہ اس نے اپنے خسر کو مار ڈالا تھا' باغی ہو رہی تھی۔ اس نے عورت نے کہا کہ قسم ہے خدا کی میں بھی اس کی جان ہی کی دشمن ہو رہی ہوں۔

Presented by Ziaraat.Com

مگر نگہبان محل کو گھیرے ہوئے ہیں۔ دروازہ سے گھر میں آنا ہو نہیں سکتا۔ اس وقت انہوں نے اس کے گھر نقب دی اور ایک شخص مسمی فیروز کو اندر اس کے داخل کیا۔ اس نے اسود کو جاتے ہی قتل کر ڈالا اور سر اس کا فوراً کاٹ لیا۔ اسود مذکور بیل کی طرف خرخر کرنے لگا۔ نگہبانوں نے دروازہ پر آواز خرخراہٹ کی سن کر اس کی جورو سے پوچھا کہ یہ کیا آواز ہے۔ اس کی جورو نے کہا یہ نبی ہے اس کے پاس وحی آئی ہے۔ جب صبح ہوئی انہوں نے موذن سے کہا کہ وہ درمیان اذان کے اشہد ان محمد رسول اللہ کے عبہلہ کذاب کا لفظ کہنا یعنی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہؐ کا رسول ہے اور عبہلہ جھوٹا ہے۔ وہ اصحاب پیغمبر خداؐ کے جو وہاں موجود تھے' انہوں نے پیغمبر خداؐ کو سب واردات لکھ کر اطلاع کی تھی۔ مگر وہ نامہ رسول اللہ کی زیست میں نہ آیا بلکہ ایام خلافت میں ابوبکر میں آیا۔ مگر رسول اللہؐ نے بہ سبب نزول وحی کے سب کو اسود کے مقتول ہونے کی خبر اسی روز سے کر دی تھی۔ وہ نامہ جس میں اسود کے مقتول ہونے کا حال لکھا ہوا تھا' حضرت ابابکر کے ایام خلافت میں جب پہنچا اس میں بعینہ وہی حال لکھا ہوا تھا' جو رسول اللہؐ نے قبل از رحلت فرما دیا تھا۔

عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اے لوگو میں نے دیکھی ہے لیلتہ القدر۔ پھر چلے گئے اور دیکھا میں نے کہ دونوں ہاتھوں میں میرے دو کنگن سونے کے ہیں۔ بہ سبب نفرت کے وہ پھینک دیئے۔ وہ دونوں اڑ گئے۔ پھر میں نے ان کی تعبیر یہ دی کہ وہ دو کنگن یہ دو لوگ ایک صاحب الیمامہ یعنی مسلمتہ الکذاب' دوسرا صاحب صنعا یعنی اسود عنسی ہے۔ اور فرمایا کہ جب تک تیس دجال مدعی نبوت پیدا نہ ہو لیں گے تب تک قیامت نہ آئے گی۔ یہ اسود مذکور قبل وفات حضرت رسول خداؐ کے ایک رات ایک دن اور مقتول ہوا تھا اور کل چار مہینے جھوٹی نبوت کرتا رہا اور صاحب یمامہ یعنی مسلمتہ الکذاب اس کا حال مع مقتول ہونے کے درمیان خلافت ابی بکر انشاء اللہ بیان کریں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

خلافت ابوبکر

بعد رحلت رسول خداؐ کے یہ حال ہوا کہ عمر بن الخطاب نے کہا کہ جو کوئی شخص یہ کہے گا کہ پیغمبر خداؐ مر گئے ہیں' اس کا سر اپنی تلوار سے کاٹوں گا۔ رسول اللہؐ مرے نہیں ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے ان کو آسمان پر بلوا لیا ہے اور ابابکر نے یہ آیت پڑھی **و ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم** (ترجمہ) محمدؐ نہ تھے مگر ایک رسول' اس کے پہلے بھی بہت رسول گزر چکے ہیں' پس اگر وہ مر گیا یا قتل ہو گیا تو کیا تم لوگ الٹے پیروں دین سے پھر جاؤ گے۔" سب لوگ ابابکر کی طرف متوجہ ہو گئے۔ خصوصاً سقیفہ بنی ساعدہ نے بہت جلدی کی۔ بعد ازاں حضرت عمر نے ابابکر کی بیعت کی' ان کی بیعت کرنے سے تمام آدمیوں نے بیعت کر لی اور یہ حالت ہوئی کہ سب آدمی بیعت کرنے لگے۔ یہ بیعت درمیان بیچ کے عشرہ ماہ ربیع الاول ۱۱ ہجری میں ہوئی مگر بنی ہاشم اور زبیر اور عتبہ بن ابی لہب اور خالد بن سعید بن العاص اور مقداد بن عمر اور سلمان فارسی اور ابی ذر اور عمار بن یاسر اور البراء بن عازب اور ابی بن کعب یہ سب حضرت علیؑ کے ہمراہ ہو گئے۔ اسی باب میں عتبہ بن ابی لہب نے چند شعر اس مضمون کے کہے ہیں کہ میں نہ جانتا تھا کہ خلافت اور حکم اولاد ہاشم سے جاتا رہے گا اور ابی حسن کو بھی جو سب سے اول ایمان لائے اور سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور قرآن اور سنن کو خوب جانتے تھے اور جس نے آخری وقت رسول خداؐ کو غسل دیا اور حضرت جبرئیلؑ نے اس کی مدد غسل کی اور کفن دینے میں ہی خلافت نہ ملے گی بلکہ اور ہی شخص کو مل جائے گی۔ (قول مترجم۔ یہ اشعار میں نے اپنے تذکرۃ العرب میں لکھے ہیں) اسی طرح سے ابو سفیان بھی جو بنی امیہ میں سے تھا ابوبکر کی بیعت نہ کی۔ پھر ابوبکر نے عمر بن خطاب کو حضرت علی کے پاس بایں ارادہ بھیجا کہ جو لوگ ان کے ہمراہ اہل بیت ہیں' معہ ان کے حضرت علی کو حضرت فاطمہ کے گھر سے نکال دو۔ اور یہ کہہ دیا تھا کہ اگر ان کو نکالنے

Presented by Ziaraat.Com

سے کچھ انکار ہو تو بے شک تم ان سے لڑنا۔ حضرت عمر تھوڑی سی آگ بھی ہاتھ میں لے کر بہ ارادہ گھر کے پھونکنے کے گئے۔ اسی اثناء میں حضرت فاطمہ راہ میں ان سے ملیں' انہوں نے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو؟ اے ابن خطاب کیا ہمارا گھر پھونکنے آیا ہے؟ حضرت عمر نے کہا کہ البتہ تمہارا گھر پھونک ڈالوں گا نہیں تو تم بھی ابوبکر سے بیعت کرو۔ جس بیعت میں تمام امت داخل ہوئی تم بھی داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ باہر نکلے اور ابوبکر سے آکر بیعت کی۔ یہ روایت قاضی جمال الدین ابن واصل کی ہے۔ اس نے سند اس کی ابن عبدالربہ المغربی تک پہنچائی ہے اور زہری حضرت عائشہ سے اس کے خلاف روایت کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بموجب ارشاد حضرت عائشہ کے حضرت علی نے ابوبکر سے تا حین حیات حضرت فاطمہ کے بیعت نہیں کی اور یہ واقعہ جانگزا یعنی وفات رسول مجتبیٰ کے چھ مہینے کے بعد واقع ہوا تھا۔ جب حضرت فاطمہ نے انتقال فرمایا اس وقت حضرت علی نے ایک قاصد ابوبکر کے گھر میں بھیج کر اور آپ آکر بیعت ان کے گھر میں کی۔ اور پھر یہ ارشاد کیا کہ میں نے تمہارے فضل اور کمال کا جو خدا تعالیٰ نے تم کو دیا ہے انکار نہیں کیا تھا مگر بہ سبب ایک اور بات کے میں رک رہا تھا۔ والا نہ۔ مجھ کو تمہاری فضیلت میں کچھ انکار نہیں۔

جن ایام میں حضرت ابوبکر والی خلافت ہوئے ان دنوں اسامہ بن زید لشکر کا سردار تھا اور حضرت عمر بن خطاب بھی جملہ لشکر اسامہ سے اس عہدہ پر تھے جس عہدہ پر رسول اللہؐ نے ان کو مقرر کیا تھا۔ ایک روز حضرت عمر نے ابوبکر سے کہا کہ انصار لوگ ایک شخص ایسا چاہتے ہیں جو اسامہ سے عمر زیادہ رکھتا ہو۔ یہ بات سن کر حضرت ابوبکر اچھل پڑے اور کود کر حضرت عمر کی ڈاڑھی پکڑ لی اور کہا کہ جواں مرگ' رسول اللہؐ نے تو اس کو عامل اور حاکم لشکر مقرر کیا اور تو مجھ سے یہ کہتا ہے کہ میں اس کو معزول کر دوں۔ یہ بھی نہ ہو گا۔ پھر ابوبکر لشکر اسامہ کی طرف آئے' ان کو ملاحظہ کیا اور راہ میں اسامہ سوار تھا' اور حضرت ابوبکر پیدل چلے جاتے تھے۔ اسامہ نے ان سے کہا' کہ اے رسول اللہؐ کے خلیفہ' یا تو آپ سوار ہو جائیے نہیں مجھ کو حکم دیجئے میں بھی اتر پڑوں۔ حضرت ابوبکر نے جواب

Presented by Ziaraat.Com

[illegible]

Presented by Ziaraat.Com

ہو تو ایک جماع کی جگہ ٹھہرا دیں۔ اس نے کہا' بہت اچھا۔ اس مقام پر اس بے حیا نے چند شعر کہے ہیں بہ سبب عدم احتیاج کے ترک کیے گئے۔ بہرکیف تین روز اس کے پاس ٹھہر کر پھر اپنی قوم کی طرف چلی گئی۔ یہ عورت بے حیا مسماۃ سجاح اپنے ماموؤں میں جو قبیلہ تغلب کی تھی' ہمیشہ مدعیہ نبوت رہی۔ جس سال میں کہ معاویہ سے بیعت کی گئی اس سال میں معاویہ نے اس کی رسالت کا انکار کیا۔ اس لئے وہ مسلمان کامل ہو گئی۔ اور پھر بصرہ کی طرف چلی گئی۔ وہاں جا کر تا وفات رہی اور درمیان ایام خلافت ابوبکر کے مسلمہ الکذاب بھی قتل کیا گیا تھا' اس کے مقتول ہونے کا یہ حال ہے کہ حضرت ابوبکر خلیفہ اول نے ایک لشکر اس کی لڑائی کے واسطے مہیا کر کے ہمراہ خالد ابن الولید کے روانہ فرمایا۔ چنانچہ وہ ان سے لڑا اور جنگ شدید واقع ہوئی' آخر مسلمان غالب آئے اور مشرکین کو شکست ہوئی اور مسلمہ الکذاب مارا گیا۔ اس کذاب کو ایک شخص مسمی وحشی نے اس حربہ سے مارا تھا جس حربہ سے حضرت حمزہؓ چچا نبیؐ کے مقتول ہوئے تھے۔ اور اس کے قتل میں ایک اور شخص انصار کا بھی شامل تھا۔ حال اس شخص کا یہ ہے کہ جائے سکونت اس کی یمامہ تھی اور وہ ایک دفعہ بطور قاصد کے بنی حنیفہ کا قاصد ہو کر نبی کے پاس آیا تھا۔ جب یہاں آیا اس وقت مسلمان ہو گیا تھا لیکن پھر مرتد ہو کر دعوئ نبوت کا کرنے لگا۔ یہ دعوئ اول اول تو بطور استقلال کرتا رہا۔ پھر پیغمبر خداؐ کو بھی شریک جتلایا مگر آپ نبی بنا رہا اور مسلمانوں کے لشکر سے بہت قاری لوگ مہاجر اور انصار کے شہید ہو گئے تھے۔ جب حضرت ابابکر نے دیکھا کہ بہت حافظ لوگ جن کو قرآن حفظ تھا' مارے گئے اس وقت انہوں نے حکم دیا کہ قرآن شریف کہ جو زبانی لوگوں کو یاد ہے لکھو اور کھجوروں کے پتوں پر اور چمڑوں پر جہاں جہاں لکھا ہوا ہے وہاں سے جمع کرو۔ یہ نقل قرآن شریف کی حضرت حفصہؓ بنت عمر زوجہ نبیؐ کے گھر میں رکھی گئی۔ بروقت حضرت عثمان کے انہوں نے یہ تجویز کی کہ اس قرآن سے جو حفصہ کے گھر میں موجود تھا' نقلیں کروا کر امصار و اطراف میں روانہ فرما دیں اور جو ماسوا ان کے نسخے پائے گئے' ان کو باطل کر دیا۔ یہ امر بہ سبب اختلاف قرات کے ظہور میں آیا تھا' لوگوں کی قرات میں

Presented by Ziaraat.Com

اختلاف ہونا شروع ہو گیا تھا۔ درمیان ایام خلافت ابوبکر کے بنی یربوع کے لوگوں نے زکوٰۃ دینی چھوڑ دی تھی۔ اس قبیلہ کا سردار ابن نویرہ تھا۔ حال اس کا یہ ہے کہ وہ گھوڑے پر خوب چڑھنا جانتا تھا۔ اور شعر بھی اچھا کہتا تھا۔ پیغمبر خداؐ کے پاس حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا تھا۔ حضرتؐ نے یہ حکم دیا کہ تمہاری قوم جو زکوٰۃ دیا کرے وہ جمع کر کے بھیج دیا کرو۔ تم کو ان کا سردار بنایا' جبکہ اس نے زکوٰۃ دینی چھوڑ دی یعنی موقوف کر دی۔ تب حضرت ابوبکر نے مالک مذکور کے پاس خالد بن الولید کو زکوٰۃ کے لئے بھیجا۔ مالک نے جواب دیا کہ ہم کو نماز پڑھنے کا حکم ہے زکوٰۃ کا حکم نہیں دیا گیا۔ خالد نے کہا کہ نماز اور زکوٰۃ معاً" مقبول ہوتی ہیں۔ ایک چیز ان میں سے سوائے خیر دوسرے کے مقبول نہیں ہونے کی۔ اگر نماز پڑھو گے اور زکوٰۃ نہ دو گے ہرگز قبول نہ ہو گی۔ زکوٰۃ دو گے نماز نہ پڑھو گے وہ بھی مقبول نہ ہو گی۔ مالک نے کہا کہ تمہارے صاحب کا یہی حکم ہے۔ (صاحب سے مراد ابوبکر تھے) خالد نے کہا کہ کیا وہ تیرا صاحب نہیں؟ قسم خدا کی سر اڑا دوں گا۔ اسی بات پر جھگڑا بڑھ گیا۔ خالد نے کہا کہ یہی حکم اخیر ہے۔ بعد اس کلام کے اس وقت عبداللہ بن عمرؓ اور ابو قتادہ بھی اس جائے حاضر تھے وہ دونوں خالد کو سمجھانے لگے۔ آخرکار مالک نے کہا' کہ اے خالد تو مجھ کو ابابکر کے پاس لے چل' وہ جو حکم کرے گا وہ میں بجا لاؤں گا۔ خالد نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ ضرار بن الازور کو حکم کیا کہ تلوار بار۔ اس وقت مالک نے اپنی جورو کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اس نے مجھے قتل کروایا۔ وہ عورت بہت خوبصورت تھی۔ خالد نے جواب دیا کہ نہیں خدا نے تجھ کو قتل کروایا۔ کیونکہ تو مسلمان ہو کر اسلام سے پھر گیا۔ مالک نے کہا کہ نہیں' میں اب تک اسلام پر قائم ہوں۔ خالد نے کہا کہ اے ضرار گردن مار۔ اس نے ایک ضرب اس کی گردن پر ایسی سخت[۲۵] ماری کہ سر الگ ہو گیا اور اس کے سر کو ہنڈیا کر کے نیچے جلایا۔ (اس شخص کے سر پر بال بہت تھے) اس کے مرتے ہی خالد نے اس کی جورو کو پکڑ کر اپنا دل ٹھنڈا کیا۔ اس باب میں یہاں اختلاف[۲۶] ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ اس عورت کو خالد نے اس کی قوم سے خرید لیا تھا اور پھر اس کو جورو بنا لایا۔

Presented by Ziaraat.Com

اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ عورت تین حیض تک عدت میں رہی بعد ازاں اس سے نکاح ہوا۔ کہتے ہیں کہ خالد نے ابن عمر اور ابی قتادہ کو کہا تھا کہ تم بھی مجلس عقد نکاح میں حاضر ہو۔ ان دونوں نے انکار کیا۔ ابن عمر نے تو یہ کہا کہ میں ابوبکر کو لکھتا ہوں اور اس کو تیرے نکاح کرنے کی خبر بھیجتا ہوں۔ اس وقت اس کے سامنے انکار کیا مگر پھر نکاح کر لیا۔ اس باب میں ابو نمیر سعدی نے شعر کہے ہیں۔

جبکہ یہ خبر ابوبکر اور عمر کو پہنچی تب حضرت عمر نے ابوبکر سے کہا کہ خالد نے زنا کیا ہے اس کو رجم کرنا چاہئے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ میں رجم نہ کروں گا کیونکہ اس نے اولاً اس سے کلام کی۔ جب اس نے نہ مانا اس نے قتل خطا کیا۔ حضرت عمر نے کہا کہ اس نے ایک شخص مسلمان کو مار ڈالا ہے اس کو قتل کرنا چاہئے۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ میں قتل بھی نہ کروں گا۔ کیونکہ اس نے جلدی کی خطا کی۔ پھر حضرت عمر بولے کہ اس کو عہدہ سے معزول کیجئے۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ جس تلوار کو خدا تعالیٰ نے ان لوگوں پر کھینچا ہے میں اس کو میان میں نہیں کر سکتا۔ جب مالک کے مرجانے کی خبر اس کے بھائی متمم بن نویرہ کو پہنچی بہت رویا اور پیٹا اور قصیدہ اس کے ماتم میں جس کو قصیدہ متمم النیبہ کہتے ہیں' اور وہ مشہور ہے' لکھا ہے۔ (میں نے بھی تذکرۃ الشعراء میں مندرج کیا ہے۔ مقولہ مترجم)

۱۳۔ ۱۲ ہجری

تیرھویں سال ہجری نبوی میں جنگ یرموک بہ سبب فتح ہونے شام کے واقع ہوئی تھی۔ اس وقت ہرقل درمیان حمص کے تھا۔ جب اس کو خبر پہنچی کہ روم کا لشکر یرموک میں شکست کھا کر بھاگا تب اس نے حمص سے کوچ کیا اور رومی لوگ اس کے اور مسلمانوں کے بیچ گھیرے گئے اور جبکہ خالد بن ولید اور ابو عبیدہ کو جنگ یرموک سے فراغت ہو گئی تب انہوں نے بصرہ کا قصد کیا۔ والی بصرہ نے بہت گروہ واسطے مقابلہ کے جمع کئے۔ پھر آدمیوں نے صلح کر لی۔ صلح اس بات پر

Presented by Ziaraat.Com

ٹھہری کہ ہر راس پر ایک دینار اور ایک جریب گیہوں دیا کریں گے۔

وفات ابوبکر

واضح ہو کہ حضرت ابوبکر کے سبب موت میں اختلاف ہے۔ کہتے ہیں کہ یہودیوں نے چاولوں میں ملا کر زہر کھلایا تھا اور کوئی کہتا ہے کہ کسی رفیق نے کسی شے میں زہر ملا کر ان کو اور حارث ابن کلاہ دونوں کو دیا تھا۔ حارث نے کہا کہ ہم نے زہر آلود کھانا کھایا ہے' ایک برس میں وہ زہر اثر کرے گا۔ چنانچہ بعد برس ایک ہی روز دونوں مر گئے اور حضرت عائشہ سے یہ روایت ہے کہ ابوبکر نے جو سرد پانی سے غسل کیا' بہ سبب اس غسل کرنے کے تپ چڑھ آیا۔ چنانچہ پندرہ روز تک بیمار رہے۔ یہاں تک کہ نماز پڑھنے بھی باہر نہ آئے تھے۔ حضرت عمر کو حکم دیا کہ وہ نماز پڑھا دیا کریں اور خلافت بھی ان کے سپرد کی تھی۔ بعد ازاں شام کے وقت سہ شنبہ کی رات کو درمیان مغرب و عشا کے اس اٹھوارے میں جو جمادی الاخر کے آخر میں ہوتا ہے' درمیان ۱۳ ہجری کے فوت ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کل خلافت انہوں نے دو برس تین مہینے دس رات کی اور عمر ان کی تریسٹھ برس کی تھی۔ خلیفہ اول کو ان کی بیوی اسماء بنت عمیس نے غسل دیا تھا اور جس تابوت میں رسول اللہؐ اٹھائے گئے تھے' اسی تابوت میں حضرت ابوبکر رکھے گئے اور حضرت عمر نے ان کے جنازہ کی نماز مسجد نبوی میں پڑھائی۔ پھر ان کی قبر کھودی اور سر ان کا پیغمبر خداؐ کے دونوں مونڈوں کی طرف کر کے ان کو دفن کیا۔ حضرت ابابکر خوش قد' ہلکے چہرے کے تھے اور معروق الوجہ تھے۔ یعنی رگیں آپ کے چہرہ پر نمودار رہتی تھیں۔ آنکھیں اندر کو بیٹھی ہوئی تھیں' جبڑا باہر کو اٹھا ہوا تھا اور انگلیوں کے جوڑوں پر بال نہ تھے اور مہندی اور نیل کا خضاب کیا کرتے تھے۔

خلافت عمر ابن خطاب

Presented by Ziaraat.Com

حضرت عمر بن الخطاب' بن نفیل بن عبدالعزیٰ سے لوگوں نے اس سال بیعت کی جس سال میں حضرت ابوبکر فوت ہوئے تھے۔ بعد خلیفہ ہونے کے حضرت عمر نے یہ خطبہ لوگوں کو سنایا کہ اے لوگو قسم ہے خدا کی قوی تر ضعیف ہے وہ ہے جو اپنا حق پائے اور ضعیف تر قوی سے وہ ہے کہ اس کا حق لیا جائے اور اول حکم بھی اول یہ حکم صادر فرمایا کہ خالد بن ولید کو سرداری سے موقوف و معزول کیا اور ابو عبیدہ کو جبش اور شام کا سردار مقرر کر کے روانہ فرمایا۔ حضرت عمر کا نام امیر المومنین رکھا گیا تھا کیونکہ حضرت ابوبکر خلیفہ رسول اللہ کہلاتے تھے۔ ان کو کسی نے امیر المومنین نہیں کہا۔ یہ خطاب حضرت عمر سے جاری ہوا۔

بعد ازاں ابو عبیدہ دمشق پر جا کے باب الجابیہ کی طرف اترا اور خالد مشرق کی طرف سے باب توما پر اترا اور عمرو بن العاص دوسری طرف جا کر اترا اور دمشق کا محاصرہ قریب ستر رات کے رہا۔ آخر الامر خالد نے اپنی طرف سے بزور شمشیر فتح کیا اور باشندگان دمشق نے دوسری طرف سے نکل کر ابو عبیدہ سے صلح کر لی اور دروازہ کھول دیا۔ حضرت عبیدہ ان کو امن دے کر اندر گئے اور خالد سے درمیان شہر کے ملاقات ہوئی۔ پھر ابو عبیدہ نے فتح دمشق کی خبر حضرت عمر کو لکھ بھیجی' واضح ہو کہ ملک عراق بھی حضرت عمر کے زمانہ میں فتح ہوا۔

۱۴ ہجری

درمیان ماہ محرم ۱۴ھ کے حضرت عمر نے واسطے تعمیر بصرہ کے حکم دیا۔ چنانچہ نشان واسطے بنانے شہر کے اسی سال میں کئے گئے۔ بعضے کہتے ہیں کہ پندرھویں سال میں حکم بناء بصرہ کا ہوا تھا۔ اور اسی سال میں قحافہ باپ حضرت ابوبکر کے فوت ہوئے۔ ان کی عمر ستانوے برس کی تھی' مگر ان کے بیٹے ابوبکر کے مرنے کے بعد ان کا انتقال ہوا۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۵ ہجری

درمیان اسی سال یعنی ۱۵ھ کے شہر حمص بعد حصار کرنے مدت طویل کے فتح ہوا تھا۔ یہ شہر بعد فتح دمشق کے مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ جب یہ فتح ہو چکا اس وقت رومیوں نے صلح چاہی۔ چنانچہ ابو عبیدہ نے ان سے صلح اس طرح پر کرلی کہ جس طرح پر اہل دمشق سے کی تھی۔ پھر ابو عبیدہ حماۃ کی طرف گیا۔ قاضی جمال الدین ابن واصل اپنی تاریخ میں جس سے ہم نے یہ نقل کی ہے' یہ کہتا ہے کہ شہر حماۃ درمیان زمانہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک بڑا شہر تھا' اور کہتا ہے کہ میں نے ذکر اس شہر کا ہمراہ اخبار داؤد اور سلیمان علیہ السلام کے درمیان ان کتب سلاطین کے پایا جو یہودیوں کے پاس موجود ہیں' اور ایسا ہی وہ شہر یونانیوں کے زمانہ میں تھا۔ مگر زمانہ فتوح میں اور قبل اس کے زمانہ کے وہ شہر اور شیرز دونوں چھوٹے تھے اور شہر حمص دار المملکت ان بلاد کے تھا' چنانچہ امراء القیس نے بھی اپنے قصیدہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابو عبیدہ حماۃ پر پہنچا اس وقت رومی لوگ جو اس مین تھے' طالب صلح ہو کر آئے اور جزیہ دینا قبول کیا اور خراج زمین پر بھی مقرر کرکے صلح کرلی اور وہ جو ان کا بڑا عبادت خانہ تھا' اس کی جامع مسجد بنائی جس کو جامع السوق کہتے ہیں۔ پھر اس کی تجدید بھی درمیان خلافت مہدی کے جو خلفاء عباسیہ سے گزرا ہے' ہوئی تھی اور اس کی ایک تختی پر یہ لکھا ہوا تھا کہ اس بازار کی پھر تجدید ہوئی ہے۔ خراج حمص سے پھر ابو عبیدہ شیرز میں گیا اور وہاں کے باشندوں سے صلح ہو گئی۔ جیسی باشندگان حمات سے صلح ہوئی تھی۔ اور اس طرح پر باشندگان معترہ سے صلح ہوئی۔ پہلے زمانہ میں اس کو معترہ حمص کہتے تھے۔ پھر معترہ نعمان ابن بشیر الانصاری کہنے لگے کیونکہ یہ شہر معترہ معہ حمص کے درمیان ایام خلافت معاویہ کے اسی نعمان ابن بشیر کے پرگنوں میں تھا۔ پھر ابو عبیدہ لاذقیہ میں گیا اور اس کو بھی بزور شمشیر فتح کیا۔ بعد ازاں جبلہ اور انطرطوس فتح کیا۔ بعد ازاں ابو عبیدہ قنسرین کی طرف گیا۔ جب اس جا خالد ابن ولید اور ابو عبیدہ پہنچے اس میں بہت رومی لوگ چھپے ہوئے بیٹھے تھے۔ ان سے

Presented by Ziaraat.Com

خوب لڑائی ہوئی۔ مگر فتح مسلمانوں کی رہی۔ آخرکار وہاں کے باشندگان نے صلح منظور کی موافق اہل حمص کے۔ ابو عبیدہ اور خالد نے ان سے کہا کہ صلح منظور ہے مگر اس شہر کو ہم ویران کریں گے۔ چنانچہ یہی ہوا کہ وہ ویران کر دیا گیا۔ بعد ازاں حلب اور انطاکیہ اور منج اور دلوک اور سرین اور تیزین اور غرار فتح کئے اور ان اطراف سے شام پر غالب آ گئے۔ پھر خالد مرعش کو گیا۔ اس کو فتح کیا اور وہاں کے باشندوں کو جلا وطن کر کے تمام شہر ویران کر دیا اور قلعہ الحدث کو فتح کیا۔ جس سال یہ شہر فتح کئے تھے' وہ پندرھواں سال' بعضے کہتے ہیں سولھواں سال تھا۔ ہرقل مایوس ہو کر ملک شام سے الرہا کی راہ کو ہو کر قسطنطنیہ کو چلا گیا۔ مگر تھوڑی دور جا کر پھر شام کی طرف متوجہ ہو کر یہ کہا:

> السلام علیک یا سوریا! یہ سلام رخصت کا ہے۔ اب کوئی رومی تیرے پاس کبھی نہ آئے گا' مگر خائف دل و لرزاں۔ ہاں اگر کوئی کم بخت بچہ پیدا ہو اور کاش کہ وہ بھی پیدا نہ ہو کیونکہ تو نے رومیوں کے ساتھ ایسا ہی فتنہ برپا کیا ہے۔

پھر قیساریہ اور صبصیہ فتح کیا۔ اسی شہر میں حضرت یحییٰ بن زکریا کی قبر ہے اور نابلس اور لد اور یافایہ سب شہر فتح کئے اور بیت المقدس کا مدت تک محاصرہ کئے رہا۔ انجام کار بیت المقدس والوں نے ابو عبیدہ سے کہا کہ مثل اہل شام کے ہم سے صلح کر لو۔ بشرطیکہ عمر ابن الخطاب ہم سے صلح کریں۔ ابو عبیدہ نے یہ حال حضرت عمر کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مدینہ پر ۱۵ھ
خلیفہ بنا کر آپ یہاں تشریف لائے۔ واضح ہو کہ اسی سال ۱۵ھ میں حضرت عمر ابن الخطاب نے منشی اور دیوان مقرر کئے اور انعام اور بخشش مسلمانوں کے واسطے مقرر کئے تھے۔ اس سے کسی کو کچھ نہ ملتا تھا۔ بجز مال غنیمت کے۔ بعضے کہتے ہیں ۲۰ھ میں مقرر ہوئے۔ اس تفصیل سے حضرت عباس چچا رسول اللہؐ کے پچیس ہزار پھر جو قریب تر رشتہ دار رسول اللہؐ کا تھا' ان کے لئے بہت عطیات مقرر کئے۔ اور اہل بدر کے واسطے پانچ ہزار اور جو شخص بعد ان کے تھا' اصحاب حدیبیہ اور بیعت رضوان تک چار چار ہزار' پھر جو ان کے پیچھے تھا ان کے لئے تین ہزار

Presented by Ziaraat.Com

اور اہل قادسیہ اور یرموک والوں کو ایک ایک اور ان کے جو پیچھے تھے ان کو پانسو، پھر تین سو، پھر ڈھائی سو، پھر ڈیڑھ سو، اسی طرح پر تنخواہیں انعاموں کی مقرر ہوئیں۔ مخفی نہ رہے کہ درمیان اسی سن یعنی ۱۵ھ میں جنگ قادسیہ ہوئی تھی۔ اس لڑائی میں سعد ابن وقاص عجمیوں سے لڑا اور اہل عجم کا سپہ سالار رستم پہلوان تھا۔ اس لڑائی میں درمیان مسلمانوں اور عجمیوں کے بہت کشت و خون ہوا۔ اول روز کہ یوم اغواث کہتے ہیں، دوسرے روز جو لڑائی ہوئی وہ یوم عماس تھا۔ تیسری رات لیلتہ الہریر کہلاتی ہے کیونکہ اس رات کو کلام کو کوئی کلام تک نہیں کیا گیا بلکہ وہ چپ چاپ تھی۔ جب صبح ہوئی اس وقت لڑائی شروع کی اور دوپہر تک کشت و خون ہوتا رہا۔ اور پھر ہوا تند یعنی آندھی چلی اس وقت سب مشرکین غبار میں چھپ گئے۔ اسی سبب سے کفار کو شکست ہوئی۔ اور غبار رستم کے تخت تک پہنچا۔ چنانچہ رستم تخت پر کھڑا ہو گیا اور ان خچروں کے پیچھے چھپ گیا جس پر کسریٰ نے مال لاد کر واسطے خرچ کے بھیجا تھا۔ جبکہ رستم پر حملہ ہوا اس وقت رستم بھاگا۔ اور ہلال ابن علقمہ نے دوڑ کر پیر اس کا پکڑ کر قتل کر ڈالا۔ پھر عجم کے لشکر میں آکر بہت آدمی قتل کئے۔ پھر سعد نے وہاں سے کوچ کر کے دجلہ کی غرب کی طرف نہر شیر پر جا کے ایوان کسریٰ پر ڈیرہ کیا۔ جب مسلمانوں نے کسریٰ کے محل دیکھے، بہ سبب عظمت کے بہت تعجب کیا اور کہا یہی محل کسریٰ کے ہیں جن کی فتح کا وعدہ رسول خدا ؐ نے کیا تھا۔

۱۶ ہجری

درمیان اس سال یعنی ۱۶ھ کے سعد نہر شیر پر چند ایام ماہ صفر کے کاٹ کر ہمراہ سب مجاہدین کے دجلہ پر اتر آیا اور فارسی لوگ مدائن سے حلوان کی طرف جو ان کے ہاتھ آیا، لے کر بھاگ گئے اور مسلمانوں نے مدائن میں داخل ہو کر جس کو پایا مار ڈالا۔ اس جا ایک محل سفید تھا، اس کا محاصرہ کیا۔ اس محل میں سعد فروکش ہوئے۔ محل کسریٰ کو جامع مسجد بنایا۔ وہاں نمازیں پڑھنی شروع ہو گئیں۔

Presented by Ziaraat.Com

جتنا مال سونا چاندی' برتن کپڑے بے شمار ہاتھ آئے' ان کو ضبط کیا۔ ایک مسلمان کو ایک خچر پانی میں بہتا ہوا مل گیا۔ اس خچر پر کسریٰ کا تاج اور ٹپکا اور زرہ اور سوا اس کے اور اسباب پوشاک لدا ہوا تھا' وہ سب اسباب مرصع بجواہر تھا۔ سوا اس کے اور اشیاء جو مسلمانوں کو اس جا سے ہاتھ آئیں وہ بے شمار ہیں۔ سب کا لکھنا موجب طوالت ہے۔ چنانچہ ایک فرش کسریٰ کا ہاتھ لگا تھا' جو ساٹھ گز لمبا اور ساٹھ گز چوڑا تھا' مسلمان لائے۔ وہ بچھونا رضہ کی ہیئت پر تھا' جواہرات سے اس میں تصویریں کلیوں اور شگوفجات کے سونے کی ڈنڈیوں پر بنی ہوئی تھیں۔ سعد نے وہ اپنے اصحاب سے لے کر حضرت عمر کے پاس روانہ کیا۔ حضرت عمر نے اس کو قطع کر کے سب مسلمانوں پر تقسیم کر دیا۔ چنانچہ اس میں کا ایک ٹکڑا جو حضرت علی ابن ابی طالب؈ کے حصہ میں آیا تھا' وہ بیس ہزار درہم کو بکا تھا۔ سعد نے مدائن میں قیام کر کے لشکر مسلمانوں کا جلول پر روانہ کیا۔ اس جا فارسی لوگ سب مجتمع تھے۔ چنانچہ بے شمار مقتول ہوئے اور مسلمانوں کی فتح ہوئی۔ اس لڑائی کا نام جنگ جلول تھا۔ ان ایام میں یزدگرد پہلوان حلوان میں تھا۔ وہ مسلمانوں کی فتح کی خبر سن کر وہاں سے نکل کر چلا گیا۔ مسلمانوں نے حلوان کو بھی فتح کیا اور جب صبح اس پر بھی غالب آئے۔ پھر مسلمانوں نے تکریت اور موصل فتح کی۔ بعد ازاں ماسنداں زور و زبردستی لے لیا اور اسی طرح شہر قرقیسیا فتح ہوا۔ درمیان اسی سنہ یعنی ۱۶ھ میں جبلہ بن الایہم حضرت عمر ابن الخطاب کے پاس آیا تھا اور بڑی شان و شوکت سے شہر میں داخل ہوا۔ کیونکہ اس کے آگے آگے کوتل گھوڑے سائیس لئے ہوئے چلے جاتے تھے اور سب پاجامہ دیبا پہن رہے تھے۔ بعد ازاں حضرت عمر اسی سال میں حج کو تشریف لے گئے۔ اور جبلہ نے بھی حضرت عمر کے ساتھ حج کیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جبلہ طواف کر رہا تھا' کوئی شخص قوم فزارہ کا جبلہ کے کپڑے کو چھو کر نکلا۔ جبلہ نے ایک گھونسا اس کی ناک پر ایسا مارا کہ ناک اس کی بیٹھ گئی۔ وہ فزاری حضرت عمر کے پاس فریادی ہو کر آیا۔ حضرت عمر نے جبلہ کی طلبی کی اور کہا کہ فدیہ دے اپنی جان کا ورنہ حکم کرتا ہوں کہ وہ بھی گھونسا ایسا ہی تیرے مارے۔ جبلہ نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ میں بادشاہ ہوں' یہ ایک بازاری

Presented by Ziaraat.Com

آدمی ہے۔ حضرت عمر نے ارشاد کیا کہ اسلام نے تم دونوں کو برابر اور مستوی کیا ہے۔ درمیان حد کے یہ نہیں ہو سکتا کہ بادشاہ پر حد جاری نہ ہو' اور بازاری پر ہو۔ جبلہ نے کہا میں تو یہ خیال کرتا تھا کہ مسلمان ہو کر میری عزت زیادہ ہو جائے گی زمانہ جاہلیت سے۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ یہ بات جانے دو ایسی نہ سوچو۔ جبلہ نے کہا میں نصرانی ہو جاتا ہوں حضرت عمر نے فرمایا اگر تو نصرانی ہو جائے گا تو میں تیرا سر اڑا دوں گا۔ جبلہ نے کہا آج رات میری انتظاری کیجئے۔ چنانچہ جب رات آئی جبلہ اپنے سوار اور گھوڑے اور گاڑی لدوا کر ملک شام کو چل دیا اور وہاں سے قسطنطنیہ میں گیا اور ماسوا اس کے پانسو آدمی اس کی قوم کے ہمراہ ہو گئے۔ وہ سب لوگ بھی نصرانی ہو گئے۔ ہرقل کو بہت خوشی ہوئی۔ اس نے بہت اکرام اور اعزاز ان کا کیا۔ مگر پھر جبلہ کو ندامت ہوئی اپنے فعل پر اور یہ شعر کہے جن کا ترجمہ یہ ہے:

"نصرانی ہو گئے اشراف شرمندگی ایک گھونسے کی سے اور حالانکہ نہ تھا اس میں کچھ ضرر اگر میں صبر کرتا۔ اور حفاظت کی میں نے اپنے اس گھونسے سے بہ سبب شان اور نخوت کے اور حالانکہ بدلہ لینا اچھی آنکھ کو کانی آنکھ سے۔ کاش کہ میری ماں نہ جنتی مجھ کو اور کاش کہ رجوع کرتا میں طرف قول عمر کے۔"

بعد ازاں ایک قاصد حضرت عمر کا جو ہرقل کے پاس گیا۔ اس نے دیکھا کہ جبلہ بہت چین سے نعمت میں ہے۔ اس کے ہاتھ جبلہ نے پانسو دینار حسان بن ثابت انصاری کے واسطے بھجوائے۔ وہ دینار حضرت عمر نے اس کے پاس بھجوائے۔ حسان بن ثابت نے اس کی مدح میں شعر کہے ہیں۔ جن کا ترجمہ کچھ ضروری نہیں۔

۱۷ ہجری

Presented by Ziaraat.Com

درمیان اس سال کے شہر کوفہ کی تخلیط کی گئی یعنی بنیاد پڑی اور حضرت سعد نے آن کر چھاؤنی وہاں ڈالی۔ اور اسی سال میں حضرت عمر نے عمرہ باندھا اور بیس روز مکہ میں قیام کیا اور مسجد حرام کو وسیع کیا اور جن لوگوں (۱۱۵) نے اس سے بیعت نہ کی تھی۔ ان کے گھر فروخت کر کے قیمت اس کی بیت المال میں داخل کی اور ام کلثوم (۱۱۶) بیٹی علی اور فاطمہ کی سے نکاح کیا۔ اور اسی سال میں مغیرہ ابن شعبہ پر جو واردات گزری' اس کا حال یہ ہے۔ کہ مغیرہ کو حضرت عمر نے بصرہ کا حاکم مقرر کر دیا تھا۔ اور جس مکان میں مغیرہ رہتا تھا اس میں ایک کھڑکی تھی۔ اس کے مقابل ایک دوسرے مکان کی کھڑکی تھی۔ مغیرہ اپنی کھڑکی میں بیٹھا ہوا تھا' مگر وہ بند تھی۔ اور دوسری کھڑکی ابوبکرہ غلام نبیؐ کا اور ایک بھائی اس کا غلام کا مادر زاد مسمی زیاد اور نافع ابن کلدہ اور شبل بن معید یہ چاروں بیٹھے ہوئے تھے۔ بہ سبب چلنے ہوا کے وہ کھڑکی کا ایک کواڑ کھل گیا۔ ان چاروں نے مغیرہ کو دیکھا کہ وہ ام جمیل بیٹی ارقم سے جو قبیلہ عامر ابن معصعہ کی تھی' جماع کر رہا ہے۔ ان چاروں مردوں نے یہ لکھ کر حضرت عمر کو خبر دی۔ انہوں نے مغیرہ کو معزول کیا اور ابا موسیٰ الاشعری کو بصرہ کا والی کیا اور گواہوں کو طلب کیا۔ جب وہ گواہ دربار میں حضرت عمر کے حاضر ہوئے ابوبکرہ' نافع' شبل ان تینوں نے مغیرہ پر زنا کرنے کی گواہی دی۔ مگر زیاد بن ابیہ نے اچھی صاف گواہی نہ دی۔ حضرت عمر نے قبل گواہی دینے زیاد کے یہ فرما دیا تھا کہ ایک آدمی سے مجھ کو امید ہے کہ بہ سبب اس کے ایک صحابی رسول اللہؐ کا جان سے شاید بچ جائے۔ اس لئے زیاد نے یہ گواہی دی کہ میں نے اس کو دونوں ٹانگوں میں عورت کے بیٹھے ہوئے دیکھا اور اس عورت کے دونوں پیر اوپر کو ایسے اٹھے ہوئے تھے جیسے دو کان گدھے کے کھڑے رہتے ہیں اور اس کا سانس بھی چڑھ رہا تھا اور چوتڑ الٹ رہے تھے' ذکر کھڑا تھا اور سوا اس کے میں نہیں جانتا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ تو نے اس طرح بھی دیکھا تھا جیسے سلائی سرمہ دانی میں جاتی ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کہ عورت کو پہچانتا ہے' اس نے کہا نہیں۔ لیکن ایسی ہی عورت تھی' جیسی یہ حاضر ہے۔ یہ اظہار حضرت عمر نے سن کر ان تینوں گواہوں کے حق میں یہ حکم دیا کہ

Presented by Ziaraat.Com

جنہوں نے زنا کی گواہی دی تھی کہ ان پر حد قذف کی جاری کی جائے۔ زیاد ابی بکرہ کا مادر زاد بھائی تھا۔ اس نے پھر زیاد سے کبھی کلام نہ کی کیونکہ اس پر حد قذف اس کے اظہار سے عائد ہوئی تھی۔ اسی سال میں مسلمانوں نے اہواز کو فتح کیا۔ اس ملک پر ہرمزان متولی ہو رہا تھا۔ یہ شخص امراء کبار فارس سے تھا۔ پھر مسلمانوں نے رام ہرمز اور تستر فتح کیا اور ہرمزان قلعہ میں محصور ہو گیا۔ مسلمانوں نے اس کا بھی محاصرہ کیا یہاں تک کہ اس نے کہا کہ میں صلح چاہتا ہوں جس طرح سے حضرت عمر ارشاد کریں گے۔ چنانچہ مسلمانوں نے اس کو حضرت عمر کے پاس بھیج دیا۔ ہمراہ انہیں میں سے انس بن مالک اور احنف بن قیس بھی گئے۔ جب یہ لوگ مدینہ منورہ میں پہنچے اپنے لباس دیبا مطلاء کے تن پر آراستہ کئے اور سر پر اپنے تاج مرصع یاقوت اور جواہر سے تھا۔ حضرت عمر کے اور مسلمانوں کے دکھلانے کو رکھا۔ اور پوچھا کہ حضرت عمر کہاں ہیں۔ ان کو ڈھونڈا وہ نہ ملے۔ جب لوگوں سے پوچھا انہوں نے کہا کہ مسجد میں ہوں گے۔ وہ مسجد میں آئے۔ دیکھا کہ حضرت عمر سوتے ہیں۔ ذرا فرق سے بیٹھ گئے۔ ہرمزان نے حضرت عمر کو سوتے ہوئے دیکھ کر کہا کہ کہاں ہے وہ عمر لوگوں نے کہا کہ یہ ہیں۔ اس نے کہا کہ نگہبان اس کے کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ان کے نہ کوئی دربان نہ کوئی محافظ۔ بہ سبب انبوہ آدمیوں کے حضرت عمر کی بھی آنکھ کھل گئی۔ آپ نے ہرمزان کو دیکھا۔ اشارہ کیا۔ کہ حمد ہے اس خدا کو جس نے ذلیل کیا بہ سبب اسلام کے اس جیسا کہ پھر حکم کیا کہ اس کا لباس اتار لو چنانچہ اس کا لباس سب اتارا گیا اور موٹے کپڑے اس کو پہننے کو ملے۔ حضرت عمر نے اس سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ کیسا حال دیکھا تو نے انجام عذر کا اور انجام خدا کے کام کا۔ ہرمزان نے کہا کہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں جبکہ میدان کروایا خدا نے ہم کو تم پر غالب کیا۔ اسی نہج پر بڑی دیر تک آپس میں کلام رہا۔ ہرمزان نے پانی واسطے پینے کے مانگا۔ پانی پی کر پھر ہرمزان بولا کہ مجھ کو یہ خوف ہے ایسا نہ ہو پانی پیتے ہی پیتے تو مجھ کو قتل کر ڈالے۔ حضرت عمر نے ارشاد کیا کہ کچھ خوف نہ کر۔ جب تک تو پانی نہ پی لے گا قتل نہ کروں گا۔ جب ہرمزان نے یہ کر لیا فوراً پانی کا

Presented by Ziaraat.Com

برتن ہاتھ میں لے کر زمین پر ڈال دیا۔ وہ پیالہ ٹوٹ گیا۔ حضرت عمر نے اس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ صحابہ نے عرض کی کہ آپ فرما چکے ہیں کہ جب تک تو پانی نہ پی لے گا تجھ کو کچھ خوف نہیں۔اور یہ معنی امن کے ہیں۔ خلاف عہد نہ کیجئے کیونکہ اس نے ابھی پانی نہیں پیا ہے۔ آخرکار یہ ہوا کہ ہرمزان مسلمان ہو گیا اور حضرت عمر نے اس کے واسطے دو ہزار دینار مقرر کئے۔ درمیان سال ۱۸ھ کے درمیان مدینہ اور حجاز کے بڑا قحط پڑا تھا۔ مگر حسن سعی اور تدبیر حضرت عمر کی بہت کام آئی۔ کیونکہ حضرت عمر نے تمام اطراف میں لکھ بھیجا کہ مدینہ میں چونکہ قحط بہت شدت سے ہے' تم لوگ ہماری مدد جو کچھ ہو سکے کرو۔ چنانچہ ابو عبیدہ ملک شام سے چار ہزار اونٹ اناج کے لائے۔ حضرت عمر نے وہ سب اناج مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ یہاں تک کہ مدینہ میں گونہ ارزانی ہو گئی۔ مگر جب قحط نے لوگوں کو بہت ہی ستایا اس وقت حضرت اپنے ہمراہ حضرت عباسؓ کو لے کر شہر سے باہر نکلے اور نماز استسقاء ادا کی۔ حضرت عباس نے دعا استسقاء کی چاہی تھی۔ وہ ایسی مستجاب ہوئی کہ مراجعت نہ کرنے پائے تھے کہ بادل آ پہنچے اور مینہ برسنے لگا۔ اس وقت لوگوں کا یہ حال تھا کہ حضرت عباس کے دامن بہ سبب برکت اور میمنت کے چھوتے اور آنکھوں کو لگاتے تھے۔ اور درمیان اسی سال ۱۸ھ کے ایک وبا جس کو طاعون عمواس کہتے ہیں' ملک شام میں ظاہر ہوئی۔ اسی وبا میں ابو عبیدہ بن الجراح جس کا نام عامر بن عبداللہ بن الجراح الفہری ہے' فوت ہوئے۔ یہ صحابی بھی ایک ان دس اصحاب میں سے ہے جو عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں۔ اس کی وفات کے بعد معاذ ابن جبل انصاری ان کا خلیفہ مقرر ہوا۔ وہ بھی اسی وبا میں راہی ملک بقا ہوئے۔ ان کے بعد عمرو بن العاص اس کا خلیفہ ہوا۔ اس وبا میں پندرہ ہزار آدمی فوت ہوئے۔ یہ وبا ایک مہینہ کامل رہی۔ اسی سبب سے دشمن مسلمانوں کے ان کے ملکوں پر طمع کرنے لگے تھے۔ پھر بصرہ میں یہ وبا جس طرح یہاں پھیل رہی تھی' پھیل گئی۔ اس سال میں حضرت عمر شام کو تشریف لے گئے۔ اور جتنے آدمی وہاں مرگئے تھے' ان کی میراث تقسیم کر کے ذیقعدہ میں مراجعت کی۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۹-۲۰ ہجری

درمیان اس سال کے مصر اور اسکندریہ عمرو بن العاص اور زبیر بن العوام کی معرفت فتح ہوا۔ یہ دونوں شخص درمیان شہر عین شمس کے جو کہ قریب مطریہ کے ہے' اترے تھے۔ اور اس میں ان کے مخالفین کے گروہ اکٹھے تھے' چنانچہ وہ فتح کیا اور عمرو بن العاص نے ابرہہ بن الصباح کو قرنا کی طرف روانہ کیا۔ اور اپنا خیمہ اس مقام پر کیا جو بالفعل جامع عمرو درمیان مصر کے کہلاتا ہے اور مصر میں نشان کر کے اپنے خیمہ کی جا ایک بازار بنایا جو جامع عمرو بن العاص مشہور ہے۔ پھر اسکندریہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اس کو بھی بعد جنگ و جدل کے بزور فتح کیا اور اس سال یعنی ۲۰ ہجری میں بلال ابن ریاح موذن رسول اللہؐ کا انتقال ہوا۔ آپ غلام تھے حضرت ابابکر کے اور آپ کی والدہ کا نام حمامہ تھا۔ یہ صحابی ان لوگوں میں سے ہیں' جو حبشے میں پیدا ہوئے۔ آپ نے بعد مسلمان ہونے ابوبکر کے اسلام اختیار کیا تھا۔ اور بعد انتقال سرور کائناتؐ کے پھر آپ نے اذان نہیں کی بلکہ ابوبکر سے آپ نے سوال کیا تھا کہ مجھ کو جہاد کا حکم دیجئے۔ ابوبکر نے فرمایا کہ تم میرے پاس قیام کرو چنانچہ تا خلافت حضرت عمر مقیم رہے۔ بعد خلافت حضرت عمر کے ان سے کہا کہ مجھ کو جہاد کا حکم دیجئے۔ چنانچہ دمشق میں آکر تا وفات اقامت اختیار کی اور باب صغیر کے پاس مدفن ہوئے۔

۲۱ ہجری

اس سال میں جنگ نہاوند ہمراہ عجمیوں کے واقع ہوا تھا۔ عجمی لوگوں کی ڈیڑھ لاکھ آدمی کی جمعیت تھی اور سپہ سالار ان کا فیرزان تھا۔ بعد وقوع جنگ ہائے شدید کے درمیان عجمیوں اور مسلمانوں کے یہ ہوا کہ مسلمانوں نے عجمیوں کو شکست دی اور قتل کیا اور سپہ سالار کا فیرزان بھاگ نکلا جبکہ وہ ثنیۃ الہمدان

Presented by Ziaraat.Com

میں جو کہ ایک گھاٹی ہے، درمیان پہاڑ کے ہے۔ پہنچا۔ خچر بھری ہوئی شہد کی سامنے سے آتی دیکھ کر طاقت گزرنے کی نہ پا کر لاچار گھوڑے پر سے اتر کے پیدل پہاڑ میں بھاگ کر گیا لیکن قعقاع نے پیادہ پا اس کا تعاقب کیا اور قتل کر کے چھوڑا۔ اس روز مسلمانوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالی اپنے مخالفوں کو شہد ہی سے مارتا ہے اور اسی سال دینور اور صمیرہ اور ہمدان اور اصفہان فتح ہوئے اور اسی سال میں خالد ابن ولید فوت ہوا مگر اس کے موضع قبر میں اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہیں حمص میں مدفن ہوا۔ بعضے کہتے ہیں مدینہ میں۔

۲۲ ہجری

اس سال میں آذر بائیجان، اوری اور جرجان اور قزوین اور زنجان اور تبرستان یہ ملک فتح ہوئے اور اسی سال میں عمرو بن العاص شہر برقہ پر گیا وہاں کے باشندوں نے جزیہ دینے پر صلح کر لی۔ پھر طرابلس کی طرف جو غرب میں ہے وہاں گیا۔ اس کا محاصرہ کیا اور اس کو بزور شمشیر فتح کیا۔ اور اسی سال میں اخنو بن قیس نے ملک خراسان پر جنگ کی اور یزد گرد لڑا، اور ہرات بزور شمشیر مسلمانوں کے قبضہ میں آئی۔ پھر طرف مرو روز کے گیا۔ یزد گرد نے ترکستان کے بادشاہ کو اور بادشاہ صغد اور بادشاہ چین کو واسطے اپنی مدد کے لکھا اور شکست پا کر یزد گرد تن تنہا جان بچا کر بھاگ گیا۔ اس کے لشکر نے جتنا اس کا خزانہ تھا، سب لوٹ لیا اور یزد گرد معہ ترکوں کے چند آدمیوں ہمراہ لے کر فرغانہ میں تازیست اپنی مقیم رہا اور لشکر اس کا جہاں جہاں تھا، وہیں رہا اور مسلمانوں سے سب نے صلح کر لی اور اسی سال میں ابی بن کعب بن قیس جو اولاد ملک النجار سے ہے، فوت ہوا۔ اس کی کنیت ابا منذر تھی۔ یہ ایک کاتب وحی رسول خداؐ کا تھا جس کو رسول خداؐ نے یہ ارشاد کیا تھا کہ اے ابی میرے بعد میری امت کو تعلیم دینا۔ وہ ۳۰ھ میں درمیان خلافت حضرت عثمان کے فوت ہوا۔

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

وفات حضرت عمر بن الخطاب

واضح ہو کہ درمیان اسی سال کے ابو لولو نے جس کو فیروز بھی کہتے ہیں۔ حضرت عمر ابن الخطاب کے بوقت نماز فجر کے پہلو میں زیر ناف خنجر مارا۔ یہ واقعہ چھٹی تاریخ ماہ ذوالحجہ کو درمیان سال مذکور کے ہوا۔ چنانچہ ہفتہ کے روز ذوالحجہ کی صبح کو وفات پائی اور روز یک شنبہ ۲۴ھ میں مدفون ہوئے۔ انہوں نے کل دس برس چھ مہینے آٹھ دین خلافت کی۔ قبر ان کی پاس پیغمبر خدا اور ابوبکر کے ہے۔ بروقت وفات کے حضرت عمر خلافت کے باب میں یہ ارشاد کر گئے تھے۔ کہ حضرت علی اور عثمان اور طلحہ اور زبیر اور سعد جس سے راضی ہوں' وہ شخص امیر المومنین مقرر ہو۔ چنانچہ حضرت علیؑ نے عبدالرحمٰن بن عوف سے در باب خلیفہ ہونے کے کہا۔ اس نے انکار کیا۔ حلیہ حضرت عمر کا یہ ہے۔ لمبا قد۔ سفید رنگ تھے۔ شروع سر پر بال نہ تھے۔ عمر پچپن برس کی پائی۔ بعضے کہتے ہیں ساٹھ برس کی اور بعضے تریسٹھ بتلاتے ہیں اور فضیلت اور زہد اور انصاف اور شفقت میں تمام مسلمانوں پر حظ و افر رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک روز کا حال ہے کہ عمرؓ عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس تشریف لائے۔ اور وہ اپنے گھر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ اے امیر المومنین آج رات کو اس وقت آنے کا کیا سبب ہے؟ آپ نے ارشاد کیا کہ چند مسافر بازار میں اترے ہوئے ہیں۔ مجھ کو خوف ہے کہ کوربیہ کے چور ان کا مال نہ چرا کر لے جائیں۔ تو بھی میرے ساتھ چل تاکہ ہم سب کی نگہبانی کریں۔ چنانچہ دونوں بازار میں آئے اور ایک طرف زمین پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے' ان کے مال کی حفاظت فرماتے رہے اور حضرت عمر ہی کا نام اول امیر المومنین رکھا گیا ہے اور اول یہ اسی شخص نے تاریخ نکالی اور سنہ ہجری کی تاریخ اسی نے مقرر کی اور رات کی نگہبانی بھی حضرت عمر ہی نے نکالی۔ اور امہات اولاد کی بیع کی انہوں نے ممانعت کی اور نماز جنازہ لوگوں کو چار تکبیریں پڑھنی انہوں نے سکھلائیں۔ قبل ان کے چار یا پانچ یا چھ تکبیریں کہتے تھے اور امامت سے تراویح کے پڑھنے کا حکم بھی درمیان رمضان مبارک کے

انہوں نے دے کر تمام اطراف و بلاد میں جاری کرایا۔ اور اول ہی اول درہ بھی انہوں نے اٹھایا۔ اور درہ سے لوگوں کو مارا اور دیوانات کی تدوین کی اور بارہ پیوندوں کا پاجامہ پہن کر خطبہ پڑھا اور ایک دفعہ درمیان کسی حج کے جب صجنان پر گزرے' جو کہ درمیان حضرموت کی طرف مکہ کے ایک موضع واقع ہے' وہاں جا کر لا الہ الا اللہ کہہ کر یہ فرمایا کہ دیتا ہے اللہ جس کو جو چاہے اس جنگل میں درمیان ایک زمانہ کے اونٹ خطاب کے میں' چرایا کرتا تھا' جب میں کوئی قصور کرتا تھا وہ مجھ کو ڈرایا کرتا تھا' اور مارا کرتا تھا' اب میں نے وہ رتبہ پایا کہ ایسا کسی کو میسر نہیں ہوا۔ میرے اور خدا کے درمیان اب کوئی نہیں بالواسطہ۔ اور فضائل ان کے اتنے ہیں کہ شمار سے باہر ہیں۔ (واللہ اعلم)

۲۴ ہجری

درمیان اس سال کے بعد وفات حضرت عمر کے اہل مشورت جمع ہوئے۔ وہ لوگ یہ تھے۔ حضرت علیؑ اور حضرت عثمان اور عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمر۔ یہ اس واسطے کہ حضرت عمر نے بروقت وفات کے یہ کہہ دیا تھا کہ میرے بیٹے عبداللہ کو بھی رائے میں شریک کر لینا' اگرچہ خلافت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ہے' صرف رائے میں شریک رہے۔ الغرض درمیان ان لوگوں کے بہت گفتگو رہی یعنی تین دن گزر گئے۔ آخرش تنگ ہو کر یہ تجویز کی کہ اب چوتھا روز گزرنے نہ پاوے۔ امیر المومنین مقرر کر لینا چاہئے۔ اور اگر تم میں کچھ اختلاف ہو تو جس کو عبدالرحمٰن خلیفہ کر دے' اس کے ہمراہ تم بھی منقاد و تابع ہو جاؤ۔ یہ حال سن کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عباس کے پاس گئے اور کہا کہ خلافت مجھ سے گئی۔ کیونکہ سعد عبدالرحمٰن کی مخالفت ہرگز نہ کرے گا' اس لئے کہ وہ اس کے چچا کا بیٹا ہے۔ اور عبدالرحمٰن خسر ہے حضرت عثمان کا۔ وہ دونوں بھی مختلف نہ ہوں گے۔ بہرتقدیر یہی لوگ آپس میں ایک دوسرے کو خلیفہ کر لیں گے۔ حضرت عباس نے فرمایا کہ آپ کے مقدمہ میں نہیں بولتا کیونکہ اب

Presented by Ziaraat.Com

آپ مجھ سے صلاح لینے آئے ہیں۔ میں نے قبل وفات رسول اللہؐ کے تم سے نہیں کہا تھا کہ باب خلافت میں اس وقت حضرت سے پوچھ لو کہ خلافت کس سے متعلق رہے گی۔ تو نے انکار کیا اور میرا کہنا نہ مانا۔ بعد ازاں جبکہ حضرت عمر نے تم کو بھی اہل مشورت میں مقرر کیا' اس وقت بھی میں نے کہا تھا کہ تم ان کے صلاح کنندوں میں داخل نہ ہو۔ مجھ کو یقین ہے کہ اس گروہ کو چین نہ آئے گا جب تک کہ یہ خلافت کا امر ہم سے رفع نہ کر دیں۔ جب کوئی اور شخص ان پر مسلط ہو گا اس وقت چین سے بیٹھیں گے۔ خدا کی قسم ان کے اوپر ایک ایسا شخص ظالم مسلط ہو گا۔

بعد ازاں یہ ہوا کہ عبدالرحمٰن نے آدمیوں کو جمع کیا۔ آپ نے خلافت سے دست بردار ہو کر حضرت علی کو بلایا اور کہا کہ اے علی! خدا کے عہد اور وعدہ کو لازم جان کر اس کی کتاب یعنی قرآن اور سنت یعنی حدیث رسول اللہؐ پر عمل کرنا اور دونوں خلیفوں کی خصلت پر چلنا۔ حضرت علی نے جواب دیا کہ مجھ کو بھی یہی امید ہے کہ اپنے علم اور طاقت کے موافق عمل کروں گا۔ پھر حضرت عثمان کو بلایا اور اس سے بھی وہی حال جو حضرت علی سے بیان کیا تھا' سب کہا اور سر اپنا مسجد کی چھت کی طرف اٹھا کر اور ہاتھ حضرت عثمان پکڑ کر یہ کہا کہ اے میرے خدا تو دانا و بینا ہے' میرا گواہ رہ' میں نے اپنی گردن کا بوجھ عثمان کی گردن پر رکھ دیا۔ یہ کہہ کر بیعت کر لی۔ اس وقت حضرت علی نے ارشاد کیا کہ یہ وہی روز اول ہے کہ جس روز کے فتنے بظاہر دکھلانے کو ہم سے ایسی باتیں ظاہر کی تھیں' قسم ہے خدا کی حضرت عثمان کو تو نے اس واسطے والی کیا ہے تاکہ خلافت تیری طرف عائد ہو اور اللہ تعالیٰ ہر روز جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ عبدالرحمٰن کہنے لگا کہ اے علی! تو اپنے نفس پر کچھ حجت اور راہ مت ٹھہرا۔ اس وقت حضرت علی یہ فرماتے ہوئے کہ قریب ہے وہ بھی مر جاوے گا' چلے گئے۔ یہ حال دیکھ کر مقداد بن الاسود نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ قسم خدا کی تو نے حضرت علی کا ان کو حق نہ دیا۔ حالانکہ یہ شخص ان لوگوں میں سے ہے کہ اس کا پورا حق دینا چاہیئے۔ اور اس کا انصاف کرنا چاہیئے تھا۔ اس نے جواب دیا کہ اے مقداد' میں نے بھی بہت

Presented by Ziaraat.Com

کوشش اس امر کی مسلمانوں میں کی لیکن وہ نہ مانیں تو کیا کروں۔ مقداد بولا کہ مجھ کو بہت تعجب آتا ہے' قریش سے۔ کہ انہوں نے ایسے شخص کو منظور نہ کیا۔ میں تو کبھی یہ نہ کہوں گا' میرے نزدیک کوئی مرد اس سے بہتر عدل اور علم میں نہیں ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ اے مقداد خدا سے ڈر' ایسا نہ ہو کہ تو کسی فتنہ میں گرفتار ہو جائے۔ پھر حضرت عثمان نے جب اپنے اقارب اور رشتہ داروں کو ملکوں پر مسلط کیا' اس وقت عبدالرحمٰن بن عوف سے لوگوں نے کہا کہ یہ سب تیری کرتوت ہیں۔ اس نے کہا کہ میں اس سے یہ خیال نہ کرتا تھا لیکن میں اس سے کبھی کلام نہ کروں گا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن حضرت عمر کی جدائی میں مر گیا۔ ایک دفعہ بیمار پرسی کے واسطے حضرت عثمان گئے تھے وہ دیوار کی طرف چلا گیا اور اس سے کلام نہ کی تاکہ قسم نہ ٹوٹ جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

خلافت حضرت عثمان

واضح ہو کہ تیسری تاریخ محرم ۲۴ھ میں حضرت عثمان ابن عفان بن ابی العاص ابن امیہ بن عبدالشمس بن عبد مناف سے بیعت لوگوں نے کی۔ ان کی والدہ ماجدہ کا نام اروی بنت کریز بن ربیعہ ہے۔ جبکہ بیعت ان سے لوگوں نے کی اس وقت حضرت عثمان منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا' پہلے حمد اللہ کی کی۔ اور پھر کلمہ شہادت ادا کیا۔ بعدہ' بند ہو گئے اور پھر یہ کہا کہ اول ہر شے کا سخت ہوتا ہے اور اگر میں جیتا رہوں گا تو بہت خطبہ سنو گے۔ بعد ازاں نیچے اترے اور جو لوگ حضرت عمر کے وقت میں حاکم تھے' انہی کو برس روز تک مقرر کر رکھا تھا۔ یہ اس واسطے کہ وہ وصیت کر گئے تھے کہ میرے عاملین کو برس روز تک معزول نہ کرنا' پھر مغیرہ ابن شعبہ کو جو حاکم کوفہ کا تھا' معزول کیا۔ اور سعد بن ابی وقاص کو اس کی جائے مقرر کیا۔ پھر اس کو بھی معزول کیا اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو جو مادر زاد بھائی حضرت عثمان تھا' کوفہ کا حاکم کیا۔

۲۵ ہجری

اس سال میں ابوذر غفاری علیہ السلام نے جس کا نام جندب بن جنادہ ہے' وفات پائی۔ یہ صحابی شام میں تھے۔ معاویہ کو ہمیشہ بہ سبب جمع کرنے مال کے برا جانتے تھے اور یہ آیت پڑھا کرتے تھے:

(ترجمہ) "وہ لوگ کہ جمع کرتے ہیں سونا چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس کو اللہ کی راہ میں۔"

معاویہ نے اس امر کا شکوہ حضرت عثمان کے پاس لکھ کر بھیجا۔ حضرت عثمان نے اس کو مدینہ بلوایا۔ چنانچہ وہ مدینہ میں بھی آکر سب لوگوں کے سامنے بھی ذکر کرنے لگے اور بہت برا کہتے تھے سونا چاندی جمع کرنے کو۔ حضرت عثمان نے اس

Presented by Ziaraat.Com

کو ربذہ میں بھیج دیا۔ کہتے ہیں کہ وہ ربذہ ہی میں کے درمیان ۳۱ ہجری کے۔

۲۶ ہجری

درمیان اس سال کے حضرت عثمان ابن عفان نے عمرو بن العاص کو مصر سے معزول کر کے بجائے اس کے عبداللہ بن ابی سرح العامری کو مقرر کیا۔ یہ شخص رضاعی بھائی حضرت عثمان کا تھا' اسی شخص کا خون رسول اللہؐ نے بروز فتح مکہ مباح فرمایا تھا' لیکن حضرت عثمان نے اس کی جان بخشی کروادی تھی۔ اور حضرت عثمان بن عفان کے وقت میں افریقیہ فتح ہوئی۔ افریقیہ کا متولی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح مذکور تھا۔ اس کے محاصل میں سے پانچواں حصہ حضرت عثمان کے پاس بھیجا کرتا تھا۔ پھر مروان ابن الحکم نے پانچ لاکھ دینار کو وہ پانچواں حصہ خرید کیا۔ یہ امر بھی حضرت عثمان سے ایسا ہوا تھا کہ بہ سبب اس کے لوگوں کو عداوت ہو گئی تھی۔ بعد فتح افریقیہ کے حضرت عثمان نے عبداللہ بن نافع بن الحصین کو یہ حکم دیا کہ تو اندلس کی طرف جا' چنانچہ اس نے اس طرف جا کر اس جا حضرت عثمان کی طرف سے نائب ہو کر مقیم ہوا۔ مگر عبداللہ بن سعد مصر کو مراجعت کر آیا۔

۲۷-۲۸ ہجری

اسی سال میں حضرت عثمان سے معاویہ نے اجازت لڑنے کی سمندر میں حاصل کی تھی۔ جبکہ حضرت عثمان نے اجازت دے دی۔ اس وقت معاویہ نے ایک لشکر جزیرہ قبرص کی طرف روانہ کیا اور عبداللہ بن سعد بھی مصر سے کوچ کر کے وہاں جا پہنچے۔ دونوں مجتمع ہو کر وہاں کے باشندوں سے لڑائی کی مگر سات ہزار دینار سالانہ پر بطور جزیہ کے صلح ہو گئی۔ یہ صلح بعد قتل اور گرفتار کرنے بہت باشندگان قبرص کے ہوئی تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

۲۹ ہجری

درمیان اس سال کے حضرت عثمانؓ نے موسیٰ الاشعری کو شہر بصرہ کی حکومت سے معزول کر کے اپنے بیٹے عبداللہ بن عامر بن کریز کو اس کی جا حاکم کر دیا۔ پھر ولید بن عقبہ کو کوفہ سے بسبب اس کے کہ اس نے شراب پی کر حالت نشہ میں فجر کی نماز مسلمانوں کو پڑھائی تھی' اور دو رکعت کی چار رکعت پڑھ گیا تھا' معزول کیا۔ کہتے ہیں کہ جب وہ چار رکعت پڑھ کر سلام پھیر کر لوگوں سے پوچھنے لگا کہ کیا میں نے زیادہ رکعت پڑھیں' ابن مسعود نے کہا کہ ہم تو ہمیشہ تیرے ہمراہ زیادہ ہی پڑھتے ہیں۔ آج کے دن تک وہ شراب پی کر نماز پڑھایا کرتا تھا۔

۳۰ ہجری

اسی سال حضرت عثمان کو یہ خبر پہنچی کہ قرآن کے باب میں لوگوں کو بہت اختلاف ہے۔ اہل عراق یہ کہتے ہیں کہ ہمارا قرآن بہت صحیح ہے اہل شام کے قرآن سے۔ کیونکہ ہمارا قرآن ابو موسیٰ اشعری کے قرآن کی نقل ہے۔ اور اہل شام یہ کہتے ہیں کہ ہمارا قرآن بہت صحیح ہے کیونکہ ہم کو مقداد بن الاسود کی معرفت پہنچا۔ اسی طرح پر اور ملکوں میں بھی اختلاف تھا۔ حضرت عثمان نے سب صحابہؓ سے مشورت لے کر یہ بات ٹھہرائی کہ لوگوں کو اس قرآن شریف کی طرف برانگیختہ کیجئے جو کہ درمیان خلافت ابی بکر کے لکھا گیا تھا۔ اور وہ قرآن رکھا ہوا درمیان خانہ حفصہ زوجہ نبی صلعم کے تھا۔ اور جمیع قرآن جو سوائے اس کے ہیں سب جلا دیئے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور اس قرآن کی نقلیں کروا کر اونٹ بھر کے شہروں میں بھجوا دیئے۔ اور وہ لوگ جو حضرت عثمان کے حکم کے بموجب قرآن کے نسخوں کے لکھنے پر مقرر ہوئے تھے یہ ہیں۔ زید بن ثابت' عبداللہ بن زبیر اور ابو سعید بن العاص اور عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام المخزومی۔ مگر حضرت عثمان نے ان کو یہ اجازت دے دی تھی کہ جس کلمہ میں تم کو اختلاف ہو

Presented by Ziaraat.Com

اس کو قریش کی بولی میں لکھ دو کیونکہ قرآن شریف قریش کی زبان اور ان کے محاورہ کے مطابق اترا ہے۔ اسی سال میں مہر نبیؐ کی حضرت عثمان کے ہاتھ سے جاتی رہی تھی۔ وہ مہر چاندی کی تھی۔ اس میں تین سطروں میں محمد رسول اللہؐ لکھا ہوا تھا۔ پیغمبر خداؐ وہ مہر ان ناموں اور خطوط پر کیا کرتے تھے جو بادشاہان اطراف کے نام بھیجے جایا کرتے تھے۔ بعد ازاں حضرت ابوبکر بھی وہی مہر کرتے رہے۔ پھر حضرت عمر وہی مہر کرتے۔ بعد ازاں حضرت عثمان بھی وہی مہر کرتے رہے تھے۔ یہاں تک کہ درمیان ایک کنویں کے جس کو بیر اریس کہتے ہیں، گر پڑی۔

۳۱ ہجری

بیان ہے ہلاک ہونے یزدگرد پہلوان بن شہریار بن پرویز کا جو پچھلا بادشاہ ملک فارس کا تھا، اسی سال میں یزدگرد ہلاک ہوا۔ مگر اس کے ہلاک ہونے کی صورت میں اختلاف ہے۔ بعضے یہ کہتے ہیں کہ وہ مرو میں جا کر اترا تھا۔ وہاں کے باشندوں نے اس پر غلبہ پا کر مار ڈالا اور بعض کہتے ہیں کہ اہل ترک اس سے باغی ہو گئے تھے۔ انہوں نے اس کے مصاحبوں کو مار ڈالا۔ اور یزدگرد اکیلا بچ نکلا تھا۔ وہ بچ کر ایک چکی راہی کے گھر میں جا گھسا۔ اس چکی راہی نے اسے مار ڈالا۔ اور فارسی لوگ بھی اس کے تعاقب میں تھے۔ اس کے پیر پیر ڈھونڈتے ہوئے اسی چکی راہی کے گھر تک کھوج لئے ہوئے جا پہنچے۔ جب اس نے اقرار کیا کہ میں نے اس کو مار ڈالا ہے انہوں نے اس کو بھی مار ڈالا۔ اور اسی سال میں اہل خراسان نے بغاوت اختیار کی۔ ایک گروہ عظیم واسطے پرخاش کے جمع کیا تھا۔ مسلمان لوگ پھر وہاں گئے۔ دوسری دفعہ خراسان فتح کیا۔ یہ معاملہ بھی حضرت عثمان ہی کے وقت میں ہوا اور اسی سال میں ابو سفیان بن حرب ابو معاویہ نے وفات پائی۔

۳۲ ہجری

Presented by Ziaraat.Com

درمیان اسی سال کے عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ جو اولاد مدرکہ بن الیاس بن مضر سے ہے، فوت ہوا۔ وہ مدرکہ کی پشت ہونے سے رسول اللہؐ کے ساتھ مجتمع ہے نسب میں اور بعض روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ عبداللہ بن مسعود مذکور ایک صحابی عشرہ مبشرہ میں سے ہے جن کے واسطے رسول خداؐ نے جنت کی گواہی دی تھی اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ حضرت نے ان دس میں سے ابو عبیدہ بن الجراح کو خراج کرکے عبداللہ مذکور کو اس کے جائے عوض اس کے مقرر کیا ہے۔ یہ شخص جلیل القدر عظیم الشان صحابی ہے۔ ایک قراء میں سے بھی ہے۔

۳۳ ہجری

درمیان اس سال کے ایک گروہ اہل کوفہ نے در باب حضرت عثمان کے یہ کلام کرنا شروع کیا کہ عثمان نے بہت لوگوں کو اپنے کنبے اور اقرباء سے ملکوں کے عامل مقرر کئے دیئے ہیں اور حالانکہ وہ لوگ صلاحیت حکومت کی نہیں رکھتے۔ چنانچہ سعید ابن العاص والی کوفہ نے حضرت عثمان کو یہ حال لکھ بھیجا۔ حضرت عثمان نے یہ حکم صادر فرمایا۔ کہ جن جن لوگوں نے یہ بات نکالی ہے ان کو معاویہ کے پاس ملک شام میں بھیج دو۔ اس نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ ان لوگوں میں الحارث بن ملک جو اشتر النخعی معروف ہے اور ثابت ابن قیس النخعی اور کمیل ابن زیاد اور زید بن صوحان العبد اور بھائی اس کا صعصعہ اور جندب ابن زہیر اور عروہ ابن الجور اور عمرو بن الحمق یہ لوگ تھے۔ جب یہ لوگ حضرت معاویہ کے پاس گئے ان سے بہت مباحثہ رہا۔ آخرش معاویہ نے ان کو ڈرایا اور کہا کہ تم ڈرتے نہیں۔ ایسا نہ ہو کوئی فتنہ فساد برپا ہو۔ انہوں نے کود کر معاویہ کی داڑھی پکڑ لی۔ معاویہ نے اس حرکت ناشائستہ کی خبر حضرت عثمان کو لکھ بھیجی۔ حضرت عثمان نے درجواب اس کے یہ لکھا کہ ان لوگوں کو سعید بن عاص کے پاس بھیج دو۔ چنانچہ معاویہ نے سعید بن عاص کے پاس بھیج دیئے۔ انہوں نے اسی طرح سے حضرت

Presented by Ziaraat.Com

عثمان کی بابت کلام کرنا شروع کیا اور اہل کوفہ بھی ان کے ہمراہ ہو گئے۔

۳۴ ہجری

اسی سال میں سعید نے حضرت عثمان کے پاس آکر ان سے سب حال جو کچھ کہ اہل کوفہ نے اس کے ساتھ کیا تھا' بیان کیا۔ کہ وہ لوگ یہ چاہتے تھے کہ ابو موسیٰ اشعری ہمارا سردار ہو۔ اس لئے حضرت عثمان نے ابو موسیٰ اشعری کو کوفہ کا حاکم مقرر کر دیا۔ ابو موسیٰ نے کوفیوں کو خطبہ پڑھ کر سنایا اور حکم کیا کہ حضرت عثمان کی اطاعت کرو۔ سب نے منظور کیا مگر تمام صحابہ میں اختلاف رائے کا ہو گیا چنانچہ بعضوں نے بعضوں کو یہ لکھا تھا کہ ہمارا ارادہ جہاد کا ہے۔ تم ہمارے پاس آؤ اور شکوہ اکثر نے حضرت عثمان کا آپس میں کیا اور کوئی صحابی ان کا مانع نہ ہوا۔ وہ لوگ جو حضرت عثمان کے شاکی تھے' یہ ہیں۔ زید بن ثابت اور اسید السعدی اور کعب بن مالک اور حسان بن ثابت۔ اور سبب لوگوں کے دشمن ہو جانے کا یہ حال تھا' کہ حضرت عثمان نے حکم بن العاص کو جس کو پیغمبر خدا نے جلا وطن کروا دیا تھا' اور دونوں خلیفوں کے وقت تک وہ نکالا ہوا رہا' اس کو بلا لیا تھا اور ایک سبب یہ تھا کہ انہوں نے مروان بن الحکم کو پانچواں حصہ محصول افریقیہ کا جو پانچ لاکھ دینار سالانہ کی آمدنی بھی دے دیئے تھے۔ اسی باب میں عبدالرحمٰن کندی نے چند شعر کہے ہیں' جن کا مضمون یہ ہے کہ قسم ہے خدا کی کوئی امر خدا تعالیٰ نے لغو اور بے فائدہ نہیں بنایا مگر تو نے ہمارے واسطے ایک فتنہ پیدا کیا ہے تاکہ ہماری اور تیری اس میں آزمائش کی جائے۔ کیونکہ دو خلیفہ اول جو گزرے وہ ایک منار طریق ہدایت کا بنا گئے تھے۔ اور کبھی انہوں نے کوئی ایک درہم بھی فریب سے نہیں لیا اور کوئی درہم اپنی خواہش نفس میں صرف نہیں کیا۔ تو نے ایک لعین کو اپنا قرب عطا کر کے خلاف سنت گزشتہ کی راہ اختیار کی اور مروان کو پانچواں حصہ جو حق العباد تھا' لوگوں پر ظلم کر کے دیا اور اپنا کنبہ پالا۔ (قول مترجم ان اشعار کو تذکرہ شعراء عرب میں میں نے لکھا ہے) اور ایک یہ بھی

Presented by Ziaraat.Com

تھا کہ باغ فدک جو میراث بی بی فاطمہ کی تھا' وہ مروان نے چھین لیا تھا۔ یہ ایک باغ رسول اللہؐ کا تھا۔ اس کو جناب فاطمہ نے رسول اللہؐ سے میراث میں پایا تھا۔ ابوبکر نے روایت کی رسول اللہ سے کہ فرماتے ہیں پیغمبر خدا کہ ہم گروہ ہیں انبیاء کے جو ہم میراث چھوڑیں اس کا کوئی وارث نہیں۔ بلکہ وہ بیت المال کا حق ہے یعنی صدقہ ہے۔ وہ باغ فدک مروان کے قبضہ میں اور اس کے بعد اس کی اولاد کے تصرف میں جب تک کہ عمر بن عبدالعزیز حاکم ہوا' رہا۔ کیونکہ اس نے اس کے اہل و عیال سے چھین کر پھر بیت المال میں ملا لیا تھا۔ درمیان اسی سال کے مقداد بن الاسود بھی فوت ہوا۔ یہ شخص بیٹا عمرو بن تغلب کا ہے۔ مگر نسبت کیا جاتا ہے کہ طرف اسود بن عبد یغوث کے کیونکہ اسود مذکور نے ایام جاہلیت میں اس کو اپنا بیٹا کر لیا تھا۔ اس واسطے مقداد بن الاسود مشہور ہو گیا۔ جبکہ یہ آیت نازل ہوئی کہ ادعوھم لاباءھم یعنی پکارو آدمیوں کو ان کے باپ کے نام سے۔ اس وقت سے مقداد بن عمر کہنے لگے تھے۔ اور جنگ بدر میں سوا اس کے کوئی گھوڑے پر سوار نہ تھا۔ بموجب ایک روایت کے اور ہمراہ رسول اللہؐ اس نے بہت مشاہدہ کیا ہے۔ عمر اس کی ستر برس تھی۔

۳۵ ہجری

درمیان اس سال کے ایک گروہ ملک مصر سے آیا تھا' کہتے ہیں کہ ایک ہزار آدمی کی جمعیت تھی۔ بعضے کہتے ہیں کہ سات سو تھے۔ بعضے پانسو بیان کرتے ہیں۔ اور اسی طرح سے ایک گروہ کوفہ سے اور اسی طرح ایک گروہ بصرہ سے آیا۔ مصر کے لوگ جو آئے تھے' ان کی خواہش یہ تھی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مسند خلافت پر بٹھلانا چاہئے۔ اور کوفی یہ چاہتے تھے کہ حضرت زبیر کو خلیفہ بنا دیں اور بصرے والے یہ آرزو رکھتے تھے کہ طلحہ کو امیرالمومنین قرار دیں۔ اپنی اپنی خواہش لے کر داخل مدینہ ہوئے۔ جبکہ پہلا جمعہ ان لوگوں کے داخل ہونے کے روز سے آیا۔ تو حضرت عثمان باہر گھر سے تشریف لائے اور ہمراہ لوگوں کے نماز

Presented by Ziaraat.Com

پڑھی۔ بعد فراغت نماز منبر پر تشریف لے جا کر خطبہ سنایا اور ان گروہوں سے مخاطب ہو کر جو باہر کے آئے ہوئے تھے' یہ ارشاد کیا کہ اے لوگو سنو کہ اللہ بھی جانتا ہے اور باشندگان مدینہ بھی واقف ہیں کہ تم لوگوں کو پیغمبر خداؐ نے لعنت کی ہے۔ چنانچہ محمد بن سلمہ الانصاری کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی واقعی یہ لوگ ملعون ہیں۔ یہ سنتے ہی ان لوگوں نے حملہ کیا اور سب کو جوش آیا۔ چنانچہ انہوں نے آدمیوں کے پتھر مارنے شروع کئے۔ حضرت عثمان کو لوگوں نے مسجد سے ان کے گھر پہنچایا کیونکہ ایک پتھر حضرت عثمان کے بھی ایسا سخت آلگا کہ منبر پر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ان کو لوگوں نے ان کے گھر میں پہنچایا۔ اور ایک جماعت باشندگان مدینہ نے حضرت عثمان سے مقابلہ کیا۔ شان لوگوں میں سعد بن ابی وقاص اور حسن بن علی بن ابی طالب اور زید بن ثابت اور ابو ہریرہ بھی تھے۔ اس اثناء میں حضرت عثمان نے ایک قاصد کی زبانی ان کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ تم چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ مراجعت کر گئے۔ جب یہ گروہ لوگوں کا ٹل گیا اس وقت حضرت عثمان مسجد میں تشریف لائے اور تینتیس (۳۳) روز تک ہمراہ لوگوں کے نماز پڑھی۔ بعد ازاں ان کو مسجد میں بھی آنے کی ممانعت بہ سبب خوف مفسدین کے ہو گئی۔ وہ جو سردار مصر کے گروہ کا عافقی تھا' اس نے امامت کروائی۔ اور لوگوں کے ہمراہ نماز پڑھی۔ اور باشندگان مدینہ سب اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ رہے اور حضرت عثمان اپنے گھروں میں چالیس دن تک بعضے کہتے ہیں' پچاس دن تک محصور رہے۔ بعد ازاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عثمان کے پاس آئے اور یہ صلاح کی کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ مروان کو عہدۂ منشی سے موقوف کیجئے اور عبداللہ بن ابی سرح کو مصر سے معزول فرمایئے۔ حضرت عثمان نے مان لیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لوگوں کو سمجھا کر ہٹا دیا اور وہ بات رفت گزشت ہو گئی۔ بعد ازاں مروان حضرت عثمان کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ یہ صلاح نیک نہیں ہے۔ آخر کار لاچار ہو کر ابن ابی سرح کو مصر سے موقوف کیا اور محمد بن ابی بکر کو حاکم مصر کا مقرر کر کے روانہ فرمایا۔ اور محمد کے ہمراہ ایک گروہ مہاجرین اور انصار کا گیا۔ یہ لوگ تا ہنوز راہ میں تھے کہ ایک

Presented by Ziaraat.Com

غلام ناقہ سوار اونٹنی دوڑاتا چلا آتا دیکھا وہ ان سے راہ میں ملا۔ انہوں نے پوچھا کہ کہاں جاتا ہے؟ اس نے کہا کہ مصر کے حاکم کے پاس جاتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ مصر کا حاکم تو یہ ہے۔ یعنی محمد بن ابی بکر۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں، میں دوسرے عامل کے پاس جاتا ہوں جو محمد بن ابی سرح ہے۔ یہ سن کر انہوں نے اس کو پکڑ لیا اور تلاشی لی۔ اس کے پاس سے ایک نامہ نکلا، اس پر حضرت عثمان ابن عفان کی مہر تھی اور اس نامہ میں یہ لکھا ہوا تھا کہ جس وقت یہ محمد بن ابی بکر مع اپنے ہمراہیان کے تیرے پاس آوے اور تجھ کو کہے کہ تو معزول ہے تو قبول نہ کرنا اور کوئی حیلہ کرکے ان کو قتل کر ڈالنا اور اس نامہ پر کچھ عمل نہ کرنا جو یہ اپنے ہمراہ لایا ہے۔ اپنی حکومت کرتا رہ۔ یہ نامہ دیکھ کر محمد بن ابی بکر مع اپنے ہمراہیوں کے جو مہاجرین اور انصار میں سے تھے، مدینہ کی طرف مراجعت کر آئے اور سب صحابہ کو جمع کرکے وہ نامہ دکھلایا اور حضرت عثمان سے بھی اس کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا، واقعی مہر تو میری ہے اور میرے کاتب کا خط بھی ہے، لیکن میں نے یہ لکھنے کو امر نہیں کیا۔ چنانچہ اس پر حلف اٹھائے۔ اس وقت ان لوگوں نے کہا کہ مروان کو ہمارے سپرد کر دو۔ آپ نے مروان کو بھی سپرد نہ کیا۔ اس سبب سے اور زیادہ دشمنی اور کینہ لوگوں کے دلوں میں چھا گیا اور کوشش ان کے قتل کرنے میں کرنے لگے۔ حضرت علیؑ نے اپنے بیٹے امام حسنؑ اور زبیر نے اپنے بیٹے عبداللہ کو اور طلحہ نے اپنے بیٹے محمد کو واسطے نگہبانی کے کھڑا کر دیا۔ اور کہا کہ سب کو ان کے پاس سے ہٹا دو۔ کسی کو اندر گھر میں گھسنے نہ دو۔ آخر کار یہ ہوا کہ وہ لوگ دیوار پر چڑھ کر حضرت عثمان کے ہمسایہ کے گھر میں سے ان کے گھر میں جا کودے۔ ان میں محمد بن ابی بکر بھی تھے۔ وہاں جا کر ان کو شہید کیا۔ بروقت شہادت کے جناب عثمان روزہ سے تھے۔ اور قرآن شریف کی تلاوت کر رہے تھے۔ یہ واقعہ جانگزا اٹھارھویں تاریخ ذی الحجہ ۳۵ھ واقع ہوا۔ انہوں نے کل بارہ برس بارہ دن کم خلافت کی اور ان کی عمر میں اختلاف ہے۔ کہتے ہیں کہ پچھتر برس کی تھی۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ بیاسی برس کے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ نوے برس کے۔ بعضے اور کچھ کہتے ہیں۔ اور تین روز تک جنازہ پڑا رہا۔ کیونکہ ان

Presented by Ziaraat.Com

لوگوں نے دفن نہ ہونے دیا۔ بعد ازاں حضرت علی نے حکم دیا کہ ان کو دفن کرو۔
حلیہ حضرت عثمان کا یہ ہے۔ بیچ کی راس کا قد تھا۔ خوبصورت چیچک کے داغ چہرہ پر بڑی داڑھی گندم گوں اول دماغ پر بال نہ تھے اور داڑھی کو کترواپا کرتے تھے۔ دو بیٹیوں پیغمبر خدا سے نکاح کیا تھا اس واسطے ان کو ذوالنورین[۱۴۸] کہتے ہیں اور کاتب ان کے پاس مروان ابن الحاکم بن العاص ان کے چچا کا بیٹا تھا اور قاضی ان کا زید بن ثابت تھا۔ فضائل ان کے یہ ہیں کہ جیش العسرۃ کو بہت اونٹ مال کے انہوں نے دیئے تھے۔ اور جب مجاہدین غزوہ تبوک میں بھوکے تھے' اس وقت حضرت عثمان نے اناج موافق گذارہ لشکر کے خرید کر خچر لدوا کر بھیجے تھے۔ جب وہ سامان پاس پیغمبر خدا کے پہنچا تب حضرت نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے یہ دعا فرمائی تھی کہ بار خدایا میں راضی[۱۴۹] ہوا ہوں عثمان سے تو بھی راضی ہو اس سے۔ اور شعبہ روایت کرتا ہے کہ عثمان' پیغمبر خدا کے پاس اپنے کپڑے اپنے اوپر ڈال کر گئے تھے۔ رسول اللہ نے فرمایا' کیوں نہ حیا کروں میں اس شخص کہ حیا کرتے ہیں اس سے ملا ئکہ۔ بہ سبب مقتول ہونے حضرت عثمان کے فتنہ و فساد کے دروازے کھل گئے۔

خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ

واضح ہو کہ نام ابو طالب کا عبد مناف ہے۔ یہ صاحب عبد المطلب کے بیٹے ہیں جو رسول اللہ کے جد بزرگوار تھے اور والدہ حضرت علی کی فاطمہ بنت اسد ابن ہاشم ہے۔ پس مرتضیٰ علی والدہ کی طرف سے بھی ہاشمی ہیں اور اپنے والد کی طرف سے بھی۔ جس روز حضرت عثمان مقتول ہوئے اسی روز حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لوگوں نے بیعت کی۔ مگر کیفیت بیعت میں اختلاف ہے۔ بعضے یہ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ کے سب جمع ہو کر جن میں طلحہ اور زبیر تھے' حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آئے اور پوچھنے لگے کہ کس کو خلیفہ مقرر کریں۔ جناب علی نے ارشاد کیا کہ مجھ سے پوچھنے کی حاجت نہیں۔ جس کو تم

Presented by Ziaraat.Com

اختیار کر لو گے میں بھی اس سے راضی ہوں۔ سب نے یہ عرض کی کہ ہم سوائے آپ کے کسی کو اختیار نہیں کرتے۔ چنانچہ یہ کلام مکرر سہ کرر کئی دفعہ ہوئی۔ اور بیان کیا کہ آپ ہمارے نزدیک حق دار بھی زیادہ ہیں اور سب میں مقدم زیادہ بہ سبب سبقت ایمان کے اور آپ جیسا کوئی قریبی رسول اللہؐ کا بھی نہیں۔ غرضیکہ طلحہ بن عبداللہ نے اولاً جناب امیر سے بیعت کی مگر حضرت طلحہ کا چونکہ ہاتھ ٹنڈا ہو گیا تھا درمیان جنگ احد کے اور اول انہوں نے بیعت کی، اس واسطے حبیب ابن ذویب نے کہا، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ کیونکہ اول جس شخص نے بیعت کی وہ ہاتھ سے ٹنڈا ہے۔ یہ امر بیعت تمام ہوتا ہوا معلوم نہیں ہوتا۔ پھر بیعت کی۔ بعد ازاں زبیر نے بیعت کی۔ اور حضرت علی نے یہ فرمایا کہ اگر تم میری بیعت کرنا چاہتے ہو تب مجھ سے بیعت کرو اور اگر راضی نہیں ہو تو میں تم سے بیعت کروں۔ دونوں نے کہا کہ ہم ہی تم سے بیعت کرتے ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ بعد از بیعت نے دونوں نے یہ اظہار کیا کہ ہم نے تو اپنی جان کے خوف سے بیعت کر لی تھی۔ پھر دونوں بھاگ کر چار مہینے بعد بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مکہ کو چلے گئے۔ مگر سعد بن ابی وقاص کو لوگ وہاں سے لائے۔ حضرت علیؑ نے ارشاد کیا کہ میری بیعت کرو۔ اس نے جواب دیا کہ جب سب آدمی بیعت کر لیں گے اس وقت کروں گا۔ اور قسم ہے خدا کی۔ کچھ مجھ سے آپ کسی نوع کا خیال بد نہ لایئے۔ حضرت علیؑ نے ارشاد کیا کہ بہت بہتر۔ اور اسی طرح عبداللہ بن عمر نے بیعت نہ کی اور انصار نے بھی بیعت نہ کی۔ مگر چند شخصوں نے ان میں سے بیعت کی وہ ہیں حسان بن ثابت اور ابن کعب بن مالک اور مسلمہ بن مخلد اور ابو سعید الخدری اور نعمان بن بشیر اور محمد بن مسلمہ اور فضالہ بن عبید اور کعب بن عجرہ اور زید بن ثابت۔ ان لوگوں کو حضرت عثمان نے زکوٰۃ وغیرہ کے لینے پر متولی کر رکھا تھا اور سعید بن زید اور عبداللہ بن سلام اور حبیب بن سنان اور اسامہ بن زید اور قدامہ بن مظعون اور مغیرہ بن شعبہ نے بھی بیعت سے انکار کیا۔ ان لوگوں کا نام معتزلہ رکھا گیا۔ کیونکہ اعتزال بمعنے یک طرف شدن ہے جب یہ لوگ بیعت سے پھر گئے اور بیعت نہ کی اس وقت یہ لقب پایا۔

Presented by Ziaraat.Com

نعمان ابن بشیر ملک شام کو وہ کرتہ خون آلودہ حضرت عثمان کا اپنے ہمراہ لیتا گیا تھا۔ جب وہ کرتہ خون آلودہ معاویہ کے پاس پہنچا اس نے وہ کرتہ منبر پر ڈالا کر باشندگان ملک شام کو حضرت علی کے مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے برا نگیختہ کیا۔ چنانچہ اہل شام جس وقت وہ کرتہ خون کا لتھڑا ہوا دیکھتے' بہت غصہ ہوتے۔ سوا اس کے اور روایتیں بھی حضرت علی کی بیعت کے باب میں منقول ہوئی ہیں۔ ازاں جملہ ایک یہ ہے کہ بعد حضرت عثمان کے مقتول ہونے کے پانچ روز تک مدینہ بدوں خلیفہ کے پڑا رہا۔ اور عافقی امیر مصروالوں کا مع اپنے ہمراہیوں کے اس تلاش میں رہا کہ کس شخص کو خلیفہ بناویں۔ جب کوئی ان کو نہ ملا کیونکہ حضرت طلحہ اپنے احاطہ میں تھے اور سعد اور زبیر یہ دونوں شخص مدینہ سے نکل گئے تھے اور بنی امیہ میں سے کوئی نہ تھا' وہ بھاگ گئے تھے اس لئے سب مصری حضرت علی کے پاس آئے۔ آپ نے ان کو دھتکار بتلائی۔ اسی طرح کوفی لوگ حضرت زبیر کے پاس آئے اور بصرہ والے حضرت طلحہ کے پاس۔ انہوں نے بھی ان سے کلام نہ کی اور سب کے سب مجتمعہ" اس باب میں مختلف تھے کہ کس کو خلیفہ بناویں۔ آخرش حضرت علی کی خدمت میں آئے اور کہا کہ ہم بیعت آپ سے کرتے ہیں۔ آپ بھی غور کیجئے کہ کیا حال ہو رہا ہے اسلام کا۔ اور کس حادثہ میں ہم مبتلا ہو رہے ہیں۔ حضرت علی نے نہ مانا۔ اس میں منت اور سماجت اور الحاح شروع کیا۔ اس وقت حضرت علی نے ارشاد کیا کہ یہ بات اگر تم کو منظور ہو تو میرا اختیار ہو گا جو چاہوں گا سو کروں گا۔ اگر تم نے میرے حکم کی اطاعت نہ کی تو پھر میں بھی تم جیسا ہو جاؤں گا۔ اس بات کے کہنے پر پھر الگ الگ ہو گئے اور اس امر کی مشورت کرکے سب نے کہا کہ اگر طلحہ اور زبیر بھی اس مشورہ میں داخل ہوں تو بیعت مستقیم ہو جاوے۔ یہ بات ٹھہرا کر حکیم ابن جبلہ کو مصریوں نے حضرت زبیر کے پاس بھیجا اور اس کے ہمراہ چند آدمی بھی کر دیئے۔ چنانچہ حضرت زبیر کو تلوار سے ڈرا کر بجبر لائے اور انہوں نے بجبر بیعت کی اور حضرت طلحہ کے پاس اشتر کو مع چند نفر کے بھیجا۔ وہ ان کو بھی لائے اور جب تک بیعت نہ کی پنڈ نہ چھوڑا۔ جب صبح ہوئی وہ دن جمعہ کا تھا۔ سب آدمی مسجد میں جمع

Presented by Ziaraat.Com

ہوئے اور حضرت علی منبر پر چڑھے اور کہا کہ لوگو مجھ کو اس امر خلافت سے باز رکھو۔ سب نے کہا کہ یہ ہم کو منظور نہیں۔ چنانچہ اولاً حضرت طلحہ نے بیعت کی اور کہا کہ میں بیعت کرتا ہوں۔ پہلے اور ہاتھ حضرت طلحہ کا ٹنڈا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ امر تمام نہیں ہو گا۔ فال بد ہوئی۔ جیسا کہ اول روایت میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور اہل مدینہ میں سے تمام مہاجرین اور انصار میں سے سوائے ان شخصوں کے جنہوں نے بیعت نہیں کی' جن کا نام اوپر گزرا' سب نے بیعت کی۔ یہ روز جمعہ کا پچیسواں تاریخ ذالحجہ کی تھی۔ اور ۳۵ھ میں یہ بیعت ہوئی۔ پھر حضرت طلحہ اور حضرت زبیر دونوں مدینہ سے چلے گئے۔ اور حضرت عائشہ سے جا ملے۔ وہ بیوی بارادہ حج تشریف لے گئی تھی۔ اس زمانہ میں کہ جب حضرت عثمان اپنے گھر میں محصور تھے۔ اور حضرت عائشہ بھی حضرت عثمان سے کچھ نفرت رکھی تھیں' ہمراہ اور منکرین کے لیکن یہ نہ جانتی تھیں کہ انجام کار یہ ہو گا جو ہوا۔ اور بروقت مقتول ہونے حضرت عثمان کے حضرت ابن عباس مکہ میں تشریف رکھتے تھے۔ پھر مدینہ میں بعد بیعت حضرت علیؑ کے تشریف لائے۔ اور حضرت علیؑ کے مکان پر جس وقت تشریف لے گئے تو انہوں نے مغیرہ بن شعبہ کو حضرت علیؑ کے پاس سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ ابن عباس نے حضرت علی سے پوچھا کہ مغیرہ کیا کہتا تھا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ پہلے تو اس نے یہ مشورت دی تھی کہ معاویہ وغیرہ عمال عثمانیہ کو ابھی معزول نہ فرمایئے اور اپنی جگہ پر ان کو مقرر رہنے دیجئے۔ جب تک کہ بیعت نہ کر لیں۔ اور امر خلافت مستحکم نہ ہو جائے۔ میں نے اس بات سے انکار کیا تھا۔ آج پھر آیا اور اس نے کہا' جو آپ کی رائے عالی میں آئے وہ کیجئے۔ وہی میری رائے ہے۔ ابن عباس بولے کہ اولاً تو آپ کو اس نے نصیحت کی بات کہی تھی مگر دوسری دفعہ اس نے الٹی بجھائی اور بری نصیحت کی۔ کیونکہ مجھ کو اس بات کا خوف ہے کہ شام کے باشندے نہ پھر جائیں۔ اور باوجود کہ طلحہ اور زبیر کی طرف سے میری چھاتی نہیں ٹھکتی' کہ وہ آپ سے نہ لڑیں اگر مجھ سے صلاح لیجئے تو میں یہ صلاح دیتا ہوں کہ معاویہ کو ابھی آپ موقوف اور معزول عہدہ حکومت شام سے نہ کیجئے کیونکہ اگر اس نے آپ کی بیعت کر لی تو پھر ہر

Presented by Ziaraat.Com

ایک کو جس کو آپ چاہیں گے' اکھیڑ ڈالنا اور معزول کر دینا کچھ کام نہیں رکھتا۔ حضرت علیؑ نے ارشاد کیا کہ قسم ہے خدا کی اس کو تلوار کے مزے کے سوا کچھ نہ دوں گا۔ اس وقت میں نے کہا کہ یا امیرالمومنین آپ مرد شجاع ہیں' صاحب سیاست نہیں ہیں۔ حضرت علی نے جھنجلا کر کہا کہ تیری رائے جب میں نہ مانا تو تجھ کو میری اطاعت کرنی چاہئے۔ تجھے ان باتوں سے کیا کام۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس وقت میں نے کہا کہ جو آپ کو اچھا معلوم ہو وہ کیجئے۔ ہم تو تابعدار ہیں۔ اور مغیرہ مدینہ سے نکل کر مکہ میں جا پہنچا۔

۳۶ ہجری

درمیان اس سال کے حضرت علیؑ نے اپنی طرف سے عامل اور حاکم مقرر کرکے اطراف اور بلاد کو روانہ فرمائے۔ اور عملاء عثمانیہ کو معزول فرمایا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عمارت بن شہاب کو جو کہ ایک شخص مہاجرین میں سے ہے' کوفہ کا عامل مقرر فرمایا اور عثمان بن حنیف انصاری کو بصرہ کی حکومت مرحمت ہوئی۔ اور عبداللہ بن عباس کو ملک یمن کا صوبہ دار کیا۔ یہ شخص مشہور سخاوت میں ہے اور قیس بن سعد انصاری کو مصر پر متعین فرمایا۔ اور سہیل بن حنیف انصاری کو شام کا عمل کرکے روانہ فرمایا۔ جبکہ یہ شخص مقام تبوک کے پاس پہنچا اس جا چند عرب سوار اس کو راہ میں ملے۔ اس سے پوچھا کہ تو کون شخص ہے۔ اس نے کہا کہ امیر ہوں شام کا۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ کو سوائے حضرت عثمان کے کسی اور شخص نے بھیجا ہے تو الٹے پیر پھر جایئے۔ اس نے کہا کہ کیا تم نے سنا نہیں حال حضرت عثمان کا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں سن چکے ہیں۔ چنانچہ وہ الٹا چلا آیا۔ اور قیس بن سعد جو مصر پر متعین ہوئے تھے وہ جاتے ہی والی ہو گئے۔ مگر ایک فرقہ عثمانیہ نے اس کی اطاعت منظور نہ کی اور کہا کہ جب تک قاتل عثمان نہ مقتول ہو تب تک ہم کبھی اطاعت علی منظور نہ کریں گے۔ اور عثمان ابن حنیف جب بصرہ میں گیا۔ ایک فرقہ نے اطاعت منظور کیا۔ ایک نے

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

مخالفت اختیار کی۔ اور عمارہ جب کوفہ کو گیا اس کو طلحہ ابن خویلد الاسعدی جس نے دعوئی نبوت کا درمیان خلافت حضرت ابوبکر کے کیا تھا' راہ میں اس نے کہا کہ اہل کوفہ اور اپنے امیر کا بدلہ اور خون کا عوض لینا چاہتے ہیں۔ وہ بھی حضرت علیؑ کی خدمت میں مراجعت کر آیا۔ اور کوفہ پر ابو موسیٰ اشعری اول سے حاکم تھا۔ اور عبداللہ یمن کو تشریف لے گئے۔ وہاں عامل یعلی بن منبہ تھا۔ عبداللہ جاتے ہی عامل ہو گئے۔ یعلی نے یہ چالاکی کی کہ سب محصول کا روپیہ اور جو موجود تھا' سب لے کر مکہ کو بھاگ گیا۔ اور حضرت عائشہ اور طلحہ اور زبیر سے جا ملا۔ وہ سب مال ان کے سپرد کیا۔

جب حضرت عائشہ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمان نے شہادت پائی یہ امران پر گراں گزرا اور درپے تلاش قاتل حضرت عثمان کے واسطے قصاص کے ہوئیں۔ اور حضرت طلحہ و زبیر اور عبداللہ بن عامر اور ایک گروہ بنی امیہ کا سب مساعد اور مددگار حضرت عائشہ کے ہوئے اور ایک لشکر عظیم جمع ہو گیا۔ بعد مشورہ کے یہ تجویز ہوئی کہ بصرہ پر جا کر اپنا غلبہ کر لینا چاہئے اور معاویہ ملک شام میں علیؑ سے سمجھ لے گا۔ اتفاق سے عبداللہ ابن عمر بھی مدینہ سے مکہ آ پہنچا تھا۔ اس سے بھی انہوں نے کہا کہ آپ بھی ہمارے ہمراہ چلئے۔ اس نے انکار کیا لیکن وہ سب انبوہ صحابہ کا ہمراہ حضرت عائشہ کے بصرہ کو روانہ ہوا۔ اور یعلی ابن منبہ نے حضرت عائشہ کو ایک اونٹ جس کو عسکر کہتے تھے۔ نذر کر دیا۔ وہ اونٹ ایک سو دینار کی خرید تھا۔ بعضے کہتے ہیں اسی (۸۰) دینار کو خریدا تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہ اس اونٹ پر سوار ہوئیں اور راہ میں درمیان ایک جگہ کے جس کو حواب کہتے ہیں' مقام کیا۔ وہاں کے کتے ان لوگوں کو بھونکنے لگے۔ حضرت عائشہ نے پوچھا کہ یہ کونسا چشمہ ہے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ اس کا ماء حواب کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ نے باآواز بلند غل مچانا شروع کیا اور کہا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ میں نے سنا ہے رسول خداؐ سے کہ آپ فرماتے تھے۔ اس وقت تمام بیویاں حضرت کی وہاں موجود تھیں۔ کہ مجھ کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید کوئی بیوی تم میں ایسی ہو کہ اس کو حواب کے کتے بھونکیں گے۔ یہ کہہ کر اپنے اونٹ کے بازو میں ایک لکڑی

کی چوٹ ماری اور اس کو بٹھلایا اور حضرت عائشہ نے کہا۔ کہ مجھ کو جانے دو، قسم ہے خدا کی میں ہی حواب⁽⁴⁾ والی ہوں۔ ان لوگوں نے حضرت عائشہ کا اونٹ ایک دن ایک رات بٹھلا رکھا۔ اور عبداللہ بن زبیر نے کہا کہ یا ام المومنین یہ بات جھوٹ ہے۔ اس چشمہ کا نام ماء حواب نہیں ہے۔ ہر چند وہ یہ کہتے تھے مگر حضرت عائشہ کو یقین نہ ہوتا تھا۔ غرضیکہ وہاں سے جلدی کوچ کرکے بصرہ پر لڑائی کرکے اپنے قبضہ میں کر لیا اور عثمان بن حنیف کو وہاں سے نکال دیا۔ اس جنگ میں عثمان ابن حنیف کے مددگاروں میں سے ۴۰ آدمی مقتول ہوئے اور عثمان ابن حنیف کو پکڑ کر داڑھی اور بھنویں نوچ کر قید کیا مگر پھر چھوڑ دیا۔

سفر بصرہ

جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عائشہ مع طلحہ اور زبیر کے بصرہ کی طرف کوچ کر گئی ہیں۔ اس وقت حضرت علی بھی چار ہزار باشندگان مدینہ اپنے ہمراہ لے کر بصرہ کی مہم پر تشریف لے گئے۔ ان چار ہزار میں چار سو آدمی تو وہ تھے جنہوں نے حضرت علیؑ سے بیعت نیچے ایک درخت کے کی تھی۔ اور آٹھ سو انصار میں سے تھے اور علم بردار اس لشکر کے محمد ابن حنفیہ آپ کے بیٹے تھے۔ اور میمنہ لشکر پر حضرت امام حسنؑ اور میسرہ لشکر پر حضرت امام حسینؑ اور سواروں پر عمار بن یاسر اور پیادوں پر محمد ابن ابوبکر اور پیش خیمہ کے سردار عبداللہ ابن عباس تھے۔ یہ سفر درمیان ربیع الاخر ۳۶ھ کے ہوا تھا۔ جبکہ حضرت علی مقام ذی قار پر پہنچے اس وقت عثمان ابن حنیف ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا امیرالمومنین آپ نے مجھ کو داڑھی سمیت بھیجا تھا اور میں امرد ہو کر داڑھی نچوا کر آیا ہوں۔ حضرت علیؑ نے ارشاد کیا کہ تجھ کو اس کے عوض ثواب اور بھلائی ملے گی اور ارشاد کیا کہ مجھ سے پہلے دو شخص ان لوگوں پر والی ہو چکے ہیں۔ انہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے معاملہ کیا ہے۔ پھر جب تیسرا شخص ان پر والی ہوا، اس کے حق میں گفتگو کرتے رہے۔ پھر مجھ سے بیعت

Presented by Ziaraat.Com

کی اور طلحہ اور زبیر نے بھی اول بیعت کی مگر پھر برگشتہ ہو گئے۔ میں تعجب کرتا ہوں کہ یہ لوگ ابی بکر اور عمر اور عثمان سے تو متفق رہے اور علیؑ سے مخالف ہیں۔ اس کا کیا سبب ہے قسم ہے خدا کی۔ یہ دونوں جانتے ہیں کہ میں ان لوگوں سے جو اول گزرے ہیں کچھ کم رتبہ کا نہیں ہوں۔

جنگ جمل

واضح ہو کہ درمیان اس جنگ کے ایک گروہ اہل کوفہ کا حضرت علیؑ کے ہمراہ ہوا اور ایک گروہ حضرت عائشہ اور طلحہ اور زبیر کے ہمراہ ہوا اور ایک نے دوسرے پر چڑھائی کی اور بہ نصف جمادی الاخر سن ہذا مین درمیان ایک مقام کے جس کو خریبہ کہتے ہیں، مقابلہ ہوا۔ لیکن حضرت علی نے زبیر کو کہلا بھیجا کہ مجھ کو تم سے کچھ کہنا ہے۔ قبل از جنگ اور مقابلہ کے تم میرے سامنے آؤ۔ جس وقت زبیر حضرت علیؑ کے مقابلہ میں آئے اس وقت آپ نے ارشاد کیا کہ اے زبیر تجھ کو وہ بھی یاد ہے کہ ایک روز تو ہمراہ رسول اللہ صلعم کے درمیان بنی غنم کے گیا تھا۔ پیغمبر خداؐ نے مجھ کو دیکھ کر تبسم کیا۔ تو نے یہ کہا تھا کہ حضرت ان میں کون سی بات موجب ضحک اور ہنسی کے ہے۔ پیغمبر خداؐ نے ارشاد کیا کہ اے زبیر اس میں کوئی بات ہنسی کی نہیں ہے تو اس کو دوست رکھنا۔ اس وقت تو نے کہا کہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ نہیں تو اس سے مقابلہ کرے گا اور اس پر ظلم کرے گا۔ اور تو نے یہ کہا کہ حضرت یہ نہیں ہو سکتا۔ زبیر یہ بات سن کر کہنے لگا کہ قسم ہے مجھ کو اب میں آپ سے ہرگز لڑائی نہ کروں گا۔ کیونکہ قول رسول مقبولؐ کا اب مجھ کو یاد آ گیا۔ حضرت زبیر کے بیٹے نے ان سے کہا کہ اے باپ تو نے جو قسم حضرت علیؑ سے نہ لڑنے کی کھائی ہے اس کا کفارہ ادا کر دے۔ چنانچہ زبیر نے اپنے غلام مسمی مکحول کو آزاد کر کے جنگ کی اور دو جانب سے لڑائی ہونے لگی۔ اس وقت حضرت عائشہ اس اونٹ پر جس کا نام عسکر ہے، درمیان ہودہ کے سوار تھیں اور بہ سبب اجتماع و انبوہ آدمیوں کے وہ اونٹ

Presented by Ziaraat.Com

مثل ایک ٹیلہ کے دکھائی دیتا تھا۔ آخرکار حضرت عائشہ اور طلحہ اور زبیر کو شکست ہوئی۔ اور مروان ابن الحکم نے حضرت طلحہ کے ایک ایسا تیر مارا کہ وہ قتل ہو گئے۔ یہ دونوں حضرت عائشہ کے ہمراہیوں میں سے تھے۔ یوں کہتے ہیں کہ مروان بن الحکم نے حضرت عثمان کے قتل کا بدلہ حضرت طلحہ سے لیا تھا کیونکہ اس نے حضرت عثمان کے قاتلین کی مدد کی تھی اور زبیر مدینہ کی طرف بھاگ گئے۔ اور وہ اونٹ کہ جس پر حضرت عائشہ سوار تھیں' اس کی باگ پر بہت ہاتھ قطع کی گئی اور کہتے ہیں کہ جانبین سے بہت آدمی شہید ہوئے۔ جبکہ جنگ و جدل سامنے اس اونٹ کے ہو چکا' اس وقت علی مرتضیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ذبح کر ڈالو اس اونٹ کو۔ چنانچہ ایک شخص نے ایک ہاتھ کے ایسا مارا کہ وہ گر پڑا اور حضرت عائشہ اپنے ہودہ میں رات تک بیٹھی رہیں۔ آخر کو محمد بن ابوبکر نے جو حضرت عائشہ کے بھائی ہیں' ان کو بصرہ میں درمیان مکان عبداللہ بن خلف کے اتارا اور حضرت علی نے تمام مقتولین اصحاب جمل کی لاشوں کو دیکھا اور ان کے جنازہ پڑھ کر ان کو دفن کیا۔ جس وقت حضرت علی نے دیکھا کہ طلحہ مقتول ہو گئے اس وقت آپ نے بحسرت فرمایا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ قسم ہے خدا کی مجھ کو برا معلوم ہوتا ہے کہ میں قریش کو بچھڑا ہوا پاؤں اور حضرت طلحہ کے جنازہ کی نماز حضرت علیؑ نے پڑھی یا نہ پڑھی مگر جنگ جمل والوں کو نمازیں بے شک پڑھیں۔ اور حضرت زبیر جنگ جمل سے بارادہ کے مدینہ کے تشریف لئے جاتے تھے۔ جبکہ بنی تمیم کے چشمہ پر پہنچے۔ اس جائے احنف بن قیس بیٹھا ہوا تھا۔ احنف کو لوگوں نے خبر دی کہ یہ حضرت زبیر آتے ہیں۔ احنف نے کہا کہ دونوں لشکروں کو بھڑا کر آپ چلا آیا ہے۔ اس جائے عمرو بن جرموز الجاشعی نے جب اس کی کلام سنی وہ وہاں سے اٹھ کر زبیر کے پیچھے ہو لیا۔ یہاں تک کہ وادی سباع میں اس کو سوتا ہوا پا کر مار کر اس کا سر حضرت علی کی خدمت میں لے گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد کیا کہ میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ فرماتے تھے کہ قاتل زبیر کا جہنمی ہے۔ یہ شخص جنگ سے یکسو ہو کر بایں ارادہ اسجائے بیٹھا تاکہ دریافت کرے کہ فتح کس کو ہوئی۔ اس وقت عمرو بن جرموز نے یہ شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ "لاقیا

Presented by Ziaraat.Com

میں سر زبیر کا حضرت علیؑ کے پاس بامید انعام۔ انہوں نے بشارت دی مجھ کو آگ کی قبل ظاہر ہونے کی۔ پس بری ہے بشارت اور تحفہ میرے نزدیک قتل زبیر اور گرز مارنا مچھر پدوڑی کا برابر ہے۔" بعد ازاں حضرت علی نے حضرت عائشہ سے کہا کہ تم مدینہ میں جا کر اپنے گھر میں بیٹھو۔ چنانچہ وہ بی بی رجب کا چاند دیکھ کر درمیان اسی سن کے تشریف لے گئیں اور بہت لوگوں نے ان کی متابعت کی اور حضرت علی نے مایحتاج اور جو کچھ ان کو چاہئے تھا' سب مہیا کر دیا اور اپنے بیٹوں کو ارشاد کیا کہ ایک منزل تک تم جا کر ان کو پہنچاؤ۔ چنانچہ حضرت عائشہ مکہ شریف کو تشریف لے گئیں اور اس سال کا حج ادا کر کے مدینہ کو مراجعت فرمائی۔ کہتے ہیں کہ تعداد مقتولین کی جو بروز جنگ جمل فریقین سے مارے گئے تھے' دس ہزار تھی اور حضرت علی نے بصرہ پر عبداللہ ابن عباس کو حاکم مقرر کیا اور آپ کوفہ کو تشریف لے گئے۔ وہاں کا انتظام کر کے تمام اعراق اور مصر اور یمن اور حرمین اور خراسان سوائے شام کے سب کا انتظام کر لیا اور ملک شام میں معاویہ تھا۔ وہاں کے باشندے اس کے تابعدار تھے۔ اس لئے حضرت علی نے جریر بن عبداللہ البجلی کو بایں ارادہ بھیجا کہ معاویہ سے بیعت کا اقرار کروائے اور اسے یہ کہے کہ جس بیعت میں سب مہاجر و انصار داخل ہو چکے ہیں' وہ بھی داخل ہو۔ چنانچہ حسب ارشاد حضرت علی کے جریر' معاویہ کے پاس گیا۔ معاویہ نے بیعت کرنے میں درنگ کی۔ یہاں تک کہ عمرو بن العاص فلسطین سے معاویہ کے پاس آ گیا۔ ان ایام میں عمرو بن العاص فلسطین میں رہتا تھا۔ اس نے آکر دیکھا کہ اہل شام متفق اس بات پر ہیں کہ حضرت عثمان کے خون کا عوض لینا چاہئے۔ عمر مذکور نے ان لوگوں سے کہا کہ تم حق پر ہو اور معاویہ سے یہ مشورت کی کہ حضرت علی سے میں اور تو دونوں متفق ہو کر جنگ کریں لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ جب تیری فتح ہو تو مجھ کو مصر کا حاکم کر دینا۔ اس نے منظور کیا۔ اس وقت میں متولی مصر قیس ابن سعادہ بن عبادہ حضرت علیؑ کی طرف سے تھا جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ ایک فرقہ عثمانیہ نے اس کی اطاعت منظور نہ کی تھی۔ وہ لوگ ایک گاؤں میں جس کو خربتا کہتے ہیں اور قریب شہر مصر کے واقع ہے' جا رہے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

اور قیس مذکور تیز عقل تمام عربوں میں تھا۔ اس نے دیکھا کہ مصلحت یہ ہے کہ ان سے کچھ تعرض نہ کرو اور لڑائی کرنی مناسب نہیں۔ تاکہ یہ لوگ معاویہ سے نہ مل جائیں۔ اور معاویہ نے قیس مذکور کو چند خط اس طور کے لکھے کہ میں تجھ کو بہت بڑا اختیار اور اقتدار دوں گا۔ تو مجھ سے مل جا اور متفق ہو جا۔ اس نے ہرگز نہ مانا۔ تب معاویہ نے ایک جھوٹا خط اس کی جانب سے بنا کر لوگوں کے سامنے پڑھا اور یہ لوگوں کو جتلا دیا کہ قیس مذکور مجھ سے ملا ہوا ہے۔ چنانچہ اسی واسطے اس نے ان لوگوں سے جو اس کے فرماں برداری سے خارج ہو کر خربتا میں جا رہے ہیں، کچھ تعرض نہیں کیا اور کسی سے لڑائی نہیں کی۔ یہ خبر حضرت علیؑ کے پاس پہنچی۔ انہوں نے قیس مذکور کو مصر سے معزول فرما کر بجائے اس کے محمد ابن ابی بکر کو حاکم مصر کا مقرر کر دیا۔ وہ مصر پہنچے اور قیس مدینہ میں آیا۔ اور حضرت علی سے ملاقات کی۔ اس سبب سے جنگ صفین پر ہی قیس مذکور نے سب حال اپنا جو معاویہ کے ہمراہ گزرا تھا، بیان کیا۔ جب حضرت علی کو معلوم ہوا کہ یہ شخص صحیح کہتا ہے اور قیس مذکور حضرت علیؑ اور حضرت امام حسنؑ کے ہمراہ اس طرح پر رہا تھا، یہاں تک کہ خلافت معاویہ کے سپرد ہوئی۔ اور محمد بن ابی بکر جب مصر میں گئے اور اس کے متولی ہوئے، اس وقت قیس نے ان کو یہ وصیت کر دی تھی کہ اہل خربتا سے تم معترض نہ ہونا۔ انہوں نے نہ مانا اور ایک قاصد کی زبانی باشندگان خربتا کے پاس یہ پیغام لکھ کر بھیجا کہ یا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت اختیار کرو۔ یا تو مصر کی زمین سے نکل جاؤ۔ انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہم بیعت نہیں کرتے اور ہم کو ابھی مہلت دو۔ دیکھیں کہ انجام کار کیا ہوتا ہے۔ اس نے انکار کیا اور نہ مانا۔

جنگ صفین

جبکہ عمرو مذکورہ بالا معاویہ کے پاس گیا اور حضرت علیؑ سے لڑنے کا اراد ہوا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ اس وقت جریر بن عبداللہ البجلی حضرت

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

علی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب حال ان سے کہا۔ حضرت علیؑ نے کوفہ سے معاویہ پر خروج کیا اور معاویہ اور عمرو شام کی فوج لے کر حضرت علی کی طرف چلے۔ لیکن معاویہ دیر سے چونکہ چلتا تھا اس لئے دونوں جانب کے لشکروں کا مقابلہ صفین میں ہوا۔ لیکن ابھی کچھ لڑائی نہ ہوئی تھی کہ ۳۶ھ پورا ہو چکا اور ہنوز روز اول رہا۔

۳۷ ہجری

واضح ہو کہ درمیان اس سن کے دونوں طرف لشکر کی صفیں پڑی ہوئی تھیں اور تمام ماہ محرم بھی گزر چکا تھا کہ لڑائی نہ ہوئی اور خط و کتابت جانبین سے آتی تھی۔ مگر کچھ انتظام نہ ہوا اور مراسلات سے کچھ کام نہ نکلا۔ الختصر ماہ صفر کے شروع ہوتے ہی جنگ ہونا شروع ہوئی اور بہت لڑائیاں ہوئیں۔ کہتے ہیں کہ نوے لڑائیاں صفین میں واقع ہوئیں اور ایک سو دس روز جانبین کا قیام اسجائے رہا۔ اور شام کی طرف کے پینتالیس ہزار آدمی مارے گئے اور اہل عراق کے پچیس ہزار شہید ہوئے۔ اور مقتولین میں چھبیس آدمی تو جنگ بدر کے تھے اور حضرت علیؑ نے اپنے اصحاب سے بتاکید کہا تھا کہ جب تک طرف ثانی کو لڑتا ہوا نہ دیکھو ہرگز نہ لڑنا۔ اور بھاگتے کو قتل نہ کرو۔ اور ان کے مال میں سے کچھ نہ لو۔ اور کسی کا ستر نہ کھولو۔ معاویہ کہتا ہے کہ میرا ارادہ بھاگنے کا جنگ صفین میں ہو گیا تھا لیکن مجھ کو ابن الاطنابہ کا ایک شعر یاد آگیا۔ اس لئے میں ثابت دل اور مستقیم ہو گیا۔ اس شعر کا ترجمہ یہ ہے۔ "انکار کرتی ہے ہمت میری اور حیا میری اور متوجہ ہونا میرا اوپر شجاع طاقت ور کے اور دنیا مال اوپر برے کام کے اور خریدنا حمد کا قیمت دے کر اور قول میرا یہ کہ جبکہ برا گیختہ ہو اور جوش زنی کرے۔ نفس مراد وہ کار کر کیونکہ یا تو تیری تعریف ہوگی یا راحت پائے گا اس رنج سے۔"

اور عمار بن یاسر حضرت علیؑ کی طرف ہو کر خوب لڑے۔ ان کی عمر کچھ اوپر

نوے برس کی تھی۔ اسی واسطے حربہ ان کے ہاتھ میں کانپتا تھا۔ اور فرماتے تھے کہ یہ وہ علم ہے جس سے ہمراہ رسول اللہ کے تین دفعہ لڑا ہوں۔ اب یہ چوتھی لڑائی ہے اور ایک دودھ کا پیالہ مانگا اور پیا اور کہا کہ سچ کہا ہے اللہ اور اس کے رسولؐ نے کہ آج کے روز تحسین محمدؐ اور اس کے کنبے کو چھوڑ دیں گے اور کہا ہے رسول اللہؐ نے اخیر رزق میرا دنیا میں دودھ آب آمیختہ ہے۔ اب مجھ کو معلوم ہوا کہ میں شہید ہوں گا۔ روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر جلد جلد با آواز بلند یہ فرماتے تھے کہ ہم جنگ کرتے ہیں، تم سے تاویل قرآن پر، جس طرح کہ ہم لڑتے تھے تم سے بروقت نازل ہونے قرآن کے۔ یعنی جیسا کہ تم انکار کرتے تھے نزول قرآن کا حالت کفر میں۔ اس وقت ہم تم سے لڑے تھے۔ اب ہم تم سے اس واسطے لڑتے ہیں کہ باوجود ہونے کے تم نہیں مانتے امر خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ، میں اختلاف کرتے ہو۔ عمار مذکور تا وقت شہادت لڑائی کے۔

اور ایک حدیث متفق علیہ میں یہ آیا ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ عمار ایک فرقہ باغی سے لڑے گا، کہتے ہیں کہ قاتل عمار کا ابو عادیہ ہے۔ اس نے ایک نیزہ ان کے مارا۔ وہ زمین پر گر پڑے اور ایک اور شخص آکر ان کا سر کاٹ کر لے گیا اور دونوں جھگڑتے ہوئے عمرو اور معاویہ کے پاس آئے۔ ہر ایک شخص ان دونوں میں بامید انعام کہتا تھا کہ میں نے اس کو قتل کیا ہے۔ معاویہ نے جواب میں کہا کہ تم دونوں جہنمی ہو، جب وہ دونوں چلے اس وقت معاویہ نے عمرو سے کہا کہ جیسا آج کے روز میں معاملہ دیکھنے میں آیا ہے، ایسا کبھی میں نے نہیں دیکھا کیونکہ لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ ہماری غرض کو نہیں جانتے۔ اپنی جان امورات لاطائلہ میں خرچ کرتے ہیں۔ عمرو نے کہا سچ ہے۔ یہی بات ہے قسم خدا کی تو جانتا ہے میں اگر آج کے روز سے بیس برس پہلے مرجاتا تو خوب ہوتا۔ جبکہ حضرت عمار مقتول ہو چکے اس وقت حضرت علی نے بارہ ہزار جوان منتخب کر کے معاویہ کے لشکر پر حملہ کیا۔ اس وقت یہ حالت ہوئی کہ تمام لشکر شام کی صفیں شکستہ ہو گئیں اور حضرت علی فرماتے جاتے تھے کہ قتل کروں گا میں ان سب کو اور مجھ کو معاویہ بڑی آنکھ والا پیٹیلی دکھلائی نہیں دیتا۔ پھر آپ نے با آواز بلند پکار

Presented by Ziaraat.Com

کر کہا کہ اے معاویہؓ خلق اللہ کا کیوں خون کروا رہا ہے۔ آؤ ہم تم دونوں لڑیں۔ اگر میں تجھ کو مار ڈالوں گا۔ میری خلافت رہی اگر تو نے مجھ کو مار ڈالا تو بادشاہ ہو جائے گا۔ عمرو نے سن کر معاویہ سے کہا کہ تیرے چچا کے بیٹے نے انصاف کی بات کہی ہے۔ معاویہ نے کہا کہ کیا خاک انصاف کیا۔ وہ جانتا ہے کہ جو شخص اس سے لڑا ہے وہ کبھی فتح مند نہیں ہوا بلکہ اس نے قتل ہی کر ڈالا ہے۔ عمرو نے کہا کہ پھر لڑائی چھوڑے بھی نہیں بنتی۔ معاویہ نے کہا کہ میں تو خلافت اپنے بعد چاہتا ہوں۔ پھر لیلتہ الہریر کو مشابہ لیلتہ القادسیہ کی ایک لڑائی ہوئی۔ یہ رات جمعہ کی تھی۔ صبح تک لڑائی رہی۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت علی نے اس رات میں چار سو تکبیریں کہیں اور عادت سے ان کے یہ بات تھی کہ جب کوئی مقتول ہوتا تھا تو ایک تکبیر کہا کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید چار سو آدمی مقتول ہوئے۔ یہ لڑائی روز جمعہ کے دوپہر دن تک ہوا کی۔ مگر اشتر خوب لڑا۔ یہاں تک کہ لڑتے لڑتے مخالفین کے لشکر تک پہنچ گیا۔ اور حضرت علی کے آدمیوں نے مدد اس کو دی۔ جب عمرو نے دیکھا کہ معاملہ دگرگوں ہوا اور حضرت علی کے مبارز غالب ہوئے جاتے ہیں' اس وقت قرآن شریف نیزوں پر رکھ کر باآواز بلند کہا کہ یہ کلام اللہ ہے درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے۔ جب اہل عراق نے دیکھا کہ قرآن شریف نیزوں پر لٹکے ہوئے ہیں اس وقت حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ آپ قرآن شریف کو نہیں مانتے۔ حضرت علی نے ارشاد کیا کہ تم اپنے صدق اور حق پر اپنے دشمنوں سے لڑے جاؤ۔ کیونکہ عمرو اور معاویہ اور ابن ابی معیط اور ابن ابی سرح اور ضحاک بن قیس یہ لوگ دیندار نہیں ہیں' اور نہ صاحب قرآن ہیں۔ میں ان کو خوب جانتا ہوں۔ تم اتنا نہیں جانتے۔ افسوس ہے تم لوگ نہیں سمجھتے' انہوں نے فریب دینے کو قرآن شریف نیزوں پر بلند کئے ہیں۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ آپ ہم کو قرآن شریف سے منحرف کرتے ہیں۔ ہم تو نہیں مانتے۔ حضرت علی نے ارشاد کیا کہ میں ان لوگوں سے اس واسطے لڑتا ہوں تاکہ یہ دیندار ہو جائیں۔ اور خدا کے حکم کو مانیں۔ کیونکہ انہوں نے موافق حکم خدا کے عمل نہیں کیا۔ بلکہ نافرمانبرداری کرتے

Presented by Ziaraat.Com

ہیں۔ اس وقت مسعود بن فدک تمیمی اور زید بن حصین الطائی جو اس گروہ میں موجود تھے' جن کا لقب خارجی مقرر ہوا' انہوں نے کہا یا علی قرآن کو ماننا چاہیے جب قرآن بیچ میں آگیا اس وقت انکار نہیں کیجئے' ورنہ ہم مخالفین کے حوالہ آپ کو مع آپ کے ہمراہیوں کے کر دیں گے۔ اور جو حال حضرت عثمان ابن عفان کا کیا ہے ویسا ہی آپ کا کریں گے۔ حضرت علی نے جواب دیا کہ اگر تم کو میری اطاعت منظور ہے تو جنگ کرو اور اگر نہیں مانتے تو جو تمہاری رائے میں آیا ہے وہ کرو۔ انہوں نے کہا کہ آپ ایک آدمی اپنا بھیج کر ابن اشتر کو بلوا لیجئے۔ چنانچہ ایک شخص کو حضرت علی ابن اشتر کے پاس بھیجا۔ اس نے جا کر کہا کہ جناب علی مرتضیٰ تم کو بلاتے ہیں۔ ابن اشتر نے کہا کہ یہ ساعت اس مقام سے ٹلنے کی نہیں ہے۔ چنانچہ قاصد مراجعت کر کے حضرت علی کے پاس آیا اور عرض کی کہ یہ حال ہے۔ اسی اثناء میں آوازیں اور شور ابن اشتر کی طرف سے برپا ہوئے۔ اس فرقہ باغیہ نے کہا کہ آپ نے اس کو جنگ کا حکم دے رکھا ہے اور آپ بلا نہیں لیتے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ تم دیکھتے نہیں ہو' تمہارے سامنے قاصد بھیج چکا ہوں۔ اور جو اس کو میں نے کہلا کر بھیجا ہے تم بھی سنتے ہی تھے۔ فرقہ باغیہ کے لوگوں نے کہا کہ پھر آدمی اس کے بلانے کے لئے بھیجئے تاکہ وہ آپ کے پاس چلا آئے۔ نہیں تو ہم آکر معزول کر دیں گے۔ قاصد اشتر کے پاس گیا اور جا کر سب حال سے مطلع کیا۔ ابن اشتر نے یہ سن کر کہا کہ میں جانتا ہوں کہ قرآن شریف اٹھانا اختلاف ڈال دے گا۔ اور یہ مشورہ کسی بد اصل کا ہے۔ چنانچہ ابن اشتر حضرت علی کے پاس گیا اور کہا کہ انہوں نے فریب دیا اور سب فریب میں آ گئے۔ اس فرقہ سے جو جنگ کرنے سے باز رہے تھے' چند قاری تھے۔ انہوں نے معاویہ سے پوچھا کہ کس واسطے تم نے قرآن شریف اٹھائے ہیں۔ اس نے کہا کہ جو کتاب اللہ میں ہے تم دونوں منصف اس پر عمل کر کے متفق ہو جاؤ۔ جو وہ دونوں منصف متفق ہو کر حکم کریں وہ ہم بھی مانیں اور تم بھی مانو۔ اس وقت اشعث ابن قیس جو بڑا خارجی تھا' حاضر تھا۔ اس نے کہا کہ ہم تو موسیٰ اشعری سے راضی ہیں۔ حضرت علی نے ارشاد کیا کہ پہلے تو تم نے میرا عصیان کیا اب تو

Presented by Ziaraat.Com

عصیان نہ کرو۔ کیونکہ میری صلاح ابا موسیٰ اشعری کے منصف مقرر کرنے کی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس سے راضی ہیں اور کسی سے راضی نہیں۔ حضرت علی نے فرمایا کہ وہ شخص ثقہ نہیں ہے کیونکہ وہ مجھ سے جدا ہو کر اور اور آدمیوں کو الگ کر کے بھاگ گیا۔ یہاں تک کہ امن دیا میں نے اس کو بعد کتنے مہینوں کے لیکن ابن عباس بہتر ہے اس سے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ابن عباس ان کے چچا کا بیٹا ہے۔ ہم ایسا شخص چاہتے ہیں کہ آپ سے اور معاویہ سے اس کو نسبت برابر ہو۔ حضرت علی نے فرمایا کہ اشتر کو مقرر کرو۔ اس کو بھی انہوں نے نہ مانا۔ لاچار ہو کر حضرت علی نے ان کا کہنا مانا' اور ابا موسیٰ منصف ادھر کا اور عمرو بن العاص بن وائل' معاویہ کی طرف سے مقرر ہوا۔ یہ دونوں حکم حضرت علی کے سامنے حاضر ہوئے اور اقرار نامہ اس معاملہ کے تصفیہ کا ہو گیا۔ عبارت اس اقرار نامہ کی یہ ہے:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ اقرار نامہ ہے کہ جس پر فیصلہ کیا امیر المومنین علیؑ نے۔ اتنی ہی عبارت لکھنے پائے تھے' کہ عمرو نے کہا کہ یہ تمہارے امیر ہیں ہمارے نہیں ہیں۔ احنف نے کہا کہ لفظ امیر المومنین کا محو نہ کرو۔ اشعث بن قیس نے کہا کہ محو کیا جائے۔ چنانچہ حضرت علی نے مان لیا۔ اور کہا کہ بھائی امیر المومنین کا لفظ نہ لکھو۔ یہ کہہ کر حضرت علی نے کہا کہ اللہ اکبر آج کے روز مشابہ ہوا میں درمیان سنت رسولؐ کے۔ کیونکہ قسم ہے خدا کی' میں بھی جنگ حدیبیہ کے روز رسولؐ کی طرف سے اقرار نامہ لکھنے بیٹھا تھا۔ میں نے محمد رسول اللہؐ لکھا تھا' کفار نے کہا کہ آپ رسول اللہؐ نہیں ہیں۔ آپ اپنا نام لکھئے اور اپنے باپ کا نام لکھ کر دیجئے۔ اس وقت پیغمبر خداؐ نے مجھ کو ارشاد کیا تھا کہ مجھ کو دکھلاؤ۔ میں نے دکھلایا' آپ نے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹا دیا اور مجھ سے فرمایا کہ تجھ کو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آئے گا۔ تو بھی یہی

Presented by Ziaraat.Com

مانے گا۔ عمرو نے کہا کہ سبحان اللہ! آپ ہم کو کفار سے تشبیہ دیتے ہیں اور حالانکہ ہم مسلمان ہیں۔ حضرت علی نے فرمایا کہ اے نافرمان بردار کے بچے اب تک تو فاسقوں کا سپردار اور مسلمانوں کا رکن نہیں ہوا۔ عمرو نے کہا کہ قسم ہے خدا کی ایسے میں آپ کی مجلس میں کبھی نہ آؤں گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں خدا سے چاہتا ہوں کہ تیری صورت پر کدورت سے اپنی مجلس میں پاک رکھوں۔ تجھ جیسوں کو نہ بیٹھنے دوں۔ بعد ازاں کاتب نے وہ اقرار اس طرح پر لکھا کہ یہ وہ اقرار نامہ ہے۔ جو علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان قاضی علی کے نے، جو اہل کوفہ پر مقرر ہے۔ مع اپنے ہمراہیوں اور قاضی معاویہ کے نے جو اہل شام پر مقرر ہے، مع اپنے ہمراہیوں کے یہ لکھا ہے کہ دیکھتے ہیں حکم اللہ اور کتاب اللہ کو زندہ کریں گے۔ جو وہ زندہ کیا خدا نے اور نہ مانیں گے وہ جو منع کیا خدا نے۔ یہ دونوں منصف یعنی ابو موسیٰ اشعری عبداللہ ابن قیس اور عمرو بن العاص جو کچھ خدا کی کتاب میں پاویں گے اس پر عمل کریں گے اور اگر کتاب اللہ میں نہ ملا اس وقت سنت عادلہ کی طرف رجوع کریں گے اور دونوں منصفوں نے حضرت علی اور معاویہ سے اور دونوں لشکروں نے وثیقہ اس اس مضمون کے لکھوائے کہ ہم کو اور ہمارے اہل و عیال کو کوئی نہ مار ڈالے اور امت رسول اللہؐ پر ہماری مددگار ہو جو ہم ثابت کر کے مقرر کریں، اس کی تعمیل جلد ہو۔"

دونوں منصفوں نے اس کا فیصلہ رمضان شریف سال آئندہ پر رکھا اور یہ بھی ان کو اختیار رہا کہ اگر اور مہلت چاہیں تو وہ بھی جانبین سے ملے۔ یہ اقرار نامہ چہار شنبہ کے روز تیرھویں تاریخ صفر ۳۷ھ کو قلم بند ہوا اور یہ وعدہ ٹھہرا کہ حضرت

Presented by Ziaraat.Com

علیؑ اور معاویہ مقام دومتہ الجندل میں دونوں درمیان رمضان شریف اس مقام میں جو ایک دو حکموں کے واسطے مقرر ہوا تھا' آکر ملاقات کریں۔ یہ دونوں مجتمع نہ ہوں اس جائے تو سال آئندہ میں درمیان اذرج کے مجتمع ہوں۔ اس لئے حضرت علی طرف عراق کے تشریف لے گئے اور کوفہ میں آئے اور خارجی لوگ آپ کے ہمراہ کوفہ میں نہ آئے وہیں سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ پھر اسی سال میں حضرت علی نے موافق وعدہ چار سو آدمی کا سردار ابا موسیٰ اشعری کو مقرر کر کے روانہ کیا۔ ان میں عبداللہ ابن عباس بھی تھے' اور حکم دیا کہ ان کے ہمراہ نماز پڑھنا اور حضرت علیؑ خود تشریف نہ لائے۔ اور معاویہ نے عمرو بن العاص کو ہمراہ چار سو آدمیوں کے روانہ کیا۔ پیچھے سے آپ بھی آکر مقام اذرج پر مل گئے۔ ان کے ہمراہ عبداللہ ابن عمراور عبداللہ ابن الزبیر اور مغیرہ بن شعبہ تھے۔ وہ دونوں حکم جو مقرر ہوئے تھے' آکر آپس میں ملے۔ عمرو نے ابا موسیٰ سے کہا کہ میرے نزدیک معاویہ کا خلیفہ ہونا بہتر ہے۔ اس نے کہا کہ یہ کبھی نہ ہو گا۔ تمام مہاجرین اولین کو چھوڑ کر اس کو میں خلافت کا والی بناؤں۔ یہ نہ ہو گا۔ ابو موسیٰ نے عمرو سے کہا کہ عبداللہ بن عمربن الخطاب کے نام خلافت مقرر کی جائے تو یہ میرے نزدیک بہتر ہے۔ اس کا عمرو نے انکار کیا۔ پھر عمرو نے پوچھا کہ اب آپ کی کیا صلاح ہے؟ ابو موسیٰ نے کہا کہ اب یہ تجویز ہے کہ حضرت علی اور معاویہ دونوں کو خلافت سے موقوف کرو اور لوگوں کی مصلحت اور مشورت پر یہ امر ٹھہرا دو' جس کو مسلمان پسند کریں وہ خلیفہ مقرر ہو۔ عمرو نے کہا کہ یہ رائے میرے بھی پسند ہے۔ سبحان اللہ۔ کیا اچھی تدبیر آپ نے نکالی ہے۔ یہ بات ٹھہرا کر دونوں لوگوں کے سامنے آئے۔ اس جائے بہت آدمی مجتمع ہو رہے تھے۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ ہم دونوں منصفوں کی رائے اس بات پر متفق ہو گئی ہے کہ جس امر میں بہتری اس امت کی ہو وہ کرنا چاہئے۔ عمرو نے کہا سچ ہے۔ ذرا آگے بڑھ کر بیان کیجئے۔ جب وہ آگے آئے اس وقت ان کو عبداللہ ابن عباس ملے۔ انہوں نے ارشاد کیا کہ اے ابا موسیٰ! مجھ کو ظن غالب یہ ہے کہ تو فریب میں آگیا۔ اور اگر تمہاری دونوں کی رائے ایک بات پر متفق ہو گئی ہے تو عمرو کو آگے کر اور کہہ کہ پہلے وہ

Presented by Ziaraat.Com

لوگوں کو سنائے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جب تو وہ رائے بیان کر دے گا' پیچھے سے یہ تیری مخالفت بالضرور کرے گا۔ وہ رائے متفق علیہ نہ مانے گا۔ ابو موسیٰ نے نہ مانا اور کہا تاکہ ہم متفق ہو گئے ہیں اور ہماری رائے دونوں کی ایک ٹھہر گئی ہے۔ شکر ہے خدا کا اور ثنا ہے اس کی۔ یہ کہہ کر ابا موسیٰ کہنے لگا کہ اے لوگو ہماری رائے میں کوئی بہتر امر اس امت کے واسطے سوائے اس امر کے جس پر رائے ہم دونوں کی متفق ہو گئی ہے اور کوئی خیال میں نہیں آتا وہ بات یہ ہے کہ حضرت علی اور معاویہ دونوں کو خلافت سے برطرف کرو۔ تم لوگ سب اس بات کو قبول اور منظور کرو۔ اور جس شخص کو تم چاہو خلیفہ مقرر کر لو۔ اور میں نے علی اور معاویہ دونوں کو بیعت سے خلع کیا۔ اب تم سب مانو اور جس کو چاہو پسند کر لو۔ اور مناسب جانو کہ وہ لائق اس امر کے ہے' اس کو خلیفہ تجویز کر لو۔ یہ کہہ کر ابو موسیٰ علیحدہ ہوئے۔ عمرو منصف دوئم اس کے قائم مقام کھڑا ہو کر اللہ کی حمد اور ثناء کر کے یہ بیان کرنے لگا کہ اے لوگو تم نے سنا جو اس شخص نے کہا' اس نے اپنے صاحب یعنی امیر المومنین علی کو خلافت سے برطرف کیا اور میں بھی اس کے صاحب کو جیسا کہ اس نے برطرف کیا' برطرف کرتا ہوں۔ اور مقرر کرتا ہوں اپنے صاحب کو یعنی معاویہ کو کیونکہ یہ مقرر کیا ہوا حضرت عثمان کا ہے۔ اوز ان کے خون کا طالب ہے۔ اور سب آدمیوں سے زیادہ حق رکھتا ہے ان کے قائم مقام ہونے کا۔ ابو موسیٰ نے اس وقت خفا ہو کر بد دعا دی۔ اور بیان کرنے لگا کہ اے عمرو تو نے مجھ سے فریب کیا تو گنہگار ہوا۔ یہ کہہ کر وہ تو سوار ہو کر مکہ کو چلے گئے۔ بہ سبب حیا صحابہ کے مدینہ کو نہ گئے اور عمرو اور اہل شام طرف معاویہ کے چلے گئے اور معاویہ کے خلیفہ ہونے کو سب نے تسلیم کر لیا۔ اسی روز سے حضرت علی کے ہر امر میں ضعف ہو گیا۔ اور معاویہ کو قوت و توانائی حاصل ہوتی گئی۔ جبکہ خارجیوں نے حضرت علی کی بیعت خلافت انکار کیا۔ اس وقت آپ نے ان سے دعویٰ حق کا کیا' انہوں نے نہ مانا اور جو قاصد حضرت علی کا ان کے پاس جاتا اس کا سر کاٹ ڈالتے۔ یہ خارجی چار ہزار آدمی تھے۔ حضرت علی نے ان کو وعظ اور پند کرنی شروع کی اور جنگ و جدال سے مانع ہوئے۔ لیکن یہ پند سود مند

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

نہ ہوئی اور ایک جماعت ان میں سے متفرق ہو کر عبداللہ ابن واہب ہمراہ اسی گمراہی اور تمردی پر رہا کی۔ یہاں تک کہ لڑ کر سب مارے گئے اور حضرت علی کے اصحاب میں سے سوائے سات آدمیوں کے کوئی شخص شہید نہیں ہوا۔ اول یزید بن نویرہ ہے۔ یہ وہ شخص ہے جو پیغمبر خدا کے ہمراہ جنگ احد میں حاضر تھا۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کوفے کی طرف مراجعت فرمائی۔ تب آپ نے لوگوں کو معاویہ پر چڑھائی کے واسطے برانگیختہ کیا۔ لیکن ان کی ہمت پست ہو گئی تھی۔ سب نے کہا کہ بالفعل ہم لڑتے ہوئے آئے ہیں جب آرام کر لیں گے بعد تسکین و اطمینان خاطر کے لڑیں گے۔ اس لئے حضرت علی کو تشریف لے جانے کوفہ کی طرف بہت ضرورت ہوئی۔

۳۸ ہجری

اس سال میں معاویہ نے عمرو بن العاص کے ہمراہ لشکر آمادہ کر کے مصر کی مہم پر روانہ کیا تھا۔ جب اس نے مصر پر چڑھائی کی اس وقت محمد بن ابی بکر نے حضرت علیؑ سے مدد طلب کی۔ آپ نے ابن اشتر کو اس کی کمک کے واسطے روانہ فرمایا۔ ابن اشتر دریائے قلزم کے پاس پہنچا۔ اس جگہ ایک شخص نے شہد میں زہر ملا کر ابن اشتر کو کھلا دیا۔ وہ مر گیا معاویہ خوش ہوا۔ اور بطور طنز کہنے لگا کہ خدا کا لشکر شہد میں بھی ہے۔ اور عمرو مصر پر جا پہنچا۔ اصحاب محمد ابن ابی بکر اس سے لڑے لیکن عمرو نے ان کو شکست دی۔ اس وقت وہ لوگ تتر بتر ہو گئے۔ اور محمد مذکور بھاگ کر خربتا پر پہنچا تھا کہ اس کو بھی پکڑ لیا اور معاویہ ابن خدیج کے پاس حاضر کیا۔ اس نے اس کو قتل کر کے اس کے لاشہ کو مرداروں میں جس جائے گدھے مرے ہوئے پڑے تھے' ڈال دیا۔ اور آگ سے اس کا لاشہ جلا کر خاک سیاہ کیا۔ اور عمرو مصر میں داخل ہوا۔ تمام اہل مصر نے معاویہ کی بیعت کی۔ جب یہ خبر عائشہ کو پہنچی کہ میرا بھائی محمد اس طرح پر مقتول ہوا بہت جزع فزع کیا اور ہر نماز کے بعد بددعا معاویہ اور عمرو بن العاص کو دینی شروع کی۔ تمام اہل بیت

اس بد دعا میں اس کے شریک رہے۔ اور جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کے مقتول ہونے کا حال سنا بہت رنجیدہ خاطر ہوئے اور فرمایا کہ خدا کے نزدیک اس کا حساب لیں گے۔ یہ واقعہ ۳۸ھ میں گزرا۔ پھر معاویہ نے اپنے لشکر عاملین علیؑ پر واسطے لوٹنے کے بھیجے۔ چنانچہ نعمان بن بشیر انصاری کو عین التمریں بھیجا۔ اس نے وہاں جا کر جو اصحاب علیؑ کو پایا سب کو لوٹا' اور شکست دی۔ اور سفیان بن عوف کو ہئت اور انبار اور مدائن کی طرف روانہ کیا۔ اس نے وہاں جا کر خوب ہاتھ صاف کئے اور لوٹا اور جو مال پایا سب جمع کر کے معاویہ کی طرف مراجعت کی۔ اور عبد بن سعد القراری کو حجاز کی طرف روانہ کیا۔ حضرت علیؑ نے بھی اس پر سوار بھیجے۔ دونوں کا مقابلہ تم میں ہوا اور اصحاب معاویہ کو شکست ہوئی۔ وہ بھاگ کر شام میں چلے گئے اور متواتر لوٹ کھسوٹ بلاد علیؑ پر رہی اور حضرت علیؑ اس امر میں لوگوں کو خطبہ بلیغہ پڑھ کر سناتے تھے اور بہت کوشش اور سعی کرتے تھے کہ یہ لوگ معاویہ کے لڑنے کے واسطے تیار ہوں لیکن کسی کے دل پر بھی اثر نہ ہوتا تھا کیونکہ لشکر ان کا پست ہمت ہو گیا تھا۔

۳۹ ہجری

یہ سال شروع بھی ہو گیا اور حال یہی رہا۔ اسی سال میں عبداللہ ابن عباس نے جو عامل بصرہ کا تھا' زیاد کو ملک فارس پر بھیجا کیونکہ بسبب مقابلہ اور جنگ علیؑ اور معاویہ کے اضطراب لاحق حال فارس کے ہو گیا تھا۔ زیاد وہاں پہنچے اور خوب بندوبست کیا۔ یہاں تک کہ اہل فارس نے یہ کہا کہ سیاست نوشیرواں سے آج تک ہم نے ایسا بندوبست نہیں دیکھا جیسا کہ یہ عربی کرتا ہے۔

۴۰ ہجری

درمیان اس سال کے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ عراق میں تھے اور

Presented by Ziaraat.Com

معاویہ ملک شام میں تھا۔ اور ملک مصر معاویہ کے قبضہ میں تھا اور حضرت علیؑ بدعا کرتے تھے درمیان ہر نماز کے واسطے معاویہ اور عمرو بن العاص اور ضحاک اور ولید بن عقبہ اور یک چشم سلمی پر اور معاویہ بھی حضرت علیؑ پر ہر نماز میں بد دعا کرتا تھا۔ اسی سال معاویہ نے بسر بن ارطاۃ کو لشکر دے کر حجاز پر بھیجا تھا چنانچہ وہ مدینہ میں آیا اور اس جائے ابو ایوب انصاری جو حضرت علیؑ کی طرف سے عامل تھے، وہ بھاگ کر حضرت علیؑ سے جا ملے اور بسر نے مدینہ میں گھس کر خوب خونریزی کی اور زبردستی لوگوں سے بیعت معاویہ کی کرائی۔ پھر یمن کو گیا اور ہزارہا آدمی وہاں قتل کیے۔ مگر عبداللہ ابن عباس جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے یمن کے عامل تھے، وہ جان بچا کر بھاگ گئے۔ لیکن اس ظالم نے حضرت عبداللہ ابن عباس کے دو بیٹے صغیر سن پکڑ کر ذبح کر ڈالے۔ اس کا بہت رنج ہوا۔ ان بچوں کی ماں یعنی عائشہ بنت عبدالمدان روتی تھی اور چند شعر وہ پڑھتی تھی:

"بہ سبب اس کے کہ سوائے رونے اور کچھ فائدہ نہیں بخشتا
چھوڑ دیا گیا۔"

شہادت علی کرم اللہ وجہہ

راویان اخبار یوں نقل کرتے ہیں کہ تین شخص خارجی یعنی عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی اور عمرو بن بکر تمیمی اور برک بن عبدا تمیمی جس کو حجاج بھی کہتے ہیں، ایک مقام پر جمع ہوئے اور بھائیوں تیر اندازوں کا جو نہروان مقتول ہوئے تھے، تذکرہ کرنے لگے۔ پھر یہ کہا کہ اگر ہم اس فرقہ گمراہ کو قتل کر ڈالتے تو تمام بلاد اور اطراف میں چین ہو جاتا۔ ابن ملجم نے کہا کہ علیؑ کو میں کافی ہوں اور برک نے کہا کہ معاویہ کو میں قتل کر ڈالوں گا۔ عمرو نے کہا کہ عمرو بن العاص کو میں سمجھ لوں گا۔ اور یہ عہد ہو گیا کہ سنو بھائی ہم تینوں میں سے جو جس کی طرف جائے وہاں سے بھاگے نہیں اور اپنے ہمراہ ہر ایک نے زہر آلودہ تلواریں لیں اور وعدہ یہ ہوا کہ سترویں تاریخ ماہ رمضان ۴۰ھ کو ہر ایک شخص اپنی اپنی جاء

Presented by Ziaraat.Com

میں کار مفوضہ ادا کرے اور عبدالرحمٰن بن ملجم کے ساتھ کچھ آدمی اور بھی متفق ہو گئے تھے۔ ایک کا نام وردان ہے یہ شخص قبیلہ تیم الرباب سے ہے۔ دوسرا شبیب بن انجع وہ تینوں حضرت علیؑ کے قتل کرنے کے ارادہ پر گئے۔ حضرت علیؑ مرتضیٰ واسطے نماز صبح کے تشریف لاتے تھے۔ شبیب نے بڑھ کر ایک ضرب تلوار ماری اس کی تلوار طاق پر لگی۔ وہ بھاگ کر لوگوں میں جا چھپا۔ ابن ملجم نے آپ کی پیشانی پر ایک ضرب ماری اور وردان بھاگ گیا مگر ابن ملجم پکڑا گیا۔ اس کی مشکیں باندھ کر سامنے حضرت علیؑ کے حاضر کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو بلوایا اور فرمایا کہ میں وصیت کرتا ہوں میں تمہیں تقویٰ اور پرہیزگاری کی اور دنیا کو نہ چاہنا اور جو شے تم سے چھن جائے اس پر رونا نہیں۔ پھر سواء کلمہ لا الہ الا اللہ کے اور کچھ نہ بولنے پائے تھے کہ جان قبض ہو گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اب حال برک کا سنئے۔ اسی رات کو ایک ہاتھ تلوار کا معاویہ پر مارا' وہ ہاتھ چوتڑ پر پڑا مگر وہ پکڑا گیا۔ جب سامنے معاویہ کے حاضر ہوا کہنے لگا کہ میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں۔ مجھے قتل نہ کیجئے۔ اس نے پوچھا کہ وہ کیا خوشخبری ہے۔ اس نے کہا کہ میرے ایک رفیق نے آج ہی کے روز حضرت علیؑ کو قتل کیا ہے۔ معاویہ نے کہا کہ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ علیؑ اس کو قتل کر ڈالے۔ اس نے کہا کہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ علیؑ کے ہمراہ نگہبان اور محافظ نہیں ہیں۔ معاویہ نے اس کو قتل کیا اور عمرو بن بکر اس حضرت عمرو بن العاص کے واسطے گھات لگا کر بیٹھا۔ وہ اس روز نکلا ہی نہیں۔ اس نے خارجہ ابن ابی حبیبہ کو جو اس کی شکل کا تھا' حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔ چنانچہ خارجہ لوگوں کو نماز پڑھانے آیا۔ عمرو بن بکر نے اس پر حملہ بایں گمان کیا کہ یہ شخص عمرو بن العاص ہے اور اس کو قتل کر ڈالا۔ لیکن اس کو بھی لوگوں نے پکڑ لیا اور عمرو کے پاس حاضر کیا۔ اس نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ عمرو۔ پوچھا کہ قتل کون ہوا؟ لوگوں نے کہا کہ خارجہ۔ عمرو قاتل بولا کہ میں نے تو ارادۂ عمرو کے مارنے کا کیا تھا مگر بارادہ خدا خارجہ مارا گیا۔ اس میں میرا کیا قصور۔ جس وقت حضرت علیؑ نے وفات پائی اس وقت عبدالرحمٰن ابن ملجم کو قید سے نکال کر

Presented by Ziaraat.Com

حضرت عبداللہ بن جعفر نے ہاتھ اس کے کاٹے، پھر پیر کاٹے اور آنکھوں میں اس کے گرم کروا کر سلائی پھروائی اور زبان اس کی کاٹی پھر لاشہ اس کا جلا دیا۔ ایک خارجی مسمی عمران بن حطان لعنت اللہ نے اس ابن ملجم علیہ اللعنتہ مذکور کا مرثیہ بھی کہا ہے۔ (قول مترجم۔ میں نے تذکرہ شعراء عرب میں لکھا ہے) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عمر میں اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہیں تریسٹھ برس کی تھی اور بعضے پینسٹھ برس کی بیان کرتے ہیں اور بعضے انسٹھ برس کی۔ اور تین مہینے کم پانچ برس خلافت کی اور جمعہ کی صبح سترھویں تاریخ رمضان ۴۰ھ میں یہ واقعہ جانگزا گزرا تھا اور موضع قبر میں بھی اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ محل امارت میں دفن کئے گئے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ امام حسنؑ ان کے صاحبزادے نے طرف مدینہ کے ان کو لے جا کر بقیع میں پاس ان کی زوجہ فاطمہ کے مدفون کیا اور صحیح تر اور وہ جو ابن اثیر وغیرہ اس کو معتمد سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ قبر ان کی نجف میں ہے اور یہی مشہور ہے اور آج کے روز تک زیارت بھی وہاں ہوتی ہے۔

اوصاف علیؑ مرتضیٰ

آپ کا رنگ بہت گندم گوں تھا۔ اور آنکھیں بڑی بڑی تھیں اور پیٹ بڑا تھا۔ پیشانی سر پر بال کم تھے۔ بڑی داڑھی تھی اور چھاتی پر آپ کے بال بہت تھے اور کچھ مائل بقصر قد تھا۔ یعنی میانہ قد خوبصورت تھے۔ بڑھاپے سے کچھ تغیر نہ آیا تھا۔ کثیر التبسم تھے یعنی ہنستی پیشانی اور دربان ان کا قیرار غلام تھا اور کوتوال آپ کا معقل بن قیس الریاحی تھا اور قاضی آپ کا شریح۔ اس کو قاضا کوفہ کی حضرت عمر نے دی تھی۔ چنانچہ کوفہ کا وہ قاضی حجاج کے زمانہ تک رہا۔ اور اول بیوی حضرت علیؑ کی فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم ہے۔ ان کے جیتے جی اور بیوی نہیں کی۔ اسی بیوی سے تین بیٹے آپ کے امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور محسنؑ پیدا ہوئے تھے۔ مگر محسنؑ چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے تھے۔ اور زینب اور ام کلثوم جو بیوی عمر بن الخطاب کی تھی۔ پھر بعد مرنے فاطمہ کے حضرت علیؑ نے ام البنین

Presented by Ziaraat.Com

بنت حزام کلابیہ سے نکاح کیا۔ اس سے عباس اور جعفر اور عبداللہ اور عثمان پیدا ہوئے۔ یہ چاروں اپنے بھائی حسینؑ کے ہمراہ کربلا میں شہید ہوئے۔ سوائے عباس کے اور کسی نے ان میں سے اپنے پیچھے نہیں چھوڑا اور لیلیٰ بنت مسعود بن خالد نہشلی تمیمی سے بھی نکاح کیا۔ اس نے عبداللہ اور ابوبکر پیدا ہوئے۔ یہ دونوں بھی اپنے بھائی حضرت حسینؑ کے ہمراہ مقتول ہوئے۔ اسماء بنت عمیس سے نکاح کیا۔ اس سے دو بچے یعنی محمد الاصغر اور یحییٰ پیدا ہوئے۔ ان کی نسل باقی نہیں رہی اور صہبا بنت ربیعہ تغلبیہ سے بھی عمر اور رقیہ پیدا ہوئے۔ عمر کی عمر پچاس برس کی ہوئی اور اس نے نصف میراث اپنے باپ حضرت علیؑ سے پائی تھی۔ یہ عورت اول مقیدین میں سے ہے جو بوقت حملہ کرنے خالد بن ولید کی تین التمر پر گرفتار آئی تھی۔ یہ عمر ابن علیؑ ینبع میں فوت ہوئے اور اس کی اولاد بھی ہے۔ اور ایک عورت عمامہ بنت ابی العاص بن اربیع بن عبد شمس بن عبد مناف سے نکاح کیا تھا۔ اس عورت کی دارہ زینب بنت رسول اللہ ہے۔ اس سے محمد الاوسط پیدا ہوئے۔ اس کی اولاد نہیں ہوئی۔ اور خولہ بنت جعفر الحنیفہ سے محمد الاکبر بر حضرت ابن حنفیہ ہیں، پیدا ہوئے۔ ان سے اولاد بھی ہے اور حضرت علیؑ کی بیٹیاں ازواج متفرقہ سے بہت ہیں۔ ازاں جملہ ام حسنؑ اور امتہ الکبریٰ ام سعد بنت عروہ کے شکم سے ہیں اور ام ہانی اور میمونہ اور زینب صغریٰ اور رملہ صغریٰ اور ام کلثوم صغریٰ اور فاطمہ اور امامہ اور خدیجہ اور ام الکرام اور ام سلمہ اور ام جعفر اور جمانہ اور نفیسہ آپ کی صاحبزادیاں ہیں۔ پس تمام چودہ بیٹیاں حضرت علیؑ کی ہیں اور پانچ صاحبزادوں سے نسل جاری ہوئی۔ وہ یہ ہیں۔ حسنؑ اور حسینؑ اور محمد الحنفیہ اور عباس اور عمر۔

فضائل حضرت علیؑ

واضح ہو کہ فضائل علیؑ سے ایک یہ ہے کہ پیغمبر خدا کے ہمراہ ہر امر کا مشاہدہ کیا اور آپ کے بھائیوں میں سے ہیں۔ اور سب سے اول مسلمان ہوئے

Presented by Ziaraat.Com

اور پیغمبر خدا نے درمیان غزوۂ خیبر کے ارشاد کیا کہ کل کے روز یہ نیزہ وہ شخص اٹھائے گا جو دوست رکھتا ہے اللہ اور اس کے رسولؐ کو۔ اور چاہتا ہے اللہ اس کو اور رسولؐ اللہ کا اس کو۔ اور ارشاد کیا کہ من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ یعنی جس کا میں مولا ہوں پس علیؑ بھی اس کا مولا ہے۔ اور حضرت علیؑ کو ارشاد کیا کہ اے علیؑ کیا تو اس بات سے نہیں راضی کہ تیرا رتبہ ہمراہ میرے ایسا ہے جیسا کہ ہارون کا رتبہ حضرت موسیٰ کے نزدیک تھا۔ یعنی جیسا ہارون اس کا بھائی تھا تو میرا بھائی ہے۔ اور پیغمبر خداؐ نے ارشاد کیا کہ علیؑ علم قضا جانتا ہے۔ علم قضا کا وہ ہے جس میں تمام فقہ اور علم و کمال موجود ہوں۔ بخلاف اس قول کے جو حضرت زید کے حق میں فرمایا کہ یہ فرائض خوب جانتا ہے۔ اور ابی کو کہا کہ قاری اچھا ہے اور نہیں دعویٰ کیا نبوت کا حضرت علیؑ نے کبھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب امیر المومنین کی ایک زرہ جاتی رہی۔ آپ نے ایک نصرانی کے پاس وہ دیکھی۔ آپ اس کو قاضی شریح کے پاس لے گئے اور کہا کہ اگر میرا مدعا علیہ مسلمان ہوتا تو میں اس کے برابر کھڑا ہوتا۔ یہ کہہ کر ایک جانب کو بیٹھ گئے اور کہا کہ یہ زرہ میری ہے۔ نصرانی نے کہا کہ نہیں یہ زرہ میری ہے۔ قاضی شریح نے حضرت علیؑ سے پوچھا کہ آپ کے گواہ بھی ہیں؟ حضرت علیؑ ہنسے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ نہیں گواہ کوئی نہیں۔ قاضی نے چھوڑ دیا۔ نصرانی زرہ لے کر تھوڑی دور چلا تھا کہ پھر کر آیا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ جمیع احکام نبیوں کے ہیں اور مسلمان ہو گیا اور اقرار کیا کہ زرہ علیؑ کی بروقت کوچ صفین کے گر پڑی تھی۔ حضرت علیؑ اس کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوئے اور زرہ بھی بخش دی اور ایک گھوڑا مرحمت کیا۔ یہ نصرانی حضرت علیؑ کے ہمراہ خارجیوں سے لڑتا تھا اور شہید ہوا تھا۔ اور ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت علیؑ اپنی چادر میں کھجوریں لے رہے تھے آپ نے ایک درہم کو وہ خریدی تھیں۔ لوگوں نے آپ سے عرض کی کہ یا امیر المومنین ہم اٹھالیں۔ لائیے ہمیں دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں، کنبے دار کو آپ ہی اٹھانی چاہئیں۔ اور ایک عبادت آپ کی یہ تھی کہ جو بیت المال میں جمع ہوتا جمعہ کے روز تقسیم کر دیتے۔ کچھ اس میں جمع نہ رکھتے۔ چنانچہ ایک

Presented by Ziaraat.Com

دفعہ بیت المال میں تشریف لے گئے اور سونا اور چاندی دیکھ کر یہ ارشاد کیا کہ اے سونے خالی کر گھر میرا اور اے چاندی نکل بیت المال میں سے فریب اور غرور دینا کسی اور شخص کو سوائے میرے، مجھے کچھ حاجت تم سے نہیں ہے۔ ایک روز بھائی حقیقی حضرت علیؑ کا یعنی عقیل ابن ابی طالبؑ طالب عطا ہو کر آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ کے پاس کچھ نہ پایا۔ اس واسطے ان کو چھوڑ کر حب دنیا کے واسطے معاویہ سے جا ملا۔ اور جنگ صفین کے روز بھی معاویہ کے ہمراہ تھا۔ چنانچہ معاویہ نے بطور ہنسی نے کہا کہ اے ابا مسلم آج کے روز تو ہمارے ساتھ ہے۔ مناسب تھا تجھ کو علیؑ کے ہمراہ ہے ہوتا۔ کیونکہ وہ تیرا بھائی ہے۔ عقیل نے کہا کہ جنگ بدر میں بھی تو میں تمہارے ہمراہ تھا۔ عقیل مذکور جنگ بدر میں ہمراہ مشرکین کے وہ اور اس کا چچا عباس تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

بارہ ہزار آدمی ان کے ہمراہ گئے۔ بعضے کہتے ہیں کہ پیش خیمہ پر عبداللہ ابن عباس مقرر ہوئے تھے۔ بہر تقدیر جب مدائن کے پاس پہنچے حضرت امام حسنؑ کے لشکر میں فساد برپا ہوا۔ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسنؑ کی بیوی کی طرف سے کچھ جھگڑا ہوا۔ آپ ایک سفید محل میں درمیان مدائن کے داخل ہوئے اور لشکر میں بغض اور حسد برپا ہوا۔ جب حضرت امام حسنؑ نے دیکھا کہ لوگوں کا یہ حال ہے اس وقت حضرت امام حسنؑ نے معاویہ کو ایک نامہ[۸۴] بایں مضمون لکھا کہ اگر چند شرطیں تم مان لو تو مجھ کو تمہاری اطاعت منظور ہے۔ معاویہ نے مان لیں۔ وہ شروط یہ ہیں۔ ایک شرط امام حسنؑ نے یہ کی تھی کہ جو روپیہ[۸۵] بیت المال کوفہ میں ہے مجھ کو دو۔ اور دار بجرد کا خراج[۸۶] جو فارس سے آیا ہے وہ دیا کرو اور حضرت علیؑ کو برا نہ کہا کرو۔ اس نے سب شرطیں مان لیں۔ الا سب علی سے انکار کیا اور کہا، علیؑ کو گالی بے شک دوں گا جب امام حسنؑ نے دیکھا کہ یہ شرط نہیں مانتا۔ لاچار یہ کہا کہ جس مجلس میں مجھ کو پاؤ میرے سامنے حضرت علیؑ کو گالی نہ دو۔ اس نے منظور کیا اور کہا، اچھا تمہارے سامنے نہ کہیں گے۔ لیکن پھر اس شرط کو بھی پورا نہ کیا۔ اور کہتے ہیں کہ چار[۸۷] لاکھ درہم ان کے پاس بھجوائے۔ اور خراج دار بجرد کا کبھی نہ بھجوایا۔ پھر معاویہ کوفہ میں داخل ہوا۔ لوگوں نے بیعت اس کی اختیار کی۔ اور حضرت امام حسنؑ نے قیس بن سعد کو لکھا کہ تم معاویہ کی اطاعت[۸۸] مان لینا۔ پھر درمیان قیس اور عبداللہ بن عباس اور معاویہ کے درمیان خط و کتابت جاری ہوئی اور عبداللہ بن عباس اور معاویہ کے درمیان خط و کتابت جاری ہوئی اور آخر الامر یہ ہوا کہ ان دونوں نے بھی مع اپنے ہمراہیوں کے بیعت معاویہ پر منظور کی اور یہ شرط ہو گئی کہ ہم سے کبھی کسی خون کا مطالبہ نہ کرنا۔ معاویہ نے منظور کیا۔ اس شرط کو بھی پورا کیا۔ اور حضرت امام حسنؑ درمیان مدینہ کے اپنے اہل بیت میں آ گئے۔ کہتے ہیں کہ امام حسنؑ نے امر خلافت درمیان ربیع الاول ۴۱ھ کے معاویہ کے سپرد کیا تھا۔ بعض ربیع الآخر اور بعض جمادی الاول کہتے ہیں۔ بموجب قول اول کے حضرت امام حسنؑ نے ساڑھے پانچ مہینے خلافت کی اور بموجب قول ثانی کے کچھ اوپر چھ مہینے اور بموجب قول تیسرے کے کچھ اوپر ساتھ

Presented by Ziaraat.Com

مہینے۔ روایت کی ہے سفید نے کہ فرمایا ہے نبیؐ کہ خلافت میرے بعد تیس برس تک رہے گی۔ پھر آئے گا ایک بادشاہ غصے والا اور بعد تیس برس کے ایک دو روز ہو گا جس دن دست بردار ہو جائے گا خلافت سے حسن۔ اور حضرت امام حسنؑ مدینہ میں رہنے لگے۔ یہاں تک کہ اسی شہر میں درمیان ماہ ربیع الاول ۴۹ھ میں فوت ہوئے اور پیدائش آپ کی مدینہ کی ہے۔ درمیان ۳ ہجری کے پیدا ہوئے تھے یہ بڑے تھے امام حسینؑ سے ایک برس اور امام حسنؑ نے بہت نکاح کئے ہیں اور طلاق بھی بہت دیئے ہیں۔ اور پندرہ بیٹے اور آٹھ بیٹیاں آپ سے پیدا ہوئی ہیں اور اپنی جد رسول مقبول کی سر سے ناف تک مشابہ تھے اور حضرت امام حسینؑ ناف سے قدم تک مشابہت رکھتے تھے۔ اور باعث وفات جناب امام حسنؑ علیہ السلام کا وہ زہر تھا جو پلایا تھا ان کی بیوی جعدہ بنت الاشعث نے۔ کہتے ہیں کہ یہ حرکت بے جا اس نے بہ سبب اغوا معاویہ کے کی تھی۔ بعضے کہتے ہیں یہ یزید ابن معاویہ کے بہکانے سے زہر دیا تھا کیونکہ اس نے اس سے وعدہ نکاح کا کر لیا تھا۔ چنانچہ ان کو زہر دے کر اس سے کہا کہ مجھ سے نکاح کر لے۔ یزید نے انکار کیا اور نکاح نہ کیا۔ اور بروقت وفات کے حضرت امام حسنؑ یہ وصیت کر گئے تھے کہ میرے نانا رسول اللہ کے پاس مجھ کو مدفون کرنا۔ جب آپ فوت ہو گئے اس وقت لوگوں نے چاہا کہ وہ وصیت بجا لائیں۔ لیکن چونکہ مروان ابن الحکم معاویہ کی طرف سے مدینہ کا والی تھا اس نے منع کیا اور قریب تھا کہ بہ سبب منع ہونے کے درمیان بنی امیہ اور بنی ہاشم کے فتنہ برپا ہوتا۔ اس لئے عائشہ نے ارشاد کیا کہ گھر میرا ہے میں اجازت نہیں دیتی اس جائے دفن کرنے کی۔ اس لئے بقیع میں آپ کو مدفون کیا۔ جب معاویہ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت امام حسنؑ کا انتقال ہوا۔ سجدہ شکر کا بجا لایا اور خوش ہوا۔ فضائل حسنؑ بہت ہیں۔ ازاں جملہ جو حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے یہ ہے کہ نبیؐ نے ارشاد کیا کہ حسنؑ اور حسینؑ یہ دو سردار ہیں جوانان اہل جنت کے اور باپ ان کا ان دونوں سے بہتر ہے اور خاص امام حسنؑ کے حق میں یہ روایت ہے کہ پیغمبر خداؐ نے ارشاد کیا کہ حسنؑ میرا بیٹا سردار ہے۔ اور صلح کرائے گا خدا تعالیٰ بہ سبب اس کے درمیان دو گروہ مسلمانوں کے اور

Presented by Ziaraat.Com

روایت ہے کہ پیغمبر خدا کہیں کو تشریف لے جاتے تھے اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ کھیل رہے تھے۔ آپ نے گردن اپنی ان دونوں کے لئے دراز کرکے ان دونوں کو اٹھا لیا اور فرمایا کہ کیا اچھی سواری ہے۔ جو اونٹ ہے ان دونوں کا اور اچھے سوار ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

خلفائے بنی امیہ

خلفائے بنی امیہ چودہ ہیں۔ اول ان میں کا معاویہ بن ابی سفیان اور پچھلا خلیفہ مروان الجوزی۔ ان خلفائے نے کچھ اوپر نوے برس کی سلطنت کی ہے۔ جس کے تخمینا" ہزار مہینے ہوتے ہیں۔ قاضی جمال الدین بن واصل ابن اثیر سے نقل کرتا ہے کہ اس نے اپنی تاریخ میں یوں لکھا ہے کہ جبکہ امام حسنؑ علیہ السلام مدینہ کو کوفہ سے مراجعت کر کے تشریف لائے۔ ایک شخص آپ کو راہ میں ملا اور اس نے یہ کلمہ جناب امام حسنؑ کو مخاطب کر کے کہا کہ اے کالا منہ کرنے والے مسلمانوں کے، آپ نے یہ سن کر ارشاد کیا کہ مجھ کو ملامت نہ کرو۔ کیونکہ رسول اللہ نے خواب میں دیکھا ہے کہ بنی امیہ میں سے ایک شخص منبر خلافت پر چڑھے گا۔ یہ آنحضرت کو برا معلوم ہوا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

انا اعطینا ک الکوثر ○ و انا انزلناہ فی لیلتہ القدر ○ و ما
ادرا ک ما لیلتہ القدر ○ لیلتہ القدر خیر من الف شھر ○

ترجمہ: "میں نے عطا کیا تم کو اے محمدؐ حوض کوثر۔ اور اتارا ہم نے اس قرآن کو درمیان لیلتہ القدر کے اور جانتا ہے تو کیا ہے لیلتہ القدر۔ لیلتہ القدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے۔"

معاویہ بن ابو سفیان بن صخر بن حرب

خلفائے بنی امیہ چودہ ہیں۔ اول ان میں کا معاویہ بن ابو سفیان ابن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کا والدہ اس کی ہندہ بیٹی عتبہ کی ہے اور بھائی اس کا عبدالرحمٰن ہے۔ بیعت معاویہ کی اس روز ہوئی۔ جس روز جانبین کے حکم جمع ہوئے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ بیت المقدس میں بعد شہید ہونے حضرت علیؑ کے بیعت کی گئی، لیکن بیعت تامہ اس روز لوگوں نے کی جس روز امام حسنؑ خلافت

Presented by Ziaraat.Com

سے دست بردار ہوئے اور خلافت معاویہ کے سپرد کی جب سے معاویہ ہمیشہ خلیفہ رہا۔

اسی سال میں عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم بن عمرو بن ھصیص بن کعب بن لوی قرشی سہمی نے وفات پائی۔ یہ عمر مذکور ایک شخص ان تین شخصوں میں سے ہے جو ہجو کیا کرتے تھے رسول اللہ کی اور وہ عمرو بن العاص اور ابو سفیان بن حرب اور عبداللہ بن الزبعری تھے اور تین ہی شخص ان کے مجیب بھی رسول اللہ کی طرف سے تھے۔ وہ یہ ہیں: حسان بن ثابت اور عبداللہ بن رواحہ اور کعب بن مالک اور ملک مصر کا خراج عمرو، معاویہ کی طرف سے کھاتا تھا بعد وضع تنخواہ لشکر اس کے موافق اس شرط کے جو معاویہ سے ہو گئی تھی بروقت متفق ہونے جنگ علیؑ پر۔

۴۴ ہجری

اسی سال میں معاویہ نے زیاد بن سمیہ کو اپنے کنبے میں ملا لیا تھا۔ حال یہ ہے کہ سمیہ ایک لونڈی تھی۔ حارث بن کلاہ ثقفی کی۔ اس نے ایک غلام رومی مسمی عبید سے اس کا نکاح کر دیا تھا۔ اس غلام سے سمیہ نے ایک بچہ جنا وہ زیاد تھا۔ یہ شخص حقیقت میں ازروئے شرح اس حارث کا غلام ہوا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ابو سفیان بھی ایام جاہلیت میں طرف طائف کے گیا تھا۔ یہ جا کر ایک کلال کے گھر جو شراب بیچتا تھا، اترا۔ اس شراب فراموش کو ابو مریم کہتے تھے۔ وہ مسلمان ہو گیا تھا بعد اس کے۔ ابو سفیان کو جب نشہ ہوا اس سے عورت کی خواہش کی۔ ابو مریم نے کہا کہ اگر چاہئے تو سمیہ موجود ہے۔ ابو سفیان نے کہا کہ اچھا اس کو لاؤ۔ اگرچہ اس کی چھاتیاں بڑی ہیں اور پیٹ بڑا ہے۔ بہر تقدیر ابو سفیان نے اس سے صحبت کی اس کو حمل ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ اس حمل سے زیاد پیدا ہوا۔ وہ زیاد کو جنی تھی مگر زیاد جب جوان ہوا تو فصیح و بلیغ ہوا۔ چنانچہ ایک روز زیاد مذکور مجلس عمر بن الخطاب میں درمیان ان کی خلافت کے حاضر ہوا تھا،

Presented by Ziaraat.Com

اس وقت عمرو بن العاص نے بطور تعریف یہ کہا کہ اگر یہ لڑکا کسی قریشی کی اولاد سے ہوتا تو تمام عرب کو ایک لاٹھی ہانکتا۔ وہاں ابو سفیان بھی حاضر تھا۔ اس نے حضرت علیؑ بن ابی طالب سے کہا کہ جس شخص کا یہ تخم ہے اس کو میں جانتا ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۹۵ نے ارشاد کیا کہ پھر کون مانع ہے اس کو کنبے میں ملانے سے۔ ابو سفیان بولا کہ اصلع سے ڈرتا ہوں۔ مراد اس کی اس لفظ سے عمر سے تھی۔ اصلع اس کو کہتے ہیں جس کی پیشانی کے سر پر بال نہ ہوں۔ یعنی اس واسطے ڈرتا ہوں کہ وہ سے میرا چہرہ نہ اڑا دے۔ پھر جب کہ وہ قضیہ گزرا جس میں گواہوں کی گواہی مغیرہ پر بابت زنا کے طلب ہوئی اور حضرت عمر نے ان کو کوڑے مارے اور ان میں ابوبکر بھائی زیاد کا مادر زاد بھی تھا اور زیاد نے گواہی صریح نہ دی جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اس روز سے مغیرہ نے زیاد سے بہت محبت اور دوستی کرنی شروع کی تھی۔ پھر جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ ہوئے تب آپ نے زیاد کو فارس پر ۹۶ متولی کیا۔ ان کے ایام خلافت میں چین سے حکومت کرتا رہا۔ مگر جبکہ حضرت امام حسنؑ نے خلافت معاویہ کے سپرد کر دی۔ تب زیاد نے معاویہ کی بیعت اختیار نہ کی اور بغاوت اختیار کر کے رک گیا اور معاویہ کو اس امر مہم کے پیش آنے سے یہ خوف لاحق ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ زیاد کسی شخص کو بنی ہاشم میں سے ملا کر اپنے ہمراہ کر لے اور پھر لڑائی کرنی پڑے اور مغیرہ ابن شعبہ ۹۷ معاویہ کی طرف سے کوفہ کے والی تھے۔ جب یہ حال مغیرہ نے دیکھا وہ معاویہ کے پاس درمیان ۴۲ھ گیا۔ معاویہ نے اس کے سامنے زیاد کا شکوہ کیا اور کہا کہ وہ فارس میں باغی ہو بیٹھا ہے۔ اطاعت نہیں مانتا۔ مغیرہ نے کہا آپ مجھ کو اجازت دیجئے میں جا کر اس کو سمجھاؤں۔ معاویہ نے حکم دیا اور ایک نامہ زیاد کو لکھا کہ ہم نے تم کو امن دی کچھ خوف نہ کرنا۔ چنانچہ مغیرہ وہاں گیا کیونکہ ان دونوں میں دوستی کمال تھی۔ اس نے اس کو اپنے ہمراہ معاویہ کے پاس لا کر بیعت کروا دی اور مغیرہ زیاد کا بہت اکرام و تعظیم کرتا تھا۔ اس روز سے جو اس نے زنا کی گواہی نہ دی تھی۔ پھر جبکہ یہ حال آیا تو معاویہ نے زیاد کو اپنے کنبے میں ملا لیا اور لوگوں کو گواہی کے واسطے بلوایا۔ اور ایک مجمع ہوا۔ اور ابو مریم

Presented by Ziaraat.Com

شراب فروش جس نے سمیہ کو ابی سفیان کے پاس حاضر کیا تھا" درمیان طائف کے وہ بھی گواہی کے واسطے طلب ہوا۔ اس نے گواہی دی۔ زیاد کا نسب ابوسفیان سے ہے اور کہا کہ میں نے بچشم خود دیکھا کہ سمیہ کی فرج سے ابو سفیان کی منی ٹپکتی تھی۔ زیاد نے کہا کہ تجھ کو گواہی کے واسطے بلایا ہے یا گالیاں دینے آیا ہے۔ بعد اس گواہی کے معاویہ نے زیاد کو اپنی نسب میں ملا لیا۔ یہ اول واقعہ ہے جس میں خلاف شرع کیا گیا ہے۔ کیونکہ قول صریح رسول اللہؐ کا اس طرح پر ہے کہ بیٹا واسطے عورت کے اور زانی کے واسطے پتھر ہے۔ یہ امر لوگوں پر گراں گزرا اور سب کو برا معلوم ہوا۔ خصوصاً" بنی امیہ کو۔ کیونکہ زیاد ایک غلام عبید رومی کی اولاد سے صراحتا" تھا۔ اب وہ امیہ بن عبدالشمس کے نسب سے ہو گیا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن ابن حکم بھائی مروان نے چند شعر بھی اس معاملہ میں کہے ہیں (جو کہ میں تذکرہ شعرائے عرب میں لکھے ہیں۔ قول مترجم) پھر معاویہ نے زیاد کو بصرہ پر متصرف کر دیا اور خراسان اور سیستان یہ اس کے مضافات کر دیئے۔ پھر ہند اور بحرین اور عمان یہ سب اس کے متعلق ہو گئے۔ اسی سال میں ام حبیبہ بنت ابی سفیان زوجہ رسول مقبولؐ فوت ہوئیں۔

۴۵ ہجری

اسی سال میں زیاد بصرہ کو گیا۔ اور وہاں سلطنت کا خوب انتظام کیا۔ اور سلطنت معاویہ کے واسطے موکد کی اور تلوار سونتی اور گمان کرنے والوں سے مواخذہ کیا۔ اور شبہ پر لوگوں کو سزائیں دیں۔ پھر سب آدمی اس سے ڈر گئے اور کہتے ہیں کہ مثل زیاد کے' بعد حضرت علیؑ کے کسی نے ان کا سا خطبہ نہیں پڑھا اور جبکہ مغیرہ ۵۰ھ میں فوت ہوا یہ عامل معاویہ کی طرف سے کوفہ پر تھا۔ اس وقت معاویہ نے زیاد کو کوفہ کا حاکم کر دیا۔ چنانچہ زیاد وہاں گیا اور بصرہ پر اپنا خلیفہ سمرہ ابن جندب کو بنا کر چھوڑ گیا۔ یہ شخص بھی زیاد ہی کی خاصیت رکھتا تھا۔ یعنی خونریزی اور قتل کرتا تھا۔ اور زیاد کا یہ دستور تھا کہ چھ مہینے کوفہ میں رہتا اور چھ

Presented by Ziaraat.Com

مہینے بصرہ میں۔ یہ وہ شخص ہے جس نے اول اپنے آگے حربی اور علم لے جانے کی ترکیب نکالی اور پانسو آدمی اپنے محافظ مقرر کئے۔ وہ ہمیشہ اس کے مکان پر پڑے رہتے تھے۔ کبھی الگ نہ ہوتے تھے۔ اور معاویہ اور تمام اس کے عمال دعا کیا کرتے تھے عثمان ابن عفان کے واسطے خطبہ میں بروز جمعہ اور گالیاں دیا کرتے۔ حضرت علیؑ کو برا کہتے تھے اور مغیرہ متولی کوفہ جب سب علیؑ کی معاویہ کی اطاعت سے کیا کرتا اس وقت ایک شخص حجر مع اپنے ہمراہیوں کے یہ کہہ دیا کرتا تھا کہ یہ لعنت تجھی پر ہو گی۔ مغیرہ نے مدت تک اس کی برداشت کی۔ مغیرہ ان ہے تجاوز کر جاتا ہے۔ جب زیاد وہاں کا والی ہوا اس نے حضرت عثمان کے واسطے دعا کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر سب اور تبرا کیا اور ان لوگوں کا یہ شیوہ تھا کہ حضرت علیؑ کا نام علیؑ نہ کہتے تھے بلکہ ابوتراب کہا کرتے تھے۔ اور حقیقت میں یہ کنیت حضرت علیؑ کو بہت پسند تھی کیونکہ یہ کنیت حضرت علیؑ کی پیغمبر خداؐ نے مقرر کی تھی۔ اس وقت حجر موافق اپنی عادت قدیمہ کے اٹھ کر حضرت علیؑ پر ثنا کرنے لگا۔ زیاد نے بمجرد سنتے اس گفتگو کو ناپسند کیا اور اس کو پکڑ کر قید کر دیا۔ اور بیڑیاں لوہے کی اور زنجیر لوہے کی پہنائی اور تیرہ آدمی اور اس کے ہمراہ گرفتار ہوئے۔ ان سب کو زیاد نے معاویہ کے پاس پکڑ کر بھیج دیا۔ چھ آدمیوں نے ان میں سے ان کے کنبے والوں نے جاں بخشی کروا لی۔ اور آٹھ گرفتار ہے۔ ان مفسدین کو معاویہ نے واسطے گردن کشی اور قتل کے ایک گاؤں مسمی قندرا میں بھیج دیا۔ (یہ ایک گاؤں دیہات دمشق سے ہے) کہتے ہیں کہ یہ شخص حجر بڑا دیندار اور نمازی تھا۔ ہر چند کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے حجر کی جاں بخشی کے واسطے ایک قاصد معاویہ کے پاس بھیجا تھا۔ مگر وہ بعد مقتول ہونے حجر کے پہنچا۔ قاضی جمال الدین بن واصل کہتا ہے اور ابن الجوزی بھی باسناد صحیح متصل حسنؓ بصری سے روایت کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ چار خصلتیں معاویہ میں ایسی تھیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی ہوتی تب بھی خلق اللہ کو ہلاک کرتی۔ وہ یہ کہ خلافت اس نے تلوار سے لی بدوں مشورت اور صلاح اور حالانکہ اور صحابہ اور صاحب فضیلت موجود تھے۔ اور خلیفہ کیا اس نے اپنے بیٹے یزید کو اور وہ دائم الخمر اور نشہ باز تھا۔ اور حریر پہنتا

Presented by Ziaraat.Com

تھا۔ ڈھول طنبور وغیرہ بجواتا تھا۔ اور زیاد کو اپنے نسب میں ملا لیا تھا۔ حالانکہ یہ بات صریح خلاف شرع اس نے کی تھی۔ کیونکہ رسول اللہ نے ارشاد کیا الولد للفراش و للزانی الحجر یعنی "بیٹا زانیہ کا ہے اور زانی کو پتھر ہے۔" اور قتل کیا معاویہ نے حجر ابن عدی اور اس کے ہمراہیوں کو افسوس ہے حجر کا اور اس کے اصحاب جو مقتول ہوئے۔ روایت ہے شافعی سے وہ نسبت کرتے ہیں۔ اس روایت کی طرف ربیع کے کہ ربیع چار شخصوں کی گواہی صحابہ میں سے نا مقبول جانتا وہ یہ ہیں: معاویہ اور عمرو بن العاص اور مغیرہ اور زیاد۔

اسی سال میں یعنی ۴۵ھ میں عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید فوت ہوئے اور اہل شام سب ان کی طرف میلان رکھتے تھے۔ معاویہ نے ایک نصرانی مسمی اثال کے ہاتھ زہر کھلوا کر اس کو مروا ڈالا۔

۴۶۔۴۷ ہجری

اس سال قیس بن عاصم بن خالد بن منقر فوت ہوا۔ اس لئے منسوب کیا جاتا ہے طرف منقری کے کہ یہ شخص نبیؐ کے پاس قاصد بنی تمیم کا ہو کر آیا تھا اور مسلمان ہو گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ قیس مذکور بہت سے اخلاق پسندیدہ سے متصف تھا۔

۴۸ ہجری

درمیان اسی سال کے یعنی ۴۸ ہجری میں معاویہ نے لشکر کثیر قسطنطنیہ پر ہمراہ سفیان بن عوف کے روانہ کیا۔ انہوں نے وہاں جا کر بلاد روم میں کھلبلی ڈال دی اور قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا۔ اس لشکر میں ابن عباس اور عمرو بن زبیر اور ابو ایوب انصاری بھی تھے۔ ابو ایوب انصاری تو درمیان مدت حصار ہی کے فوت ہوئے اور قسطنطنیہ کی چار دیواری کے پاس مدفون ہوئے۔ یہ صحابی پیغمبر خدا کے جنگ بدر اور

Presented by Ziaraat.Com

جنگ احد اور ہمراہ علیؑ مرتضیٰ کے جنگ صفین میں، اور ماسوا اس کے اور لڑائیوں میں شامل ہو چکے تھے۔

۴۹ ـ ۵۰ ہجری

اس سال میں بلدیہ قیروان کی بنا ڈالی گئی اور ۵۵ھ میں تیار ہو چکا تھا۔ حال اس کا یہ ہے کہ معاویہ نے عقبہ بن نافع کو افریقیہ پر والی کیا تھا۔ یہ صحابی صالحین میں سے ہے۔ جب یہ افریقیہ پر گئے انہوں نے باشندگان افریقیہ کو قتل کیا۔ کیونکہ ان لوگوں کا یہ دستور تھا کہ جب وہاں سے لشکر چلا جاتا پھر مرتد ہو جایا کرتے تھے۔ اور وہاں کے حاکموں کی رہنے کی جائے زویلہ اور برقہ تھی۔ عقبہ کی رائے میں یہ آیا کہ اس جائے ایک شہر واسطے رہنے لشکر کے بنایا چاہیے۔ اس لئے انہوں نے موضع قیروان اختیار کیا۔ اس گاؤں میں کھجوروں وغیرہ کے درخت بہت انبوہ دار تھے۔ انہوں نے سب کٹوا کر ایک شہر بنایا۔ وہ شہر قیروان ہے اور اسی ۵۰ھ میں وحیتہ الکلبی نے یعنی وحیتہ بن فروۃ بن فضالتہ جو منسوب ہے طرف کلب بن وبرہ کے وفات پائی۔ یہ صحابی جنگ بدر میں حاضر نہ تھا۔ فرمایا ہے نبیؐ نے کہ جبرئیلؑ صورت میں مشابہ وحیتہ الکلبی کے آتا ہے۔

۵۱ ہجری

اس سال میں سعید بن زید جو ایک صحابی عشرہ مبشرہ میں سے ہے، فوت ہوا۔

۵۲ ـ ۵۳ ہجری

اس سال میں زیاد بن ابیہ درمیان ماہ رمضان کے بہ سبب خارش کے جو

Presented by Ziaraat.Com

اس کی انگلی میں ہو گئی تھی' فوت ہوئے اور پیدائش ان کی سال تین ہجری میں ہوئی تھی۔

۵۴ - ۵۵ - ۵۶ ہجری

اس سال میں معاویہ نے سعید ابن عثمان ابن عفان کو خراسان پر حاکم کیا۔ انہوں نے نہر جیجوں کھود کر سمرقند اور صغد تک پہنچائی اور کفار کو شکست دے کر ترمذ تک گئے اور اس کو صلح کر کے فتح کیا۔ وہ لوگ جو اس جنگ میں ان کے ہمراہ مقتول ہوئے ان میں سے قثم ابن عباس بھی ہیں۔ یہ بھی سمرقند کے پاس مدفون ہوئے اور ان کے بھائی عبداللہ بن العباس طائف میں شہید ہوئے تھے اور فضل شام میں۔ اور معبد افریقیہ میں۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ نہیں دیکھی گئی قبریں بھائیوں کی اتنی دور جتنی اور فاصلہ پر ان بھائیوں کی ہیں۔ یعنی حضرت عباس کے بیٹوں کی۔ اسی سال میں معاویہ نے لوگوں سے بیعت اپنے بیٹے یزید کی کروائی۔ اور اپنا ولی عہد کیا اور کہا کہ میرے پیچھے یہ خلیفہ ہے۔ چنانچہ اہل شام اور اہل عراق نے بیعت کی۔ چونکہ مروان ابن الحکم معاویہ کی طرف سے مدینہ پر متولی تھا' اس نے چاہا کہ یزید کی بیعت مدینہ کے باشندوں سے کراوں' حضرت امام حسینؑ نے بیعت نامنظور نہ کی اور عبداللہ بن عمر اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور عبداللہ ابن زبیر نے بھی بیعت اختیار نہ کی۔ ان کے رکنے سے اور لوگ بھی رک گئے۔ آخر کار معاویہ خود بذاتہ ایک فوج اپنے ہمراہ لے کر حجاز میں آیا اور جناب عائشہ سے اس امر میں گفتگو رہی۔ لیکن انجام کار کو معاویہ نے یزید کی بیعت سب سے قبول کروائی۔ الا ان شخصوں نے جن کا نام تمام اوپر مذکور ہوا' بیعت نہ مانی۔ روایت کیا گیا ہے کہ معاویہ نے اپنے بیٹے یزید سے ایک روز کہا کہ اے بیٹے میں نے سب امور کا بندوبست کر دیا ہے۔ کوئی امر نہیں چھوڑا اور کوئی شخص ایسا نہیں رہا جس نے تیری بیعت نہ کی ہو۔ مگر ان چار شخصوں نے بیعت نہیں کی۔ یہ بات سن رکھ کہ عبدالرحمٰن برا آدمی ہے اس سے ڈرتے رہنا آج اور آج کے کل (یعنی ہمیشہ) اور

Presented by Ziaraat.Com

ابن عمر ایک شخص ہے پارساء اور حسین علیہ السلام قریبی ہے۔ اگر تو اس پر فتح پائے اور وہ تیرے ہاتھ کہیں لگ جائے تو اس سے درگزر کرنا اور ابن زبیر اگر تیرے ہاتھ لگے تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے ضرور کرنا۔

۵۷۔۵۸ ہجری

درمیان اسی سال کے عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر زوجہ مطہرہ رسول خدا کے عالم بقا کو نہضت فرما ہوئیں اور بھائی ان کا عبدالرحمن بن ابی بکر اسی سال میں فوت ہوا۔

۵۹ ہجری

اس سال میں سعید بن العاص بن امیہ نے رحلت فرمائی۔ یہ شخص اول سال ہجری میں پیدا ہوا تھا اور اس کے والد عاص بن سعید نے بروز جنگ بدر ایک کافر مارا تھا۔ اور یہ شخص سعید بن امیہ میں بہت سخی تھا۔ اور اسی سال میں حلیہ جس کا نام جرول ابن مالک تھا فوت ہوئے۔ حلیہ جس کا نام جردل ابن مالک تھا فوت ہوئے حلیہ ان کو بہ سبب اس کے کہ قد ان کا چھوٹا تھا' کہا کرتے تھے۔ اول یہ شخص مسلمان ہوا پھر مرتد ہو گیا اور پھر مسلمان ہوا۔ اور اسی سال میں ابو ہریرہ فوت ہوئے۔ اس صحابی کے نسب اور اسم میں اختلاف ہے یہ ان لوگوں میں سے ہے جو ہمیشہ رسول اللہ کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ اس صحابی سے روایتیں بہت کی گئی ہیں چنانچہ اسی واسطے بعض آدمیوں نے اس کو تہمت تکذیب کی کی ہے۔ بہ سبب کثرت روایات کے اور اکثر لوگ اس کی روایات کے صحیح کہتے ہیں اس میں کچھ شک نہیں لاتے۔

وفات معاویہ ۶۰ھ

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

واضح ہو کہ درمیان اسی سال کے ماہ رجب میں معاویہ بن ابی سفیان فوت ہوئے اور انتیس برس تین مہینے ستائیس دن خلافت کرتا رہا۔ اس روز سے کہ خلافت اس کے سپرد ہوئی اور حسنؑ بن علیؑ نے صلح کی عمر اس کی پچھتر برس کی ہوئی۔ بعضے کہتے ہیں کہ ستر برس کی اور کوئی کچھ اور کہتا ہے۔ جب معاویہ فوت ہو چکا اس وقت ضحاک منبر پر آکر چڑھا اور اپنے ہاتھ میں دونوں کفن معاویہ کے لے رہا تھا۔ پہلے معاویہ پر ثنا کی اور لوگوں کو بتایا کہ معاویہ مر گیا اور یہ دونوں کفن اس کے ہیں۔ پھر ضحاک نے اس کی نماز پڑھی اور یزید موجود نہ تھا۔ یہ ایک گاؤں میں تھا جس کو حوارین کہتے ہیں۔ مضافات حمص سے لوگوں نے لکھ کر اس کو بلایا چنانچہ یزید بعد دفن معاویہ کے آیا اور اس کی قبر پر نماز پڑھی۔

حالات و عادات معاویہ

واضح ہو کہ معاویہ اپنے باپ کے ہمراہ بروز فتح مکہ مسلمان ہوا تھا۔ اس سے پیغمبر خدا کتابت کا کام لیا کرتے تھے۔ حضرت عمر نے اپنے ایام خلافت میں اس کو شام کا عامل کر دیا تھا۔ چنانچہ چار برس ان کے سامنے حاکم رہا اور حضرت عثمان نے اپنی تمام مدت خلافت میں اس کو قائم رکھا۔ چنانچہ بارہ برس ان کی ایام خلافت میں سرداری کرتا رہا اور چار برس تک حضرت علیؑ سے لڑ کر شام پر مغلب رہا۔ بہر تقدیر چالیس برس ملک شام کی سلطنت اس نے کی اور خلق کا یہ حال ہے کہ حلیم اور استوار اور تیز فہم اور سیاست ملک جانتا تھا اور علم اس کا غصہ پر اس کے غالب تھا اور سخاوت بھی بہت کرتا تھا۔ اقرباء کے ساتھ سلوک کرتا تھا۔ کبر بھی نہ ہوتا تھا۔ ایک حکایت اس کے حلم کی تاریخ قاضی جلال الدین بن واصل سے منقول ہے وہ یہ ہے کہ اروی بنت حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم ایک روز معاویہ کے پاس تشریف لائیں اور یہ بڑھیا کبر سن تھی۔ اس کو دیکھ کر معاویہ نے کہا مرحبا اے خالہ آپ کیسی طرح پر ہیں۔ اس نے کہا کہ اے بھانجے اچھی

Presented by Ziaraat.Com

دیکھتے رہتے تھے اہل ربہ کو اور معاویہ برا جانتا تھا یہ۔ چنانچہ ایک روز ابن جعفر معاویہ کے پاس آئے اور ہمراہ ان کے مسمی بدیح گویا تھا۔ ابن جعفر نے بدیح کو کہا کہ گاؤ۔ اس نے وہ شعر گایا جو معاویہ کو پسند تھا۔ وہ یہ ہے:۔

یا لبینی اوقدی النارا ان من تھوین قد جارا
رب نار بت ارمقھا نعضھم الھند و العارا
و ھا ظبی فلحجھا عا قدفی للحضر زنارا

یہ شعر سن کر معاویہ بہت خوش ہوئے اور پیر زمین پر مارنے لگے۔ ابن جعفر نے کہا کہ اے امیرالمومنین بس کیجئے۔ اتنا خوش نہ ہو جیئے۔ معاویہ نے کہا کہ اے ابن جعفر کہ ان الکریم بطروب یہ ایک مثل ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ سخی لوگ خوش ہی ہوا کرتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

یزید ابن معاویہ

واضح ہو کہ یزید ابن معاویہ خلیفہ ثانی ہے خلفائے بنی امیہ سے اور اس کی والدہ کا نام میسون بنت مجدل کلبیہ ہے۔ جب اس کا باپ مرگیا اس کی خلافت کے بعد لوگوں نے بیعت کی درمیان ماہ رجب ۶۰ھ کے جب یزید خلیفہ ہو چکا اس وقت اپنے عامل مدینہ کو یہ کہلا بھیجا کہ حسینؑ ابن علیؑ اور عبداللہ بن زبیر اور ابن عمر سے کہو کہ میری بیعت منظور کریں۔ ابن عمر نے یہ جواب دیا کہ اگر اور لوگ یزید کی بیعت کر لیں گے اس وقت کیا مضائقہ ہے میں بھی کر لوں گا۔ اور امام حسینؑ اور ابن زبیر یہ دونوں مکہ کو چلے گئے اور بیعت منظور نہ کی۔ مدینہ کے حاکم نے اپنے لشکر ہمراہ عمرو بن زبیر کے جو عبداللہ کا بھائی تھا روانہ کیا کیونکہ وہ اپنے بھائی عبداللہ ابن زبیر کا دشمن جان تھا اور یہ کہا کہ عبداللہ سے مکہ میں جا کر لڑو اور عبداللہ کو فتح ہوئی اور اسے تمام جمعیت آدمیوں کی جو اس کے ساتھ تھی سب بگاڑ دی اور اپنے بھائی عمرو کو پکڑ کر قید کیا یہاں تک کہ وہ اسی قید میں مرگیا۔

ہجرت امام حسینؑ

اس سال میں اہل کوفہ کے مکاتبات اور خطوط بایں مضمون کہ آپ یہاں تشریف لایئے ہم آپ سے بیعت کریں گے۔ حضرت امام حسینؑ کے پاس آنے شروع ہوئے۔ ان ایام میں نعمان ابن بشیر انصاری کوفہ کا عامل تھا۔ حضرت امام حسینؑ نے درمیان کوفہ کے اپنے چچا کے بیٹے مسلم بن عقیل بن ابی طالب کو بھیجا تاکہ لوگوں سے بیعت لیں چنانچہ بروقت تشریف لے جانے حضرت مسلم بن عقیل کی آپ کے ہاتھ پر جناب امام حسینؑ سے تیس ہزار آدمیوں نے بیعت کی۔ بعضے اٹھائیس ہزار بیان کرتے ہیں۔ یہ بات یزید کو بہت ناگوار گزری اور نعمان ابن بشیر کی سوء انتظامی جان کر ان کو معزول کیا اور بجائے اس کے عبداللہ ابن زیاد کو

کوفہ کا والی مقرر کیا۔ یہ شخص پہلے اس سے بصرہ کا حاکم تھا۔ پس کوفہ میں آیا اور دیکھا کہ لوگ بیعت حضرت امام حسینؑ کی مسلم ابن عقیل کے ہاتھ پر کرتے ہیں۔ لوگوں کو اس نے ڈرایا اور فریب دینا شروع کیا اور سب کو یزید مذکور کی اطاعت پر انگیختہ کیا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اور حضرت مسلم جس طرح پر کہ اپنے کار میں مصروف تھے اسی طرح رہے وہ لوگ جو حضرت امام حسینؑ کی بیعت پر راضی ہو گئے تھے ہمراہ مسلم ابن عقیل کے عبیداللہ ابن زیاد کے گھر پر چڑھ گئے اور اس کو محاصرہ کر لیا اس وقت عبداللہ کے ہمراہ کل تیس آدمی تھے۔ درمیان اس محل کے پھر عبیداللہ نے حکم دیا کہ تم سب لوگ اپنے گھر کو چلے جاؤ اور جو اطاعت کرے گا اس پر انعام ہو گا۔ اور جو نہ مانے گا اس پر سزا نازل ہو گی۔ سب چلے گئے۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہر ایک کی ماں بہن نے آ کر کہا کہ تو چل اور آدمی بہت ہیں لڑ لیں گے۔ چنانچہ ہر ایک شخص یہ کہتا تھا کہ لو صاحب ہم تو جاتے ہیں ایک ہمارا نہ ہونا کچھ ضرر نہیں کرتا۔ سب آدمی مسلم کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ اور حضرت مسلم کے ہمراہ سوائے تیس آدمیوں کے اور کوئی نہ رہا۔ اس وقت حضرت مسلم بھاگ کر چھپ گئے۔ اس وقت منادی کرنے والے نے ابن زیاد کی طرف سے یہ منادی کی کہ جو کوئی مسلم کو پکڑ کر لائے اس کو انعام موافق اس کی دیت کے دیا جائے گا۔ چنانچہ مسلم گرفتار کر کے حاضر کئے گئے۔ جبکہ حضرت مسلم سامنے عبیداللہ کے حاضر ہوئے۔ اس کم بخت نے ان کو اور حضرت امام حسینؑ اور حضرت علیؑ کو گالیاں دیں اور اسی وقت ان کا سر اڑا دیا۔ اور لاشہ ان کا محل سے نیچے پھینکوا دیا۔ پھر ہانی ابن عروہ حاضر کیا گیا۔ یہ شخص بھی جناب امام حسینؑ کی طرف سے بیعت لوگوں سے کرواتا تھا اس کو بھی مار ڈالا اور دونوں کے سر کٹوا کر یزید بن معاویہ کے پاس بھجوا دیئے۔ حضرت مسلم بن عقیل آٹھویں تاریخ ذی الحجہ ۶۰ھ کو شہید ہوئے اور حضرت امام حسینؑ نے مکہ سے عراق کی طرف کوچ فرمایا۔ اس جائے عبداللہ ابن عباس آپ کے تشریف لے جانے کو عراق کی طرف برا جانتے تھے۔ چنانچہ حضرت امام حسینؑ سے کہا کہ اے چچا کے بیٹے آپ تشریف عراق کو لے جاتے ہیں اور مجھ کو خوف آتا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ اہل غدر

Presented by Ziaraat.Com

ہیں۔ تم اسی جاء تشریف رکھو۔ کیونکہ تم سردار اہل حجاز کے ہو اور جو آپ کا سفر کرنا منظور ہے تو یمن کو تشریف لے جایئے۔ کیونکہ اس جاء شیعان علیؑ ہیں۔ اور چند قلعے اور گھاٹیاں بچاؤ کی ہیں۔ حضرت امام حسینؑ نے ارشاد کیا کہ اے چچا کے بیٹے میں جانتا ہوں۔ قسم ہے خدا کی تو بے شک ناصح مشفق ہے لیکن اب تو میں قصد کر چکا ہوں۔ جب آپ نے نہ مانا ابن عباس وہاں سے چلے آئے اور آپ نے مکہ سے یوم الترویہ ۶۰ھ میں خروج کیا اور حضرت امام حسینؑ کے ہمراہ بہت لوگ عرب کے جمع ہو گئے۔ جس وقت آپ کو خبر پہنچی کہ میرے چچا کے بیٹے مسلم بن عقیل شہید ہو گئے اور لوگ ان کے ہمراہ نہ ہوئے سب الگ ہو گئے۔ یہ خبر حضرت امام حسینؑ نے اپنے ہمراہیوں سے کی اور فرمایا کہ جو شخص اس وقت جانا چاہتا ہو چلا جائے۔ جس کو جان دینی میرے ساتھ منظور ہو ساتھ رہے۔ یہ سننے سے سب لوگ تتر بتر ہو گئے۔ جب حضرت امام حسینؑ اس مقام پر پہنچے جس کو سرلف کہتے ہیں، اس جاء حضرت کو حر سپہ سالار عبیداللہ ابن زیاد کا دو ہزار سوار لئے ہوئے ملا اور حضرت امام حسینؑ کے مقابلہ میں آ کر ٹھہرا۔ دوپہر کے وقت حضرت امام حسینؑ نے ارشاد کیا کہ میں فقط تمہارے خطوط پر عمل کر کے آیا ہوں۔ اگر تم کہو اس جاء سے چلا جاؤں۔ سپہ سالار ابن زیاد نے کہا کہ ہم کو چھوڑ دینے کا حکم نہیں ہے۔ ہم آپ کو کوفہ میں سامنے عبیداللہ ابن زیاد کے لے جائیں گے۔ حضرت امام حسینؑ نے کہا کہ پھر اس سے تو مرنا بہتر ہے۔ یہی گفتگو رہی کہ حضرت امام حسینؑ حر کے ہمراہ چلے۔

شہادت امام حسینؑ ۶۱ ہجری

جبکہ جناب امام حسینؑ ہمراہ حر کے تشریف لے چلے تو اسی اثناء میں ایک نامہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس سے بنام حر کے اس مضمون کا آیا۔ کہ امام حسینؑ کو مع ان کے ہمراہیوں کے کسی ایسے جنگل میں اتارنا جہاں پانی نہ ہو۔ چنانچہ ایک موضع معروف کربلا میں آپ کو اتارا۔ یہ دن جمعرات کا دوسری تاریخ محرم ۶۱ھ کی

Presented by Ziaraat.Com

تھی۔ اور صبح کو عمر بن سعد بن ابی وقاص نے چار ہزار سوار بھیجے ہوئے ابن زیاد کے واسطے جنگ امام حسینؑ کے کوفہ سے لے کر آیا۔ حضرت امام حسینؑ نے ارشاد کیا کہ یہ چند باتیں ہیں جو تم ان میں سے کہو وہ میں کروں۔ اگر کہو تو جہاں سے میں آیا ہوں چلا جاؤں۔ یا یزید ابن معاویہ پر سامان کر کے جاؤں اور جو ہو سکے تو کسی گھاٹی پہاڑ کے پاس چلا جاؤں۔ عمر نے یہ سب حال ابن زیاد کو لکھ بھیجا اور لکھا کہ ایک بات اس میں امام حسینؑ کو کہو اور جواب دو۔ یہ دیکھ کر ابن زیاد کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ کچھ نہیں منظور اور شمر بن ذی الجوشن کی زبانی عمر بن سعد کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ یا تو امام حسینؑ کو جنگ کر کے قتل کر اور گھوڑوں سے ان کا لاشہ روندنا چاہئے۔ اور اگر یہ نہیں مانتا تو تجھ کو معزول کرتا ہوں اور سردار لشکر کا شمر مقرر ہوا۔ عمرو بن سعد نے کہا کہ میں لڑتا ہوں مجھ کو لڑنے سے انکار نہیں۔ اس نے بارادۂ جنگ شام کے وقت جمعرات کے روز نویں محرم ۶۱ھ میں خروج کیا اور حضرت امام حسینؑ اپنے ڈیرہ کے سامنے بعد نماز عصر کے بیٹھے تھے۔ جب آپ کے قریب لشکر آگیا۔ اس وقت اپنے بھائی عباس کی زبانی کہلا بھیجا کہ ہم کو کل صبح تک مہلت دو اور مجھ کو منظور جو تم کو پسند ہے۔ انہوں نے بھی مان لیا۔ حضرت امام حسینؑ نے اپنے اصحاب کو ارشاد کیا کہ میں نے تم کو اذن دیا۔ تم آج کی رات چلے جاؤ۔ جہاں چاہو اپنے شہروں کو پھر جاؤ۔ آپ کے بھائی عباس بولے کہ یہ ہم کو منظور نہیں کہ آپ کے بعد ہم جیتے رہیں یہ ہم کو خدا نہ دکھلائے۔ یہی آپ کے بھائیوں اور بھتیجوں اور عبداللہ ابن جعفر کے بیٹوں نے کہا اور حضرت امام حسینؑ اور تمام ان کے اصحاب تمام رات تلاوت اور دعائیں کرتے رہے۔ جب صبح ہوئی عمر بن سعد اپنے سواروں کو لے کر سوار ہوا یہ روز عاشورہ تھا اسی سن مذکور کا اور حضرت امام حسینؑ نے بھی اپنے اصحاب اور رفقاء کو جو بتیس سوار اور چالیس پیادہ تھے، آمادہ کیا۔ فرقہ باغیہ نے جناب امام حسینؑ پر چڑھائی کی۔ لڑائی ظہر کے وقت تک رہی۔ اس وقت امام حسینؑ اور آپ کے اصحاب صلواۃ خوف ادا کر کے پھر جنگ میں مصروف ہوئے۔ مگر امام حسینؑ کو پیاس کا بہت غلبہ ہوا۔ ہرچند کہ واسطے پانی پینے کے آگے بڑھے لیکن ان پر پھر تیر

Presented by Ziaraat.Com

بارانی شروع ہوئی۔ چنانچہ ایک تیر آپ کے منہ پر لگا اور شمر نے پکار کر کہا کہ کیا ہو گیا اے لوگو تم کو، کیا سوچ رہے ہو۔ اہل بیت کو قتل کرتے ہو۔ چنانچہ زرعہ بن شریک نے آپ کے ایک تلوار ہتھیلیوں پر ماری۔ دوسرے نے گردن پر ماری اور سنان بن انس نخعی نے ایک نیزہ آپ کے مارا اس وقت جناب امام حسینؑ زمین پر گر پڑے۔ شمر نے اتر کر آپ کو ذبح کیا اور سر مبارک آپ کا کاٹ لیا۔ کہتے ہیں کہ آپ کا سر شمر نے کاٹا اور عمر ابن سعد سے جا کر کہا عمر ابن سعد نے ایک جماعت منافقین کو حکم دیا کہ حضرت امام حسینؑ کی چھاتی پر گھوڑے دوڑاؤ۔ چنانچہ کمر اور چھاتی گھوڑوں سے کچلوائی۔ پھر وہ سر اور عورتیں اور بچے پکڑ کر عبیداللہ ابن زیاد کے پاس روانہ کئے۔ حضرت امام حسینؑ کا سر دیکھ کر ابن زیاد نے ایک چھڑی اس مردود نے آپ کے منہ پر ماری۔ زید بن ارقم جو وہاں حاضر تھا، اس نے کہا اٹھا لے اس چھڑی کو قسم ہے خدا کی۔ میں نے بارہا دیکھا رسول اللہؐ نے بوسے ان دونوں ہونٹوں پر دیئے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ رو پڑا۔ روایت کی گئی ہے۔ جناب امیرالمومنین امام حسینؑ کے ہمراہ چار شخص اولاد علیؑ کے یعنی آپ کے بھائی شہید ہوئے۔ وہ حضرت عباس و علمدار اور جعفرؑ محمدؑ ابوبکر اور اولاد حسینؑ سے بھی چار۔ اور چند شخص اولاد عبداللہ بن جعفر سے شہید اور چند اولاد عقیل سے۔ پھر ابن زیاد ملعون نے وہ سر مبارک اور عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر کے یزید کے پاس بھیج دیا۔ یزید نے حضرت امام حسینؑ کا سر اپنے سامنے رکھا اور عورتوں اور بچوں کو بلوا کر حاضر کیا۔ اور نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ ان کو روانہ کر دو اور چند شخص اپنے محافظ ان کے ہمراہ کر دیئے۔ کہ وہ مدینہ میں ان کو پہنچا آئیں۔ چنانچہ وہ عورتیں مدینہ کو روانہ ہوئیں۔ جب وہ اہل و عیال حضرت امام حسینؑ کے مدینہ میں پہنچے بنی ہاشم کی عورتیں روتی پیٹتی ان سے ملیں اور خاص کر لڑکے عقیل بن ابی طالب کے بہت روتے تھے اور وہ بچے یہ کہتے تھے کہ کیا کہو گے تم اگر پوچھیں گے نبی کہ کیا کیا تم نے اور حالانکہ تم اخیر امت کے لوگ تھے میری اولاد کے ساتھ اور میرے اہل سے کیا سلوک کیا بعد میرے ان میں سے بعض تو قید ہیں۔ بعضے بکھرے پڑے ہیں خون میں لتھڑے ہوئے۔ رسول

Presented by Ziaraat.Com

اللہ فرمائیں گے کہ یہی جزا میرے نصیحت کرنے کی تھی کہ میرے اہل بیت سے یہ سلوک کیا۔ یہ اشعار جن کا ترجمہ یہ ہے تذکرہ میں لکھ چکا ہوں۔ حضرت امام حسینؑ کے سر میں اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ مدینہ بھجوا دیا اور ان کی والدہ فاطمہ کے پاس دفن کیا گیا اور بعض کہتے ہیں فرادیس کے پاس مدفون ہوا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ خلفائے مصر نے عسقلان سے قاہرہ کی طرف لے جا کر وہاں دفن کیا اور اس کے واسطے مشہد بنا' جو مشہور مشہد حسینؑ ہے۔ اسی طرح پر آپ کی عمر میں بھی اختلاف ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ پچپن برس چند مہینے کی عمر تھی۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ نے پچیس حج پیروں سے چل کر کئے ہیں۔ اور ایک رات اور ایک دن میں ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے اور عبداللہ ابن زبیر ہمیشہ مکہ میں رہا وہ اطاعت یزید بن معاویہ میں داخل ہوا۔

۶۳ - ۶۲ ہجری

اس سال میں سب اہل مدینہ نے متفق ہو کر یزید کی بیعت چھوڑ دی اور ان کے نائب عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینہ سے نکال دیا۔ یہ حال سن کر یزید نے لشکر ہمراہ مسلم بن عقبہ کے روانہ کیا اور اس کو حکم دیا کہ اہل مدینہ سے لڑنا' جب فتح ہو جائے اس وقت لشکر میں عام حکم دینا کہ تین روز تک قتل عام ہو اور جو مال جس کے ہاتھ لشکری آدمی لوٹ لیں اور بعد تین روز کے اس طرح سے اقرار کرواتا کہ ہم غلام اور تابعدار یزید کے ہیں۔ یہ اقرار کروا کے بیعت کرواتا اور مدینہ سے فراغت پا کر مکہ کو جانا۔ چنانچہ مسلم مذکور دس ہزار سوار شام کے لے کر مدینہ پر حرہ کی طرف آ کر پڑا۔ اور اہل مدینہ کے مہاجرین اور انصار اس سے لڑے اور ایک خندق بنا کر جنگ کرنا شروع کیا اور فضل بن عباس بن ربیعہ بن الحرث بن عبدالمطلب شہید ہوئے مگر پہلے خوب لڑے۔ اور بعد جنگ عظیم کے شہید ہوئے اور اسی طرح ہر ایک جماعت اشراف اور انصار کی بھی مقتول ہوئی اور لڑائی خوب رہی۔ یہاں تک کہ اہل مدینہ کو شکست ہوئی اور مسلم نے حکم دیا

Presented by Ziaraat.Com

کہ تین روز تک قتل عام ہو اور جو مال پاؤ وہ لے لو۔ اور مدینہ کی عورتوں سے حرام کاری کرو۔ منقول ہے زہری سے کہ جنگ حرہ میں سات سو رئیس اشراف قوم قریش کے مہاجرین اور انصار سے مقتول ہوئے اور دس ہزار اشراف غلاموں کے اور نامعلوم آدمی مقتول ہوئے۔ یہ جنگ ستائیسویں ذی الحجہ ۶۳ھ کو واقع ہوئی تھی۔ پھر مسلم نے باقی ماندگان مدینہ سے کہا کہ اقرار کرو کہ ہم یزید کے تابعدار اور غلام ہیں۔ جب یہاں کی مہم سے فراغت پا چکا اس وقت مکہ کو لشکر لے کر چڑھائی کی۔

محاصرۂ کعبہ ۶۴ ہجری

جب مسلم مدینہ کی مہم سے فارغ ہوا اس وقت مکہ پر چڑھ گیا۔ لیکن چونکہ مریض تھا، قبل پہنچنے کے مر گیا اور اس کے قائم مقام لشکر پر حصین ابن نمیر السکونی ہوا۔ یہ واقعہ درمیان ماہ محرم اسی سن کے واقع ہوا تھا۔ پس حصین مکہ پر گیا اور عبداللہ ابن زبیر کو چالیس روز تک محصور کئے رہا۔ یہاں تک کہ اس کو خبر پہنچی کہ یزید ابن معاویہ مر گیا۔ جیسا کہ ہم ذکر کریں گے۔ مگر بیت الحرام میں گوپیوں سے پتھر پھینک چکا تھا اور آگ سے بھی جلا چکا تھا۔ جب حصین کو معلوم ہوا کہ یزید مر گیا اس نے عبداللہ بن زبیر کو یہ کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم اپنے مقتولین کے خون کا دعویٰ کریں۔ اور اگر تم میرے پاس آؤ تو میں تمہاری بیعت کروں اور شام کو چلو۔ عبداللہ بن زبیر نے انکار کیا اور حصین ملک شام کو کوچ کر گیا۔ مگر پیچھے سے ابن زبیر کو نہ متفق ہونے پر ندامت بھی ہوئی اور جو لوگ بنی امیہ کے بچے ہوئے مدینہ میں رہ گئے تھے وہ سب ہمراہ حصین کے ملک شام کو گئے۔

وفات یزید بن معاویہ

Presented by Ziaraat.Com

واضح ہو کہ یزید ابن معاویہ درمیان حوارین کے جو کہ مضافات حمص سے ہے، چودھویں ربیع الاول ۶۴ھ میں فوت ہوا۔ اس کی اڑتیس برس کی عمر تھی۔ اور خلافت اس نے تین برس چھ مہینے کی۔ حلیہ اس کا یہ ہے۔

رنگ گندم گوں۔ گٹیلا بدن، سپید چشم، منہ پر نشان چیچک کے، ڈاڑھی خوبصورت ہلکی۔ قد لمبا تھا۔ اس نے چند لڑکے لڑکیاں اپنے پیچھے چھوڑیں۔ والدہ اس کی بنت بحدل کلبیہ ہے۔ وہ اپنی والدہ کے ساتھ اس کے کسی کنبے میں درمیان بادیہ بنی کلب کے رہا کرتا تھا۔ علم فصاحت اور فن شعر سے واقف تھا۔ بادیہ بنی کلب ہی میں شعر بنانا سیکھا۔ اس کے وہاں پہنچنے کا باعث یہ تھا کہ یزید کی والدہ میسون مذکور ایک روز یہ شعر پڑھ رہی تھی:

للبس عباء تقر عینی — حب الی من لبس السوف

تخفق الارواح فیہ — احب الی من قصر منیف

و بکر یتبع الاضعان صعب — احب الی من بغل و نوف

و بلیت و کلت ینبح الاضیاف دونی — احب الی من ھذا الدفوف

و خرق من بینی ھمی فقیر — احب الی علج علیف

معاویہ نے کہا اے بنت بحدل تو نے مجھ کو سالہ گاہ خور سے تشبیہ دی۔ اگر تجھ کو میرے گھر میں رہنا منظور نہیں ہے تو جا اپنے کنبے میں رہ اس لئے وہ بنی کلب کے جنگل میں جہاں اس کا ملک تھا، جا رہی۔ یزید کو بھی اپنے ساتھ لے گئی۔ اس نے اپنے نانا ہی کے گھر پرورش پائی۔

Presented by Ziaraat.Com

معاویہ بن یزید بن معاویہ

واضح ہو کہ معاویہ ابن یزید ابن معاویہ تیسرا خلیفہ خلفائے بنی امیہ کا ہے۔ جب یزید ابن معاویہ فوت ہو گیا۔ اس وقت لوگوں نے یزید کے بیٹے معاویہ کی درمیان چودھویں تاریخ ربیع الاول سنہ ہذا کے بیعت اختیار کی۔ یہ شخص جوان اور دیندار تھا۔ اس کی خلافت کل تین مہینے رہی۔ بعضے کہتے ہیں چالیس روز خلافت کرتا رہا۔ بعد اس کے مر گیا۔ اور عمر اس کی اکیس برس کی تھی۔ اور اخیر ایام زندگانی میں اس نے لوگوں کو جمع کر کے کہا کہ مجھ سے کار خلافت نہیں ہو سکتا اور نہ مجھ کو کوئی شخص مثل عمر بن[۱۵۸] الخطاب کے معلوم ہوتا ہے تاکہ اس کو میں خلیفہ مقرر کروں اور نہ مثل اہل شوریٰ کے کوئی ہے اس لئے تم کو اختیار ہے جس کو تم پسند کرو خلیفہ بنا لو۔ یہ کہہ کر اپنے گھر میں جا گھسا اور چھپ گیا۔ تا وقت وفات غائب رہا اور کہتے ہیں کہ اس نے یہ وصیت کر دی تھی کہ ضحاک بن قیس تا قائم ہونے کسی خلیفہ کے لوگوں کو نماز پڑھایا کرے۔

Presented by Ziaraat.Com

عبداللہ بن زبیر

جب یزید ابن معاویہ مرگیا اس وقت لوگوں نے درمیان مکہ کے عبداللہ بن زبیر کی بیعت کی اور مروان بن الحکم مدینہ میں تھا۔ اس نے قصد کیا کہ میں بھی مکہ میں جا کر عبداللہ بن زبیر کی بیعت کروں۔ لیکن پھر وہ ہمراہ ان لوگوں کے جو بنی امیہ میں سے ملک شام کو جاتے تھے چلا گیا۔ کہتے ہیں کہ ابن زبیر نے اپنے عامل کو جو مدینہ پر تھا' یہ لکھا کہ کوئی بنی امیہ میں سے وہاں رہنے نہ پائے۔ اگر ابن زبیر ہمراہ حصین کے ملک شام کو چلا جاتا یا بنی امیہ سے سازش کر لیتا تو ابن زبیر کو خلافت مقرر ہو جاتی۔ لیکن تقدیر سے کچھ چارہ نہیں ہو سکتا۔ جس وقت عبداللہ بن زبیر کی مکہ میں بیعت ہو گئی اور عبیداللہ ابن زیاد والئی بصرہ ملک شام کو بھاگ گیا اس وقت تمام اہل بصرہ نے ابن زبیر کی بیعت کر لی۔ اور عراق اور حجاز اور یمن کے لوگوں نے بیعت کر لی۔ اور ضحاک بن قیس نے بھی بیعت خفی ملک شام میں عبداللہ ابن زبیر کی کر لی تھی۔ اور حمص میں نعمان ابن بشیر انصاری نے بھی اس کی بیعت کی اور قنسرین میں زفر بن الحارث کلابی نے بھی بیعت کی۔ قریب تھا کہ خلافت بالکلیہ حضرت عبداللہ ابن زبیر کی ہو جائے۔ یہ شخص زاہد اور پارسا اور شجاع تھا۔ مگر دو عیب بھی تھے۔ ایک بخل اور دوسرے ضعیف الرائے تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

مروان ابن الحکم

واضح ہو کہ بنی امیہ کا چوتھا خلیفہ مروان ابن الحکم ہے۔ یہ مروان مذکور درمیان ایام خلافت حضرت ابن زبیر کے ملک شام میں قائم ہوا اور تمام بنی امیہ اس کے ہمراہ ہو گئے۔ اب ملک شام میں لوگوں کے دو فریق ہو گئے۔ ایک فرقہ یمانیہ جو مروان کے ساتھ ہو گئے تھے۔ اور ایک فرقہ قیسیہ جو ضحاک ابن قیس کے ہمراہ تھے۔ اس فرقہ کے آدمی ابن زبیر کی بیعت کرتے جاتے تھے اور بہت قصے جھگڑے معاملے ایسے ان میں ہوا کیے کہ ان کی شرح بہت طویل ہے۔ انجام کار یہ ہوا کہ فریقین کا مقابلہ درمیان مرج راہط کے بیچ شہر غوطہ کے جو دمشق کا ایک شہر ہے' ہوا۔ اور شروع اس لڑائی کا ضحاک پر اور فرقہ قیسیہ پر حملہ تھا۔ اور ان کو شکست فاش ہوئی۔ اور ضحاک بن قیس مقتول ہوا اور ایک جماعت کثیر سواران قیس کی مقتول ہوئے۔ جب مروان نے دیکھا کہ جنگ مرج میں قیس کو شکست ہوئی اس وقت مروان نے بہ آواز بلند کہا کہ خبردار کوئی اس کے تابع نہ ہونا۔ مرج نام ہے اس روز کا جس روز مروان نے جنگ کی اور راہط ایک موضع ہے شرق رو دمشق کے۔ اور مروان دمشق میں داخل ہو کر معاویہ ابن ابی سفیان کے گھر میں اترا اور سب آدمی وہاں مجتمع ہوئے اور ام خالد بن یزید بن معاویہ سے بہ سبب خوف خالد کے نکاح کر لیا۔ جب فرقہ قیسیہ کی شکست اور ضحاک کے مقتول ہونے کی خبر اہل حمص کو پہنچی وہاں نعمان ابن بشیر انصاری عامل تھا۔ وہ اپنے اہل و عیال لے کر بھاگا اور اہل حمص نے نکل کر نعمان ابن بشیر کو قتل کر ڈالا اور اس کا سر کاٹ کر مع اس کے اہل خانہ کے حمص میں لے گئے اور جب زفر ابن حارث حاکم قنسرین کو جو ابن زبیر کی طرف سے دعوئی بیعت کا کرتا تھا ہزیمت اور شکست کی خبر پہنچی تو وہ قنسرین سے نکل کر قرقیس پر آیا۔ اور اس پر غالب ہو گیا اور شام کا ملک مروان بن الحکم کا ہو گیا۔ پھر مروان نے مصر کی طرف خروج کیا اور اپنے سے پہلے عمرو بن سعید بن العاص کو بھیجا۔ اس نے مصر میں

Presented by Ziaraat.Com

داخل ہو کر ابن زبیر کے عامل کو نکال دیا اور مروان ابن الحکم کی بیعت باشندگان مصر سے کروائی۔ جب مروان مصر پر متصرف ہو چکا تو دمشق کو آیا۔ اور تا اختتام ۶۴ھ کے مروان درمیان ملک شام اور مصر کے خلیفہ بالاستقلال تھا اور ابن زبیر درمیان عراق اور حجاز اور یمن کے خلیفہ تھا۔ اسی سال میں ابن الزبیر نے کعبہ شریف کو ڈھا کر پھر تعمیر کیا۔ صورت حال یہ ہے کہ دیواریں خانہ کعبہ کی بہ سبب ضرب گولوں کے جھک گئی تھیں۔ اس لئے اس کو ڈھا کر اور بنیاد اس کی کھود کر اور پتھر اس کی بنیاد میں رکھ کر نئے سرے سے تعمیر اس کی کی۔

وفات مروان ۶۵ ہجری

واضح ہو کہ مروان ابن الحکم اس طرح سے مرا کہ اس کی بیوی ام خالد بن یزید بن معاویہ نے اس کا گلا گھونٹ ڈالا اور پکار کر چیخی کہ ہائے میرا میاں مر گیا۔ یہ واقعہ تیسری تاریخ رمضان ۶۵ھ میں ہوا۔ وہ دمشق میں مدفون ہوا۔ عمر اس کی تریسٹھ برس کی تھی۔ مدت خلافت کی نو مہینے آٹھ روز ہیں۔

حالات مروان

اس کے باپ کو نبیؐ نے نکال دیا تھا۔ وہ طائف میں چلا گیا تھا اور حضرت ابوبکر اور عمر ان دونوں خلیفوں کے وقت میں بھی نکلا ہی رہا۔ مگر خلیفہ سوم حضرت عثمان نے جس کا ذکر ہو چکا' پھر بلا لیا تھا۔ مروان یہ وہ شخص ہے جس نے حضرت طلحہ کو ایک تیر مار کر درمیان جنگ جمل کے شہید کیا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

عبدالملک

واضح ہو کہ عبدالملک پانچواں خلیفہ خلفائے بنی امیہ کا ہے۔ جب مروان نے وفات پائی اس وقت اس کے بیٹے عبدالملک بن مروان کے درمیان تیسری تاریخ رمضان شریف ۶۵ھ کے لوگوں نے بیعت کی۔ اس کے خلاف درمیان ملک شام اور مصر کے مستقل ہو گئی۔ کہتے ہیں جب نوبت خلافت عبدالملک کی آئی وہ بیٹھا ہوا قرآن شریف گود میں لئے ہوئے پڑھ رہا تھا۔ فوراً اس کو بند کر دیا۔ مخاطب بہ قرآن ہو کر کہا کہ یہی آخری وعدہ تھا آپ سے۔

خروج مختار ۶۶ ہجری

درمیان اسی سال کے مختار مذکور نے شہر کوفہ سے واسطے انتقام خون حسینؑ کے خروج کیا۔ اس کے ہمراہ بہت لوگ ہو گئے۔ وہ کوفہ پر غالب آ گیا۔ اور اس سے بہت لوگوں نے کتاب اور سنت رسول اللہ پر اور طلب انتقام خون اہل بیعت پر بیعت کی۔ اور مختار فقط قاتلین امام حسینؑ سے لڑا اور کہا کہ مجھ کو شمر بن ذی الجوشن کو دو۔ یہاں تک کہ اس پر فتح پائی اور قتل کیا۔ اور خولی الاصبحی کے گھر کو جا گھیرا۔ اس نے حضرت امام حسینؑ کا سر کاٹا تھا اور اس کو بھی قتل کر کے گھر کو جلایا۔ پھر عمرو بن سعد بن ابی وقاص سپہ سالار لشکر کو جو حضرت امام حسینؑ کے قاتلین میں تھا، اور اس نے یہ حکم دیا تھا کہ سینہ اور پیٹھ امام حسینؑ کا گھوڑوں سے روندا جائے، اس کو قتل کیا اور ابن عمر کو بھی قتل کیا۔ اس کا نام حصص تھا۔ اور دونوں کے سر پاس محمد ابن حنفیہ کے درمیان حجاز کے بھیج دیئے۔ یہ واقعہ درمیان ذی الحجہ اسی سال کے گزرا۔ پھر مختار نے ایک تابوت ایسا بنوایا تھا جیسا بنی اسرائیل میں ہوتا تھا۔ جب مختار نے واسطے لڑائی عبیداللہ ابن زیاد کے لشکر روانہ کیا تھا تب اس وقت وہ تابوت بھی ایک خچر کی پیٹھ پر درمیان لڑائی کے موجود تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

۶۷ ہجری

اسی سال میں درمیان ماہ محرم کے مختار مذکور نے لشکر آمادہ کر کے واسطے لڑائی عبیداللہ بن زیاد کے بھیجا۔ وہ خود اول موصل پر غالب ہو چکا تھا۔ اور ابراہیم بن اشتر نخعی کو اس لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا۔ جب مقابلہ جانبین کا ہوا خوب لڑائی واقع ہوئی۔ مگر ابن زیاد کے آدمی بھاگ گئے اور عبیداللہ ابن زیاد بھی ابراہیم بن اشتر کے ہاتھ سے درمیان اس جنگ عظیم کے مقتول ہوا۔ اس نے سر اس کا کاٹ کر لاشہ پھینک دیا اور بعد شکست کے ابن زیاد کے آدمیوں میں سے بہت سے بھاگتے ہوئے نہر زاب میں ڈوب گئے۔ ابراہیم نے ابن زیاد کا سر ہمراہ اور سروں کے مختار کے پاس روانہ کر دیئے۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے حضرت امام حسینؑ کا انتقام مختار کے ہاتھ سے لیا۔ اگرچہ مختار کی نیت بخیر نہ تھی۔ پھر بھی یہ کار نیک اس سے بظاہر ظہور میں آیا اور درمیان اسی سال ۶۷ھ کے ابن زبیر نے اپنے بھائی مصعب بن زبیر کو بصرہ پر حاکم مقرر کیا۔ مصعب نے مہلب ابن ابی صفرہ کو خراسان سے بلایا۔ وہ بہت لشکر اور مال کثیر ہمراہ اپنے لے کر اس کے پاس آیا اور دونوں نے ہمراہ ہو کر مختار پر واسطے لڑائی کے چڑھائی کی۔ اور کوفہ میں پہنچے۔ اور مختار کے ہمراہ بھی بہت لوگ اکٹھے ہو کر مقابلہ پر آئے۔ اور شکست بعد جنگ عظیم کے مختار کو ہوئی۔ اور مختار اپنے محل میں جو جاء کچہری کی تھی درمیان کوفہ کے محصور ہوا۔ مصعب نے کوفہ میں گھس کر مختار کا محاصرہ کیا۔ لیکن وہ حالات محاصرہ میں ہی لڑا یہاں تک کہ مقتول ہوا۔ پھر مصعب نے سب اعوان مختار کو کہا کہ محل سے باہر آؤ۔ وہ بموجب حکم مصعب کے باہر آئے اور مکان خالی کر دیا۔ مصعب نے سب کے سر یک قلم مثل بھیڑ کے اڑا دیئے۔ کہتے ہیں کہ سات ہزار آدمی تھے جو مقتول ہوئے اور مختار درمیان ماہ رمضان ۶۷ھ کے شہید ہوا۔ عمر اس کی سڑسٹھ برس کی تھی۔ اسی سال میں یعنی ۶۷ھ میں۔ بعضے کہتے ہیں کہ اکہتر برس ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ انہتر برس ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ۶۸ھ میں

Presented by Ziaraat.Com

درمیان کوفہ کے، ابو بحرین ضحاک بن قیس بن معاویہ بن حصین بن عبادہ نے وفات پائی۔ یہ ضحاک مذکور احنف کے نام سے مشہور تھا۔ یہ وہ شخص ہے کہ جس کے نام سے ضرب المثل حلم میں مشہور ہے۔ یہ سردار اپنی قوم کا موصوف .عقل اور دانش اور صاحب علم اور ذی حلم اور ذکی آدمی تھا۔ اس نے پیغمبر خدا کا زمانہ بھی پایا ہے۔ الا صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ اور ایک دفعہ قاصد ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس درمیان ان کے ایام خلافت کے آیا تھا۔ مگر تابعین میں سے بڑے رتبے کا یہ شخص گزرا ہے اور ہمراہ حضرت علیؓ کے جنگ صفین میں بھی تھا۔ اور جنگ جمل میں، دونوں جانب میں سے کسی کی طرف بھی نہ تھا۔ احنف مائل کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ شخص لمبا راست قد، دہنی طرف کو جھک کو چلا کرتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ احنف مذکور درمیان خلافت امیر معاویہ کے اشراف لوگوں میں بطور ملاقات دربار معاویہ میں حاضر ہوا۔ اسی اثناء میں ایک شخص اہل شام کا بھی اس محل میں آیا اور اس نے خطبہ پڑھ کر سنایا۔ آخر خطبہ میں علیؓ ابن ابی طالب پر لعنت کی، سب لوگوں نے اپنے سر نیچے کئے یعنی جھکا لئے کوئی نہ بولا۔ مگر احنف نے معاویہ کی طرف مخاطب ہو کر یہ کہا کہ یا امیر المومنین یہ شخص تمام انبیاء کو لعنت کرنے کی اگر آپ کی مرضی پائے تو بے شک یہ سب نبیوں پر لعنت کرے۔ خدا سے ڈرو اور تقویٰ اختیار کرو۔ حضرت علیؓ کا پیچھا اب تو چھوڑ دو، کیونکہ انہوں نے اس جہان سے رحلت کی۔ اب وہ اپنی قبر میں ہوں گے۔ وہاں تو چین لینے دو۔ اب تم کو ان کے لعنت کرنے سے کیا حاصل ہے؟ اور قسم ہے خدا کی وہ شخص مبارک النفس اور مصیبت زدہ تھا۔ معاویہ نے کہا کہ اے احنف کیوں آنکھوں پر ٹھیکری رکھتا ہے۔ میں قسم دیتا ہوں تجھ کو خدا کی کہ تو بھی منبر پر چڑھ کر اگر ہماری خوشی چاہتا ہے تو علیؓ بن ابی طالب پر لعنت بخوشی کر یا بجبر۔ احنف نے کہا کہ آپ مجھ کو معاف رکھئے۔ اس میں آپ کی خیر ہے۔ اس وقت معاویہ بہت گڑگڑایا اور منت اور سماجت سے پیش آیا۔ تب احنف نے کہا اے معاویہ میں انصاف کا کلمہ کہتا ہوں۔ معاویہ نے کہا فرمایئے۔ احنف نے یہ کہا کہ حمد خدا کو لائق ہے اور درود ہو جیو اوپر رسولؐ اس کے۔ اے لوگو! معاویہ

Presented by Ziaraat.Com

نے مجھ کو یہ کہا ہے کہ لعنت کر علیؑ پر۔ سنو علیؑ ابن ابی طالب اور معاویہ دونوں جھگڑے اور آپس میں لڑتے اور ہر ایک شخص نے ان دونوں میں سے یہ دعویٰ کیا کہ خلافت حق میرا ہے۔ جب میں دعا کروں تب سب آمین کہنا۔ اب میں کہتا ہوں اے خدا لعنت کر تو اور تیرے فرشتے اور خلق کریں تیرے نبی اور تمام [illegible] اس شخص پر جو ان دونوں میں سے باغی ہو اور لعنت کر گروہ باغی کو اور اے خدا [illegible] کر اس پر آمین کہو اے مسلمین [illegible] کہ معاویہ نے بکتا کہ میں تو یہ کلمہ کہا کرتا ہوں اگرچہ ناراضی کیوں نہ ہو [illegible] آپ مجھے اور [illegible]

[illegible]

۶۸ ہجری

[illegible]

اس سال میں عبداللہ بن عباس درمیان طائف کے رحلت [illegible] ہوا اور محمد بن حنفیہ طائف میں رہا کئے یہاں تک کہ حجاج بن یوسف مکہ میں آیا۔ یہ عبداللہ ابن عباس ہجرت سے تین برس پیشتر پیدا ہوئے تھے اور رسول اللہؐ نے اس کے واسطے دعا کی تھی کہ اے خدا فقیہ کر اس کو علم دین کا اور سکھلا اس کو کلمہ اور تاویل۔ چنانچہ یہ شخص ایسا ہی عالم مثل ان کی دعا کے ہوا۔ اس کو خیبر بہ سبب کثرت علم کے کہا کرتے تھے۔

[illegible]

۶۹ ہجری

[illegible]

[illegible] لکھا جاتا ہے [illegible]

[illegible]

Presented by Ziaraat.Com

قتل مصعب بن زبیر

واضح ہو کہ درمیان ۷۱ھ کے عبدالملک نے سامان جنگ مہیا کرکے عراق کو کوچ کیا۔ اور ادھر سے مصعب نے بھی سامان کرکے اس کا مقابلہ کیا۔ ان دونوں طرف سے لڑائی ہونی شروع ہوئی۔ مگر افسوس ہے کہ اہل عراق نے عبدالملک سے خفیہ سازش کرلی تھی۔ مصعب کو چھوڑ کر اس کو جا ملے۔ مگر حضرت مصعب خوب لڑے آخر الامر معہ اپنے فرزند دلبند کے اوپر دیر جاثلیق کے کنارہ نہر دجیل پر شہید ہوئے۔ عمر مصعب کی چھتیس برس کی تھی۔ یہ واقعہ درمیان ماہ جمادی الاول ۷۱ھ کے وقوع میں آیا۔ مصعب قبل خلافت کے عبدالملک کا دوست تھا۔ اور مصعب کی بیویاں یہ تھیں۔ ایک سکینہ بنت الحسینؑ اور عائشہ بنت طلحہ۔ ان دونوں سے دفعتاً؟ ایک باری نکاح کیا تھا۔ بعد اس واقعہ کے عبدالملک کوفہ میں گیا۔ وہاں کے باشندوں نے اس سے بیعت کی اور دونوں عراق اس کے زیر حکم آ گئے۔

۷۲ ہجری

اسی سال میں عبدالملک مذکور نے حجاج ابن یوسف ثقفی کو لشکر دے کر مکہ میں بارادہ لڑنے عبداللہ بن زبیر کے بھیجا چنانچہ حجاج مذکور ماہ جمادی الاول سنہ ہذا میں مکہ شریف کو روانہ ہوا اور طائف میں اترا درمیان اس کے اور اصحاب ابن زبیر کے لڑائی ہوئی۔ اس نے حملہ اصحاب ابن زبیر پر کیا۔ انجام کار ابن زبیر مکہ میں محصور ہوا۔ اور حجاج مذکور نے بیت الحرام پر گولے مارے اور اس سال تمام تک محاصرہ رہا۔

۷۳ ہجری

Presented by Ziaraat.Com

اور حجاج ابن یوسف حضرت ابن زبیر کا محاصرہ کئے رہا۔ مگر ابن زبیر نے اپنے تئیں سپرد کر دینے سے لڑنا بہتر جانا۔ چنانچہ اس نے جنگ کی۔ اور جمادی الآخر ۷۳ھ میں سات مہینے لڑ کر مقتول ہوا۔ جب ابن زبیر مقتول ہوا اس کی عمر تہتر (۷۳) برس کی تھی۔ یہ اول بچہ ہے جو مہاجرین میں سے بعد الہجرت پیدا ہوا اور نو برس خلافت کی کیونکہ اس کی بیعت لوگوں نے ۶۴ھ میں بعد مرنے یزید بن معاویہ کے کی تھی۔ اور یہ شخص کثیر العبادت بھی تھا۔ کہتے ہیں کہ چالیس برس تک اپنی پیٹھ پر سے چادر نہ اتاری تھی۔ اسی سال میں بعد مقتول ہونے ابن زبیر کے درمیان حجاز اور ملک یمن کے عبدالملک کی بیعت ہوئی۔ اور سب آدمیوں نے اس کی اطاعت منظور کی۔ اور درمیان اسی سال کے یعنی ۷۳ھ میں عبداللہ بن عمر بن الخطاب فوت ہوئے۔ ان کا واقعہ مقتول ہونے کا ابن زبیر سے تین مہینے بعد ہوا تھا اور عمر اس کی چھیاسی برس کی تھی۔

۷۴ ہجری

اسی سال میں حجاج نے کعبۃ اللہ کو ڈھا کر حجر اس کی بناء میں سے نکال کر جس طور زمانہ نبیؐ میں تھا، اسی طور سے تعمیر کی۔ چنانچہ بیت الحرام کی تعمیر اب تک وہی موجود ہے اور حجاج امیر حجاز کا مقرر ہوا۔

۷۵ ہجری

اسی سال میں عبدالملک نے طرف حجاز کے ایک پروانہ درباب ولایت عراق کے بھیجا۔ اس کا بھی تم انتظام کرو۔ چنانچہ وہ مدینہ سے کوفہ کو گیا اور حجاج ہی کے ایام ولایت میں ایک شخص مسمی شبیب خارجی نکلا۔ اور اس نے بہت لوگوں کو اپنے همراه جمع کر کے حجاج کے ساتھ لڑائی کی۔ بعد جنگ کثیر کے مآل کار یہ ہوا کہ

Presented by Ziaraat.Com

جمعیت میں شبیب خارجی کے تفرقہ پڑ گیا اور اس کے گھوڑے نے ایک پل پر سے اس کو گرا دیا۔ وہ نہر میں ڈوب گیا۔ اور اسی طرح حجاج پر عبدالرحمن ابن اشعث نے بھی خروج کیا تھا۔ یہ شخص اولاً خراسان پر غالب ہو گیا اور پھر حجاج کی طرف گیا اور کوفے پر غالب آ گیا۔ اور سب جماعتوں کو شکست دے کر تقویت حاصل کر کے عبدالملک نے حجاج کو اور لشکر شام سے بھیج کر تقویت اور کمک دی۔ آخرکار عبدالرحمن کو شکست ہوئی اور سپاہ اس کی متفرق ہو گئی۔ وہ بھاگ کر ترک کے بادشاہ کے پاس چلا گیا۔ حجاج نے ایک ایلچی واسطے طلب عبدالرحمن مذکور کے بادشاہ ترک کے پاس بھیجا اور کہہ دیا کہ اگر ان کے سپرد کرنے میں تاخیر کیجیے گا تو آپ تیار رہنا، میں بھی آتا ہوں۔ ترکستان کے بادشاہ نے عبدالرحمن کو مع اس کے چالیس ہمراہیوں کے پکڑ کر حجاج کے پاس بھیج دیا مگر عبدالرحمن نے درمیان ایک منزل کے ایک مکان پر سے گرا کر اپنے تئیں ہلاک کیا۔

اس سال میں ابو القاسم محمد بن علی بن ابی طالب جو کہ معروف ابن الحنفیہ ہیں، فوت ہوئے۔

۸۲ ہجری

اس سال میں مہلب بن ابی صفرہ الازدی نے وفات پائی۔ یہ صاحب بڑے سخی اور قوی مشہور تھے۔ اور ان کو حجاج نے خراسان کا والی کر دیا تھا۔ لیکن مہلب مذکور مرو الرود میں فوت ہوا اور اپنے پیچھے بیٹا اپنا یزید بن مہلب خلیفہ اپنا چھوڑا۔ جب مہلب مرنے لگا اس وقت اولاد اپنی کو بلا کر ایک دستہ تیروں کا منگوایا اور کہا کہ تم ان تیروں کو مجتمع توڑ سکتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر پوچھا کہ ایک ایک کو توڑ سکتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں توڑ سکتے ہیں۔ کہا کہ یہی حال تمہارا ہے۔ یعنی اگر تم متفق رہو گے کوئی غالب نہ آ سکے گا۔ اور اگر متفرق ہو جاؤ گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ اسی سال یعنی ۸۲ھ میں خالد بن یزید ابن معاویہ نے بھی وفات پائی۔ یہ شخص بنی امیہ کی سخاوت اور فصاحت اور عقل میں مشہور

Presented by Ziaraat.Com

تھا

۸۳ ہجری

اس سال یعنی حجاج نے ایک شہر مسمی واسط بنایا ہے۔

۸۴-۸۵ ہجری

اس سنہ میں یعنی پچاسی میں عبدالعزیز بن مروان مصر میں فوت ہوا۔

وفات عبدالملک بن مروان ۸۶ ہجری

درمیان ماہ شوال اسی سال کے عبدالملک بن مروان نے وفات پائی۔ اور عمر اس کی ساٹھ برس کی تھی۔ اور مدت خلافت اس کی اس وقت سے کہ جب ابن زبیر شہید ہوئے۔ اور سب لوگوں نے اس کی بیعت کی تیرہ برس چار مہینے سات دن کم ہیں۔ اس کے منہ سے بدبو بہت آیا کرتی تھی۔ اس واسطے اس کو ابو الذبان کہتے ہیں۔ اور بسبب بخل کے اس کو رشح الحجر کہتے تھے۔ یہ شخص بہت استوار عاقل فقیہ عالم زاہد تھا۔ جب خلیفہ ہوا دنیا نے سب بھلا دیا۔ اور وضعداری جاتی رہی اور بدل کر اور ہی کچھ ہو گئے۔

ولید بن عبدالملک

واضح ہو کہ یہ چھٹا خلیفہ بنی امیہ میں سے ہے۔ بعد وفات عبدالملک کے ولید کی بیعت لوگوں نے درمیان نصف ماہ شوال اسی سنہ کے یعنی ۸۶ھ میں کی۔ اس عہد کے جو اس کے باپ سے ہو گیا اس کو بناء مکانات و تعمیر کا بہت شو

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

اسی سال میں ولید نے عمر بن عبدالعزیز کو مدینہ سے معزول کر دیا۔

۹۴ ہجری

اسی سال میں حجاج نے سعید بن جبیر کو مقتول کیا بہ سبب اس کے کہ سعید نے حجاج کی اطاعت چھوڑ کر عبدالرحمٰن بن اشعث کی تابعداری کی تھی۔ اور حجاج سے ڈر کر بھاگا اور مکہ میں مقیم ہوا۔ حجاج نے ولید کے پاس قاصد بھیجا کہ جو لوگ بھاگ کر مکہ میں جا رہے ہیں' ان کو میرے پاس بھجوا دیئے۔ چنانچہ ولید نے حسب ایماء اس کے اپنے عامل کو جو خالد بن عبداللہ القسری تھا' یہ حکم کر بھیجا کہ جن لوگوں کو حجاج مانگتا ہے وہ ان کے پاس روانہ کر دے اور حجاج نے سعید بن جبیر وغیرہ کو طلب کیا تھا۔ اس نے ان لوگوں کو ان کے پاس بھیج دیا۔ اس نے سعید ابن جبیر کا سر اڑا دیا۔ یہ شخص یعنی سعید بن جبیر بڑا عالم تھا درمیان تابعین کے۔ اس نے عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ ابن عمر سے علم سیکھا تھا اور اسی سے روایت کی ہے قرآن کی ابو عمر نے۔ اور احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ قتل کیا حجاج نے سعید بن جبیر کو حالانکہ کوئی شخص مثل اس کی روئے زمین پر عالم نہ تھا۔ اور سب اس کے محتاج تھے اور اسی سال میں یعنی درمیان ۹۴ھ کے سعید بن المسیب جو اور فقہائے کبریٰ تابعین شمار کئے جاتے ہیں' فوت ہوئے اور اسی سال میں اور بعضے کہتے ہیں کہ ۹۵ھ میں علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب نے جو معروف حضرت زین العابدین ہیں' وفات پائی اور مدینہ میں فوت ہوئے اور بقیع میں دفن ہوئے۔ عمر ان کی اٹھاون (۵۸) برس کی تھی۔

۹۵ ہجری

درمیان اسی سال کے حجاج بن یوسف ثقفی والی العراقین اور خراسان نے بھی وفات پائی۔ عمر اس کی چون (۵۴) برس کی تھی اور عراق پر بیس برس کے

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

عرصہ سے حکومت کرتا رہا۔ کہتے ہیں کہ حجاج کی آنکھیں چھوٹی اور آواز باریک نہایت فصیح تھی۔ کہتے ہیں کہ جمیع مقتولین جو حجاج کے ہاتھ سے مارے گئے ہیں' ایک لاکھ بیس ہزار آدمی ہیں۔

وفات ولید ۹۶ ہجری

واضح ہو کہ درمیان ماہ جمادی الآخر سنہ ۹۶ کے ولید بن عبدالملک بن مروان بھی فوت ہوا۔ اس نے خلافت نو برس سات مہینے کی۔ وہ مروان کے گھر میں فوت ہوا اور دمشق کے چھوٹے دروازے کے باہر مدفون ہوا اور اس کے چچا کے بیٹے عمر بن عبدالعزیز نے اس پر نماز پڑھی اور عمر اس کی بیالیس برس چھ مہینے کی تھی۔ اس شخص کی ناک ہمیشہ بہا کرتی تھی اور بیٹے اس کے اٹھارہ تھے۔ اور اسی نے مسجد دمشق بنوائی ہے۔ اس کی تعمیر کے واسطے کاریگر بلاد روم اور تمام بلاد اسلام سے بلائے تھے۔ اس مسجد کے پہلو پر ایک گرجا گھر تھا' وہ نصاریٰ کے سپرد کر دیا تھا۔ بہ سبب اس کے کہ نصف شہر ان کے عمل میں تھا اور نصف میں جو فتح کیا تھا' مسلمانوں کا عمل تھا۔ اس گرجا گھر کو کنیسہ ماریحنا کہا کرتے تھے۔ ولید نے اس کو ڈھا کر جامع مسجد میں ملا لیا اور ولید بولنے میں غلطی کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک اعرابی نے آ کے اپنے داماد کی نالش کی۔ اس کو ولید نے کہا کہ ماشانک' یعنی کیا حال ہے تیرا' لیکن چونکہ بفتح نون کہا تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ کیا برائی ہے تجھ میں۔ اعرابی نے کہا کہ اعوذ باللہ من الشین یعنی پناہ مانگتا ہوں میں اللہ سے برائی کی۔ سلیمان بن عبدالملک نے کہا کہ امیر المومنین یہ کہتے ہیں کہ ماشانک بضم نون۔ یعنی کیا حال ہے تیرا؟ اعرابی نے کہا کہ میرے ختن نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ ولید نے کہا کہ من ختنک بفتح نون یعنی کس نے ختنہ کیا ہے تیرا۔ اگر بضم نون کہتا تو مراد ہوتی کہ کون داماد ہے تیرا؟ اعرابی نے کہا کہ میرا ختنہ کسی حجام نے کیا ہے۔ میں تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ سلیمان بن عبدالملک نے کہا کہ کون ہے داماد تیرا یعنی من ختنک بضم نون۔ اس نے کہا کہ یہ ہے اپنے

مخاصم کی طرف اشارہ کر دیا۔ اور باپ اس کا عبدالملک بہت فصیح تھا۔ اپنے بیٹے کی لکنت سے بہت ہی ناخوش ہو گئے تھے ان کو بھی غلط فصیح کہا کرتے تھے۔ چنانچہ اس نے کہا کہ اے بیٹے کہ تو اس لائق نہیں ہے کہ عرب کے ملک کی حکومت کرے کیونکہ تیری زبان میں لکنت بہت ہے اس لئے اس کو گھر میں بٹھلا کر ایک معلم اس کے لئے مقرر کیا جو اعراب صحیح سکھلا دیوے۔ چنانچہ ولید نے ایک مدت تک اعلاب سیکھا لیکن جیسے پہلے تھے ویسے ہی بدتر ہو کر نکلے یعنی کچھ نہ آیا۔

سلیمان بن عبدالملک

یہ ساتواں خلیفہ خلفائے بنی امیہ کا ہے جب ان کا بھائی ولید مر گیا اس وقت لوگوں نے ان کو خلافت کی بیعت درمیان جمادی الآخر ۹۶ھ کے کی اور سلیمان مذکور وقت وفات ولید کے درمیان شہر رملہ کے تھا۔ جب ان کو اپنے بھائی ولید کے مرنے کی خبر پہنچی بعد اس کے وہ دمشق میں آیا اور اچھی خصلت سے پیش آیا اور سب کے ظلم اور جور کو اس نے دور کیا اور اپنے چچا کے بیٹے عمر بن عبدالعزیز کو اپنا وزیر بنایا۔ اسی سن میں مسلمہ بن عبدالملک نے سال غزہ پر غزوا اور جہاد کیا۔

۹۷ اور ۹۸ ہجری

درمیان ان سالوں کے سلیمان بن عبدالملک نے لشکر لے کر واسطے جنگ قسطنطنیہ کے خروج کیا تھا۔ اور موضع دابق پر اتر کر حکم دیا کہ اس جائے اقامت کرنی چاہیے جب تک فتح نہ ہو۔ چنانچہ قسطنطنیہ کی طرف مسلمہ نے موسم بہار پورا کیا۔ اور لوگوں نے اس جائے کھیتی بوئی اور کاٹی اور کھائی اور مسلمہ اہل قسطنطنیہ پر زور لگائے ہوئے پڑا رہا۔ یہاں تک کہ خبر آئی کہ سلیمان مر گیا اور اسی سال میں یزید بن مہلب بن ابی صفرہ والی خراسان نے جو کہ سلیمان بن عبدالملک کی طرف

Presented by Ziaraat.Com

سے خراسان کا عامل تھا' جرجان اور طبرستان فتح کیا۔

وفات سلیمان بن عبدالملک ۹۹ ہجری

اسی سال میں درمیان ماہ صفر کی سلیمان بن عبدالملک نے وفات پائی۔ اس نے خلافت دو برس اور آٹھ مہینے کی۔ عمر اس کی پینتالیس برس کی تھی۔ اس شخص نے مقام دابق میں زمین قنسرین سے ہے' وفات پائی۔ مگر وہ بارادہ لڑائی آمادہ و مہیا تھا کہ دشمن اجل نے اس پر غلبہ پایا۔ ان ایام میں اس کا بھائی مسلم قسطنطنیہ پر اترا ہوا تھا۔ حلیہ سلیمان کا یہ ہے کہ رنگ گندم گوں خوبصورت آدمی تھا' مگر کچھ اس کے بدن میں کج تھا۔ اور خصلت اس کی اچھی تھی۔ عورتوں کو بہت چاہتا تھا۔ اور کھانا بھی بہت تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حج کرنے گیا۔ حجاز میں چونکہ گرمی بہت تھی اس لئے وہ طرف طائف کے واسطے طلب برودت کے گیا۔ وہاں اس کے پاس انار لائے گئے۔ اس نے ستر انار کھائے۔ پھر ایک بکرا منگوایا اور چھ مرغیاں وہ بھی کھا گیا۔ پھر منقی طائف کا اس کے سامنے لائے۔ اس میں سے منقی کے دانے کھا گیا۔ اس اثناء میں اس کو اونگھ آئی۔ سو رہا۔ جب سو کر اٹھا موافق عادت کے کھانا حاضر ہوا' وہ بھی چٹ کر گیا۔ اسی روز بہ سبب بہت کھانے کے مر گیا۔ اور بعضے یہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے پاس ایک نصرانی دو ٹوکری بھری ہوئی انجیر' انڈے کی لے کر آیا۔ وہ دابق کے اوپر اترا ہوا تھا۔ اس نے ایک شخص کو حکم دیا کہ انڈوں کے چھلکے دور کرتا جا' وہ شخص انڈا چھیل کر دیتا تھا۔ اور ایک انڈا اور اس پر ایک انجیر کھاتا جاتا تھا۔ اسی طرح دونوں ٹوکرے خالی کر دیئے اور پھر ہڈیوں کے گودے میں شکر ملا کر کھائی۔ اس لئے تخمہ کی بیماری پا کر مر گیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی اس نے دفن بھی کیا۔ یہ خلیفہ غیرت مند بہت تھا۔ چنانچہ سب مخنثوں کو حکم دیا۔ جو مدینہ میں تھے کہ ان کو خصی کر ڈالنا چاہیے۔ چنانچہ اس کے عامل نے جو ابوبکر بن محمد بن عمر انصاری تھا سب کو خصی کر ڈالا۔

Presented by Ziaraat.Com

عمر بن عبدالعزیز

واضح ہو کہ عمر بن عبدالعزیز بیٹا مروان بن الحکم کا ہے۔ وہ بیٹا ابی العاص بن امیہ کا اور وہ عبدالشمس کا وہ عبد مناف کا ہے۔ یہ شخص آٹھواں خلیفہ خلفائے بنی امیہ سے ہے۔ والدہ عمر بن عبدالعزیز کی ام عاصم بن عمر بن الخطاب کی ہے۔ اس کی خلافت کے واسطے سلیمان بن عبدالعزیز نے حالت بیماری سخت میں درمیان دابق کے وصیت کر دی تھی۔ جب وہ مر گیا تب یہ درمیان ماہ صفر ۹۹ھ کے خلیفہ ہوا اور لوگوں نے اس کی بیعت کی۔

واضح ہو کہ جمیع خلفائے بنی امیہ کے حضرت علی کو ابتدائے ۴۱ھ سے یعنی اس سال سے جس میں کہ حضرت امام حسن خلافت سے دستبردار ہوئے اول سال ننانویں تک یعنی آخر ایام وفات سلیمان بن عبدالملک تک برا منبروں پر چڑھ کر کہا کرتے اور ان پر تبرا بھیجا کرتے۔ جب عمر خلیفہ ہوا اس نے رسم بد کو موقوف کیا اور اپنے تمام نائبوں کو لکھا کہ اس رسم بد کو باطل کریں۔ چنانچہ بروز جمعہ خطبہ پڑھا اور آخر خطبہ میں یہ آیت پڑھی کہ **ان اللہ یامرک بالعدل و الاحسان و ایت ذالقربی و ینھی عن الفحشاء و المنکر و البغی یعظکم لعلکم تتقون** ○ ترجمہ یہ ہے کہ "اللہ تعالی حکم فرماتا ہے اس بات کا کہ عدل اور انصاف اور احسان لوگوں پر کرو اور رشتہ داروں اور حق داروں کا حق دو اور برے کلمے منہ سے نہ نکالو۔ بغاوت اختیار نہ کرو' اللہ نصیحت کرتا ہے تم کو تاکہ تم یاد رکھو۔" اس روز سب علی موقوف ہو گیا۔ سب خطیبوں نے اس آیت کا پڑھنا خطبہ میں مقرر کیا۔ اس کار خیر کے باعث سے کثیر بن عبدالرحمن خزاعی نے اس خلیفہ کی مدح کی تھی۔

وفات عمر بن عبدالعزیز

Presented by Ziaraat.Com

پوشیدہ نہ رہے کہ درمیان سال ایک سو ایک ہجری کے عمر بن عبدالعزیز پچیسویں تاریخ رجب کو دن جمعہ کے خناصرہ میں فوت ہوئے۔ اور دیر سمعان میں مدفون ہوئے۔ بعضے یہ کہتے ہیں کہ دیر سمعان ہی میں انتقال ہوا۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔ قاضی جمال الدین بن واصل مولف ایک تاریخ کا جس سے یہ میں نقل کرتا ہوں کہتے ہیں کہ ظاہراً" میرے نزدیک دیر سمعان معروف بنام دیر نقیرہ ہے جو کہ مضافات معرۃ النعمان سے ہے۔ قبر اس کی وہاں مشہور ہے۔ اور اکثر ناقلین بیان کرتے ہیں کہ یہ شخص زہر کھا کر مرا۔ باعث اس کا یہ کہتے ہیں کہ بنی امیہ نے یہ خیال کیا کہ اگر یہ شخص مدت دراز تک جیتا رہا تو ہمارے ہاتھ سے سلطنت گئی کیونکہ بعد اس کے ایسا کوئی مرد جس کو وہ اس کار کے لائق جانے گا" مقرر کرے گا۔ اس لئے انہوں نے کچھ درنگ نہ کی۔ جلدی سے اس کو شربت سم آمیز پلا کر مار ڈالا۔ پیدائش اس کی مصر کی ہے۔ بموجب ایک قول کے ۶۱ھ میں پیدا ہوا۔ خلافت کل دو برس پانچ مہینے کی۔ عمر اس کی چالیس برس چند مہینے کی ہوئی۔ اس کے چہرہ پر چونکہ ایک داغ نیزہ کا تھا حالت صغر سن میں اس واسطے اس کو اشج کہا کرتے تھے اور یہ ہوا اور تمام خلفائے راشدین کا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

یزید بن عبد الملک بن مروان

معلوم ہو کہ یزید بیٹا ہے عبد الملک کا جو مروان بن الحکم کا وہ ابی العاص کا وہ امیہ کا وہ عبد الشمس کا وہ عبد مناف کا۔ یہ تقریباً نواں خلیفہ ہے اور ماں اس کی عاتکہ بیٹی یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کی ہے اس کی بیعت خلافت بعد مرنے عمر بن عبد العزیز کے درمیان ماہ رجب ۱۰۱ ہجری کے ہے بہ سبب اس وعدہ کے جو سلیمان بن عبد الملک نے اس سے کیا تھا کہ بعد عمر کے تو خلیفہ ہو گا ہوئی اور درمیان ایام یزید بن عبد الملک کے یزید بن مہلب بن ابی صفرہ نے خروج کیا اس کے پاس بہت لوگ جمع ہو گئے تھے یزید نے اپنے بھائی مسلمہ کو واسطے لڑائی کے بھیجا چنانچہ ۱۰۲ھ میں یزید بن المہلب اور تمام اولاد مہلب بن ابی صفرہ مارے گئے یہ لوگ کرم اور شجاعت میں بہت مشہور ہیں۔

۱۰۲ ہجری

اسی سال میں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود ایک فقیہ تھا جو مدینہ میں تھے فوت ہوا تھے عبید اللہ کو بھتیجا عبد اللہ بن مسعود کا صحابی جانتے ہیں۔ فقہاء سبعہ ہیں جن سے علم فقہ اور علم فتویٰ کا پھیلا ہے اب ہم ان کو ترتیب وار بیان کرتے ہیں۔

اول ان میں کا عبید اللہ مذکور ہے یہ شخص بڑے علماء تابعین سے ہے اس نے بہت صحابہ سے ملاقات کی ہے اور دوسرا عروہ ابن زبیر بن العوام بن خویلد القرشی ہے۔ اس شخص کا باپ صحابہ عشرہ مبشرہ بالجنۃ سے ہے اور والدہ عروہ کی اسما بیٹی ابی بکر کی ہے یہی عورت ذات النطاقین سے مشہور تھی۔ یہ حقیقی بھائی عبد اللہ بن زبیر کا ہے۔ جو کہ والی خلافت تھا۔ اس عالم نے درمیان ۹۳ھ کے اور بعضے کہتے ہیں کہ چورانویں سنہ میں وفات پائی۔ پیدائش اس کی ۲۲ھ میں

Presented by Ziaraat.Com

ہوئی تھی۔ تیسرا فقیہہ مدنی قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔ یہ فاضل اپنے زمانہ میں سب سے افضل تھا۔ باپ اس کا محمد بن ابی بکر ہے جو مصر میں مقتول ہوا' جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا۔ چوتھا فقیہہ سعید ابن المسیب بن حزن بن ابی وہب قرشی ہے۔ یہ شخص علم حدیث اور فقہ کا جامع تھا اور زاہد اور عابد بھی تھا۔ دو برس خلافت عمر سے گزر چکے تھے۔ جب یہ پیدا ہوا اور ۹۱ھ یا ۹۴ھ میں بر سبیل اختلاف وفات پائی۔ پانچواں فقیہہ سلیمان بن یسار غلام حضرت میمونہ زوجہ مطہرہ جناب رسول اللہ کا ہے۔ وہ روایت ابن عباس اور ابی ہریرہ اور ام سلمہ سے کرتا ہے۔ اس نے ۱۰۷ھ میں اور بعضے کچھ اور بیان کرتے ہیں' وفات پائی۔ عمر اس کی تہتر (۷۳) برس کی تھی۔ چھٹا فقیہہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام بن المغیرہ المخزومی القرشی ہے۔ اس شخص کی کنیت اور نام ایک ہے۔ یہ عالم سادات تابعین میں سے ہے۔ اس کو راہب قریش کہا کرتے تھے۔ دادا اس کا الحارث ہے جو کہ بھائی ابوجہل بن ہشام کا تھا۔ اس ابوبکر مذکور نے درمیان ۹۴ھ کے وفات پائی۔ خلافت عمر بن الخطاب میں پیدا ہوا۔ ساتواں خارجہ ابن زید بن ثابت انصاری ہے۔ باپ اس کا زید بن ثابت جو اکابرین صحابہ سے مشہور تھا' جس کے حق میں رسول خدا نے ارشاد کیا تھا۔ کہ زید بہت فرائض جانتا ہے۔ خارجہ مذکور درمیان ۹۹ھ کے فوت ہوا۔ بعضے کہتے ہیں کہ ۱۰۰ھ میں فوت ہوا۔ درمیان مدینہ کے بہر تقدیر اس نے حضرت عثمان ابن عفان کا زمانہ دیکھا ہے۔ یہ سات فقیہہ فقہا مدینہ کے مشہور ہیں۔ انہی سے فتویٰ اور علم فقہ پھیلا۔ ہر چند کہ ان کے طبقہ میں اور بھی فاضل تھے لیکن مثل سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب وغیرہ کے اور لوگ ذکر نہیں کئے گئے۔ سالم مذکور درمیان ۱۰۶ھ کے فوت ہوا۔ اور بعضے اور سنہ بیان کرتے ہیں یہ بھی بڑے نامور علماء تابعین سے ہے۔ ہر چند کہ اور مواضع مختلفہ میں وفات تابعین مذکورین کی بیان ہوئی ہیں لیکن میں نے مجتمعہ" واسطے ضبط اور یاد کے ذکر کر دیا ہے۔

سنہ ۱۰۳ اور ۱۰۴ اور ۱۰۵ ہجری

Presented by Ziaraat.Com

اس سال یعنی ۵ھ میں پچیسویں تاریخ شعبان کو یزید بن عبدالملک نے وفات پائی۔ عمر اس کی چالیس برس کی تھی۔ بعضے کچھ اور بیان کرتے ہیں اور چار برس ایک مہینے تک خلافت کی۔ یزید مذکور نے اپنے بھائی ہشام کو ولی عہد اپنا کر دیا تھا۔ پھر اپنے بیٹے ولید بن یزید بن عبدالملک کے واسطے وصیت کی تھی کہ وہ خلیفہ ہوا۔ یہ یزید مذکور واہیات اور گانے بجانے اور خوشی میں رہتا تھا۔ اس کے پاس دو عورتیں تھیں۔ ایک مسماۃ حبابہ' دوسری سلامتہ القس۔ ان دونوں پر مبتلا رہتا تھا۔ اور فریفتہ بہت تھا۔ چنانچہ بعد حبابہ کے مرنے کے سترہ دن بعد آپ بھی بہ سبب فرط عشق کے مر گیا اور سلامتہ القس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عمار بہ سبب عبادت کے قس کہلاتا تھا۔ یہ شخص فقیہہ تھا۔ ایک دفعہ سلامہ کے استاد کے گھر پر گیا۔ اور سلامہ کا گانا سنا اور اس پر عاشق ہو گیا۔ اور وہ اس کی دیوانی ہو گئی۔ پھر باہم مجتمع ہو گئے اور سلامہ نے اس کو کہا کہ میں تجھ کو چاہتی ہوں۔ اس نے کہا کہ میں بھی تجھ پر مرتا ہوں۔ سلامہ بولی کہ اگر کہو تو ایک بوسہ آپ کا لوں۔ اس نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ سلامہ بولی کہ پھر کون مانع ہے۔ اس نے کہا کہ پرہیزگاری اور تقویٰ خدا کا۔ یہ کہہ کر کھڑا ہو گیا۔ اور چلا گیا۔ اسی واسطے سلامتہ القس سبب عبدالرحمٰن مذکور نام رکھا گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

ہشام بن عبدالملک ۱۰۵ھ

واضح ہو کہ یہ دسواں خلیفہ خلفائے بنی امیہ میں سے ہے۔ عمر اس کی بوقت خلیفہ ہونے کے چونتیس برس کی تھی اور جب یزید کی بیماری بڑھی بوقت وفات یزید بن عبدالملک کے ہشام درمیان شہر رصافہ کے تھا۔ اس کے پاس قاصد آیا اور وہاں سے سوار ہو کر دمشق کو گیا۔

سنہ ۱۰۶ تا ۱۱۰ ہجری

اسی سال میں حضرت حسن بن ابی الحسن بصری نے وفات پائی۔ ان کی پیدائش ایام خلافت حضرت عمر میں ہوئی تھی اور یہ بڑے تابعین میں سے ہیں اور اسی سال میں محمد ابن سیرین نے بھی وفات پائی۔ ان کے باپ کا نام سیرین تھا۔ سیرین غلام انس بن مالک کا تھا۔ انس مذکور نے اس سے مکاتبت کر لی تھی اگر اتنا روپیہ تو مجھ کو دیدے تو تو آزاد ہے۔ چنانچہ اس نے مال ادا کر کے آزادی پائی اور یہ منجملہ خالد بن ولید کے گرفتاروں میں سے تھا۔ ابن محمد بن سیرین مذکور نے بہت صحابہ سے روایت کی ہے۔ ازاں جملہ ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ ابن الزبیر وغیرہ ہیں اور یہ شخص بڑے نامور تابعین میں سے ہے۔ اس کو فن تعبیر خواب میں بڑی دست قدرت تھی۔

سنہ ۱۱۱ تا ۱۲۶ ہجری

انہی سالوں میں باقر محمد بن زید العابدینؑ بن الحسینؑ بن علی بن ابی طالب جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، بادیہ پیمائے ملک بقا ہوئے۔ بعض ان کی وفات [illegible] اور بعض ۱۱۷ھ اور بعض ۱۱۸ھ میں بیان کرتے ہیں۔ ان کی عمر تہتر برس کی تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

اور انہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ میرے ہی کرتے میں جس سے میں نماز پڑھا کرتا ہوں، کفن دینا اور باقر ان کو بہ سبب تبحر علوم کے کہا کرتے تھے۔ پیدائش ان کی ۵۷ھ میں ہوئی۔ جبکہ ان کے جد بزرگوار حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے، اس وقت ان کی عمر تین برس کی تھی۔ ان کی وفات درمیان حمیمہ کے جو کہ ایک شہر ہے شیراز کا وہاں ہوئی، لیکن آپ کا جنازہ وہاں سے بقیع میں مدفون کیا گیا تھا۔

۱۱۷ہجری

درمیان اسی سال کے یا بموجب قول بعض کے ایک سو بیس سنہ میں نافعہ غلام حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب کا فوت ہوا۔ ان کو ان کے مولا عبداللہ نے کسی لڑائی میں زخم پہنچایا تھا۔ یہ نافعہ مذکور بڑے تابعین میں سے گزرا ہے۔ اپنے آقا عبداللہ اور ابا سعید خدری سے بہت کچھ اس نے سنا اور نافع الزہری اور مالک بن انس سے اس نے روایتیں کی ہیں۔ اہل حدیث کہتے ہیں کہ امام شافعی حضرت مالک ابن انس سے روایت کرتے ہیں اور وہ نافع سے اور نافع ابی عمر سے۔ یہ گویا لڑی اور ایک سلسلہ سونے کا بہ سبب جلیل الشان ہونے ہر ایک راوی کے ان راویوں میں سے ہے۔

۱۱۸۔۱۱۹ہجری

ان سالوں میں مسلمانوں نے ترکستان کے ملکوں میں لڑائی کی۔ اور فتح مند ہوئے اور بہت کچھ مال غنیمت لائے اور بہت ترکوں کو قتل کیا اور خاقان سلطان ترک کو بھی مار ڈالا۔ اس لڑائی کا سپہ سالار مسلمانوں میں سے اسد بن عبداللہ القسری تھا۔

۱۲۰ہجری

Presented by Ziaraat.Com

اس سال میں ابو سعید عبداللہ بن کثیر نے جو ایک قاری قراء سبعہ سے ہے، انتقال کیا۔

۱۲۱ ہجری

اس سال میں مروان ابن محمد بن مروان نے صاحب السریر سے (یہ جزیرہ ارمینیہ پر تھا) جہاد کیا۔ چنانچہ صاحب السریر نے ہر سال ستر ہزار راس بطور جزیہ کے دینے مان لئے۔ انہی سالوں میں مسلمہ ابن عبدالملک نے بلاد روم میں لڑائی کی اور وہاں سے قلعے فتح کئے۔ اور مال لوٹ لایا۔ اسی سال میں نصر بن سیار نے بلاد ماوراء النہر پر جہاد کیا اور ترکستان کے بادشاہ کو مار ڈالا۔ پھر فرغانہ میں جا کر بہت لوگوں کو گرفتار کیا اور درمیان ۱۲۱ھ کے یا بموجب ایک قول کے ۱۲۲ھ میں حضرت زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب نے کوفہ میں خروج کر کے لوگوں کو اپنی طرف بلایا۔ چنانچہ بہت لوگوں نے ان کی بیعت کی۔ ان ایام میں کوفہ کا والی جانب ہشام سے یوسف بن عمر الثقفی تھا۔ اس نے لشکر جمع کر کے حضرت زید سے جنگ کی۔ آپ کی پیشانی پر ایک تیر بہت سختی سے آ کر لگا۔ ہر چند لوگوں نے گھر میں لے جا کر تیر کھینچا لیکن طائر روح انکا روضہ جنت کو فوراً اڑ گیا۔ جبکہ یوسف والی کوفہ کو آپ کے شہید ہو جانے کی خبر پہنچی ان کی تلاش کی اور لاشہ ان کا منگوا کر سر کاٹ کر ہشام بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔ اور لاش کو سولی دی۔ ہشام نے اس سر کو دمشق میں ٹنگوا دیا۔ جب تک ہشام زندہ رہا اتنی ہی مدت تک وہ لاشہ سولی پر لٹکا رہا۔ جب ہشام مر گیا اور ولید خلیفہ ہوا اس نے حکم کیا کہ اس لاش کو جلوا دو۔ چنانچہ حسب الحکم ان کی لاش جلائی گئی۔ بروقت شہادت حضرت امام حسینؑ کے زید کی عمر ایک برس کی تھی۔

۱۲۲ ہجری

Presented by Ziaraat.Com

اس سال میں ایاس ابن معاویہ بن قرۃ المزنی جو کہ مشہور بفراست و ذکا تھے اور ایام خلافت عمر بن عبدالعزیز میں بصرہ کے قاضی تھے' فوت ہوئے۔

۱۲۳ - ۱۲۴ ہجری

اسی سال میں اور بعض کہتے ہیں کسی اور سال میں محمد بن مسلم بن عبداللہ بن شہاب القرشی نے وفات پائی۔ عمر ان کی تہتر برس کی تھی۔ یہی مشہور بنام زہری ہیں۔ یہ نسبت طرز زہرہ بن کلاب کے ہے۔ یہ زہری مذکور بڑے عالم تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے دس صحابہ کو دیکھا اور زہری سے بہت لوگوں نے آئمہ میں سے مثل مالک اور سفیان الثوری وغیرہ کے روایت کی ہے۔ عادت زہری کی یہ تھی کہ جب اپنے گھر میں بیٹھتے کتابوں کو اپنے اردگرد رکھتے اور ہر ایک کتاب کے مطالعہ میں مشغول رہتے۔ اس کی بیوی تنگ ہو کر کہا کرتی کہ قسم خدا کی یہ کتابیں مجھ پر تین سوت ہونے سے زیادہ بھاری ہیں۔

وفات ہشام ۱۲۵ ہجری

اسی سن میں ہشام ابن عبدالملک درمیان رفاقہ کی چھٹی تاریخ ربیع الاول کو فوت ہوا۔ ایام خلافت انیس برس کچھ اوپر نو مہینے ہیں۔ بیماری اس کو درد حلق کی تھی۔ عمر پچپن برس کی پائی۔ جب ہشام مرگیا تو لوگوں نے تہترا واسطے گرم پانی غسل میت کے طلب کیا۔ عیاض منشی ولید نے تہترا بھی نہ دیا کیونکہ اس نے ولید کی ملکیت سب ضبط کر دیا تھا جو اس کے پاس موجود تھا۔ اور اس پر مہر کر دی تھی۔ ہمسایوں میں سے اس کے واسطے قمقمہ مانگ لائے۔ اس مانگے ہوئے برتن میں غسل کا پانی گرم کیا۔ رصافہ میں دفن کیا۔ ہشام آنکھوں میں بہت بھینگا تھا۔ اس نے پیچھے اپنے چند بیٹے چھوڑے۔ ایک ان میں کا ابو عبدالرحمٰن سے جو

Presented by Ziaraat.Com

اندلس میں جا کر اس کا مالک ہو گیا' جبکہ سلطنت بنی امیہ کی جاتی رہی تھی اور ہشام استوار و مضبوط عقل کا عزیز العقل اور علم سیاست اور انتظام کا عالم تھا۔ شہر رضافہ ہشام کا بنایا ہوتا ہے۔ چنانچہ اسی کی طرف اس کو منسوب کر کے رصافہ ہشام کہتے ہیں۔ واقعہ میں وہ شہر رومیہ کا تھا لیکن خراب و ویران ہو گیا تھا۔ اس کی آب و ہوا بہت اچھی تھی۔ یہ شہر اس واسطے اس نے بنایا تھا کہ خلفائے بنی امیہ وبا کے ڈر سے جنگلوں میں بھاگ جایا کرتے تھے اس واسطے ہشام نے رصافہ اختیار کیا کیونکہ وہاں کی زمین اچھی تھی۔ وہاں دو محل بنائے۔ اس میں ایک دیر مشہور ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ولید بن یزید بن عبدالملک

واضح ہو کہ یہ گیارہواں خلیفہ خلفائے بنی امیہ میں سے ہے۔ بعد وفات ہشام مذکور کے ولید بن یزید بن عبدالملک کے پاس نامے لوگوں کے پہنچے۔ ولید ایک جنگل میں درمیان ارزق کے ہشام سے ڈرتا ہوا رہا کرتا تھا اور ولید کے یار اور وہ خود برے حال میں پھنسے ہوئے تھے۔ ان پر بہت تنگی تھی۔ اسی اثناء میں ہشام کے مرنے کی خبر سن کر خوش ہوا اور تیسری تاریخ ربیع الاول ۱۲۵ھ میں بروز چار شنبہ ولید کی بیعت ہوئی۔ مگر ولید نے شراب پینا اور راگ سننا اور عورتوں سے صحبت کرنا شروع کیا اور لوگوں پر خراج بہت بڑھایا۔ پھر اہل شام پر بڑھا دیا۔ اور جو اس سے سوال کیا جاتا تھا کبھی جواب نہیں کہتا تھا۔

تمام ہوئی نقل تاریخ قاضی جمال الدین بن واصل کی اس جا تک اب ہم شروع کرتے ہیں اس جا نقل تاریخ ابن اثیر کامل سے۔ اسی سال میں یعنی ۱۲۵ھ میں قاسم بن ابی بر مشہور قاری نے وفات پائی۔

۱۲۶ ہجری

اسی سال میں ولید بن یزید بن عبدالملک نے خالد بن عبداللہ القسری کو یوسف بن عمر کے حوالہ کیا۔ یہ عامل اس کی طرف سے عراق پر تھا۔ اس نے خالد مذکور کو عذاب دے کر قتل کیا۔

قتل ولید بن یزید

اسی سال میں ولید مقتول ہوا۔ حال اس کا یہ ہے کہ اس کو یزید بن ولید بن عبدالملک نے جس کو یزید ناقص کہا کرتے تھے، درمیان جمادی الاخر ۱۲۶ھ کے

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

بہ سبب کثرت عشق اور لہو و لعب اور شرب خمر اور ہم صحبی فساق کی نے مار ڈالا۔ بات یہ تھی کہ جب اس کا فسق و فجور حد سے تجاوز کر گیا تو یہ امر تمام رعیت اور لشکر پر گراں گزرا اور ہشام کی اور ولید کے چچا زاد بھائیوں نے بھی بہت ایذا اٹھائی تھی۔ اس لئے اس کو نسبت بکفر کیا اور کہا کہ یہ شخص اپنے باپ کے جوڑوں پر چڑھتا ہے۔ یہ بات مشہور کر کے یزید نے اپنی بیعت لوگوں سے کرائی۔ چنانچہ یمن کے آدمی سب اس کی طرف ہو گئے۔ ہر چند کہ عباس بن ولید بن عبدالملک نے اس بات سے اس کو منع بھی کیا اور تہدید بھی کی لیکن یزید نے یہ بات اپنے بھائی سے پوشیدہ رکھی۔ اور یزید جنگل دمشق ناساز وار میں رہا کرتا تھا۔ جب اس کا کار بخوبی انجام ہو گیا' دمشق کو اس نے پوشیدہ کوچ کیا۔ اپنے ہمراہ سات آدمی لئے۔ اس جنگل سے دمشق چار روز کا راہ تھا۔ وہ بجرود پر جو ایک منزل دمشق کی ہے' آ کر اترا اور رات کے وقت دمشق میں گیا۔ وہاں کے اکثر باشندوں نے اس کی بیعت کی۔ ولید کی طرف سے جو دمشق کا عامل عبدالملک بن محمد بن الحجاج تھا' وہ وبا کے زور و شور سے ڈر کر ایک گاؤں میں جو بنام قطن مشہور تھا' جا اترا تھا۔ اس لئے یزید نے بے خوف دمشق میں ظہور کیا۔ اس کے ہمراہ تمام لشکر اور رعیت ہو گئی۔ اس نے دو سو سوار واسطے پکڑنے عبدالملک مذکور عامل ولید کے جو دمشق پر مقرر تھا' قطن پر بھیجے۔ انہوں نے اس کو پکڑ لیا اور امن دینے کا وعدہ کیا۔ بعد ازاں یزید نے ایک لشکر ولید بن عبدالملک کے پکڑنے کے واسطے تیار کر کے بھیجا۔ اس لشکر کا سپہ سالار عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک تھا۔ جب یزید بن ولید نے دمشق میں ظہور پکڑا اس وقت بعضے ولید کے غلاموں نے اس کے پاس آ کر یہ خبر دی کہ ولید مقام اعذق میں ہے' جو کہ مضافات عمان سے ہے' اس لئے ولید نے بحیرہ پر آ کر نعمان بن بشیر کے محل تک پہنچ کر عبدالعزیز کے اوپر آ پڑا۔ ان دونوں میں لڑائی ہونے لگی۔ اور عباس ابن ولید بن عبدالملک جو بھائی یزید مذکور کا تھا' وہ چاہتا تھا کہ اپنے باپ ولید کے ہمراہ اس کی کمک کروں اور بھائی پر چڑھائی کروں۔ لیکن عبدالعزیز نے منصور بن جمہور کو عباس کے پیچھے بھیجا اور زبردستی سے اس کو پکڑ کر عبدالعزیز کے پاس حاضر کیا۔

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

Presented by Ziaraat.Com

یزید ابن ولید بن عبدالملک

واضح ہو کہ یہ بارہواں خلیفہ خلفائے بنی امیہ سے ہے۔ اٹھائیسویں تاریخ جمادی الاخر ۱۲۶ھ کو یزید الناقص مسند خلافت پر بیٹھا اور وجہ تسمیہ یزید ناقص کی یہ ہے کہ وہ عشر جو ولید نے خراج میں رعیت پر ٹھہرا دیا تھا' وہ اس نے ناقص اور کم کر دیا تھا اور جو خراج ہشام کے وقت میں مقرر تھا' وہی سابق دستور رہنے دیا۔ اس لئے اس کو یزید ناقص کہتے ہیں جب ولید مارا گیا اور یزید مسند خلافت پر بیٹھا اس وقت اہل حمص نے اس سے بغی ہو کر اس کے بھائی عباس کے گھر پر چڑھائی کی اور اس کا سب مال لوٹ لیا اور اس کے حرم کو چھین لے گئے اور ارادہ کیا کہ یزید سے چل کر دمشق پر لڑیں۔ اس لئے یزید نے لشکر آمادہ کر کے ان کے مقابلہ کے واسطے روانہ کیا۔ جانبین کا مقابلہ ثنیۃ العقاب میں ہوا۔ یہ لڑائی بہت بھاری ہوئی مگر حمص والوں کو شکست ہوئی اور یزید ان پر غالب آیا۔ ان سے بھی بیعت کروائی۔ پھر ایک اور یہ گل کھلا کہ باشندگان فلسطین نے یزید مذکور کے عامل پر تاخت لا کر فلسطین سے نکال دیا اور یزید بن سلمان بن عبدالملک کو اپنا سردار بنا لیا۔ اس نے سب کو یزید ناقص کی لڑائی کے واسطے فراہم کیا۔ سب نے مان لیا۔ یزید کو جب یہ خبر پہنچی اس نے ایک لشکر ہمراہ سلیمان بن ہشام بن عبدالملک کے روانہ کیا۔ اور سرداران فلسطین کو کچھ ڈرایا کچھ منایا' غرضیکہ ان کو بھی اس نے توڑ لیا۔ جب سلیمان لشکر لے جا کر جا پڑا سب الگ الگ ہو گئے۔ مگر لشکر نے یزید بن سلیمان بن عبدالملک کا تعاقب کر کے اس کو لوٹا۔ پھر سلیمان بن ہشام بن عبدالملک طبریہ میں جا کر اترا اور یزید ناقص کے نام کی بیعت کروائی۔ وہاں سے کوچ کر کے الرملہ آیا۔ وہاں کے باشندوں سے منصور ابن جمہور کو اس کا عامل مقرر کیا اور عراق کے ساتھ خراسان بھی ملا دیا۔ یہ حال دیکھ کر نصر بن سیار درمیان خراسان کے بغی ہو گیا۔ اس نے نامنظور کیا۔ پھر یزید ابن ولید نے منصور بن جمہور کو عراق سے معزول کیا اور وہاں کا والی عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز مقرر

Presented by Ziaraat.Com

ہوا۔ اور اسی سال یعنی ۱۲۶ھ میں مروان بن محمد' یزید سے پھر گیا۔ اسی سال میں یزید ناقص مذکور نے بیسویں تاریخ ذوالحجہ میں عالم بقا کو کوچ کیا۔ اس نے پانچ مہینے بارہ روز خلافت کی اور دمشق میں مرا۔ عمر اس کی چھیالیس برس کی تھی۔ بعضے کہتے ہیں تیس برس کی تھی۔ اور بعض اور کچھ بیان کرتے ہیں۔ بہرکیف گندم گوں طویل القامت چھوٹا سر' خوبصورت آدمی تھا۔ جب یزید ابن ولید مر گیا اس کے بعد اس کا بھائی ابراہیم جو تیرھواں خلیفہ خلفائے بنی امیہ کا ہے' مسند پر بیٹھا مگر اس کی سلطنت تمام نہ ہونے پائی کیونکہ کبھی وہ امیر تصور کیا جاتا تھا۔ اور کبھی ایک شخص مثل رعایا کے۔ اس طور پر چار مہینے ٹھہرا۔ بعضے کہتے ہیں ستر روز خلافت غیر مستقل کی۔ اسی سال میں عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق فوت ہوا۔ اور اسی سال میں ابو جمرہ یاران عباس کا بھی فوت ہوا۔

۱۲۷ ہجری

اس سال میں مروان ابن محمد بن مروان بن الحکم دیار جزیرہ نے شام کا قصد کیا تاکہ ابراہیم ابن ولید کو خلافت سے دور کرے۔ جب وہ قنسرین کے پاس پہنچا۔ سب وہاں کے باشندے اس کے ہمراہ ہو گئے اور ساتھ ہوئے۔ جب حمص کے پاس پہنچا وہاں کے باشندوں نے بھی اس کی بیعت کی اور ہمراہ ہو گئے۔ جبکہ مروان دمشق کے پاس آ گیا اس وقت ابراہیم نے اس کے لڑنے کے واسطے لشکر ہمراہ سلیمان ابن ہشام بن عبدالملک کے روانہ کیا لیکن اس کے لشکر میں ایک لاکھ بیس ہزار آدمی تھے۔ اور مروان بن محمد کے لشکر میں اسی ہزار جوان تھے۔ دن چڑھتے ہی لڑائی شروع ہوئی۔ عصر کے وقت تک خوب جم کر لڑائی ہوئی اور بہت آدمی جانبین کے کھیت رہے مگر ابراہیم کا لشکر مع اس کے سپہ سالار سلیمان ابن ہشام کے دمشق کی طرف بھاگ گیا اور ابراہیم کے پاس جا ملا۔ انہوں نے دونوں بیٹے ولید بن یزید کے جو قید خانہ میں قید تھے مار ڈالے۔ پھر ابراہیم وہاں سے بھاگ کر چھپ گیا۔ اور سلیمان بن ہشام نے بیت المال پر ہاتھ مارا۔ خوب مال لوٹا اور

Presented by Ziaraat.Com

اپنے ہمراہیوں اور سپاہ کو تقسیم کرکے دمشق سے نکلا۔

مروان بن محمد بن مروان ابن الحکم

یہ خلیفہ چودھواں بنی امیہ کا سب سے پچھلا ہے۔ اسی سال میں یعنی درمیان ۱۲۷ھ کے مروان مذکور کے درمیان دمشق کے بیعت کی گئی۔ جبکہ وہ مستقل ہو گیا تب اپنے گھر میں جو تہران میں تھا گیا۔ اور ابراہیم بن ولید کو جس کی خلافت جاتی رہی تھی اور سلیمان ابن ہشام کو طلب کیا۔ ان دونوں نے مروان سے عرض کی کہ اگر ہماری جان بخشی ہو تو ہم حاضر ہوں۔ چنانچہ ان کو امن دیا گیا۔ وہ دونوں اس کے پاس گئے۔ سلیمان مع اپنے اہل بیت اور بھائیوں کے حاضر ہوا اور مروان بن محمد کی بیعت کی۔ اسی سال میں اہل حمص مروان سے باغی ہو گئے۔ چنانچہ مروان حران سے حمص کو گیا وہاں کے باشندوں نے شہر کے دروازے بند کر لئے۔ اس نے شہر کا محاصرہ کیا۔ لیکن پھر دروازے کھول دیئے اور مطیع ہو گئے۔ مگر پھر ان میں لڑائی ہو گئی۔ اسی لڑائی میں بہت اہل حمص مارے گئے۔ اور شہر پناہ بھی حمص کی کچھ گر گئی اور ایک گروہ کو سولی ہوئی۔ جب حمص فتح ہو چکا اس وقت یہ خبر آئی کہ اہل غوطہ باغی ہو گئے ہیں۔ انہوں نے یزید بن خالد القسری کو اپنا متولی کر لیا اور دمشق کا محاصرہ کر رکھا ہے اس لئے مروان نے دس ہزار سوار ہمراہ ابی الورد بن الکوتر اور عمر بن الصباح کے کر کے روانہ کئے۔ انہوں نے دمشق پر پہنچ کر باشندگان غوطہ پر حملہ کیا لیکن وہاں کے باشندے بھی نکلے اور لڑے مگر آخر کار ان کو شکست ہوئی۔ لشکر ظفر پیکر نے جو مال پایا خوب لوٹا۔ اور مزہ کو مع چند اور گاؤں کے جلا کر خاک سیاہ کر ڈالا۔ اس بات کو کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ اہل فلسطین باغی ہو گئے ہیں۔ ان کا سردار ثابت بن نعیم مقرر ہوا۔ جب مروان نے صورت حال اس طور پر دریافت کی کہ فوراً ابن الورد کو لکھا کہ فلسطین پر جاؤ۔ چنانچہ وہ گیا اور طبریہ پر شکست دے کر فلسطین پر لڑائی میں ثابت ابن نعیم کو شکست ہوئی اور اس کے معاون اور یار سب بھاگ گئے۔

Presented by Ziaraat.Com

ابو الورد نے تین بچے اس کے پکڑ کر مروان کے پاس بھیج دیئے۔ اور اطلاع فتح کی کی۔ پھر مروان قرقیسا میں گیا اور اس جائے سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے مروان مذکور سے بغاوت اختیار کر کے ستر ہزار آدمی اہل شام کے اور ایک لشکر قنسرین کا اپنی مدد کو لے کر مستعد جنگ ہوا۔ ادھر سے مروان نے بھی قرقیسیا سے کوچ کیا۔ دونوں کی ملاقات قنسرین میں ہوئی اور خوب لڑائی ہوئی۔ لیکن سلیمان بن ہشام کو شکست ہوئی اور اس کا لشکر بھی بھاگ گیا۔ مروان کے سواروں نے بھاگتوں کو قتل کیا اور جو بچ گئے ان کو گرفتار کیا۔ چنانچہ سلیمان کے لشکر سے تیس ہزار آدمی سے زیادہ مقتول ہوئے۔ پھر سلیمان حمص کو گیا۔ وہاں کے باشندے اس کے ہمراہ ہو گئے۔ اور جو بھگوڑوں سے بچے تھے' وہ بھی اکٹھا ہو گئے۔ مروان یہ خبر پا کر وہاں بھی گیا اور شکست ثانی دی۔ مگر سلیمان تدمر کی طرف بھاگ گیا۔ اور اہل حمص مروان سے پھر باغی ہو گئے۔ چنانچہ مدت دراز تک مروان ان کا محاصرہ کئے رہا۔ پھر طالب امن کے ہو گئے۔ اس حاکم کا جو سلیمان کی طرف سے تھا' مروان کے سپرد کر دیا۔ اس وقت اس نے ان کو امن دی۔ اسی سال یعنی ۱۲۷ھ میں محمد بن واسع الازدی زاہد نے انتقال کیا اور عبداللہ بن اسحاق غلام الحضرمی کو جو عبدالشمس کے دوستوں میں سے تھا' اس کی کنیت ابو بحر ہے اور وہ درمیان علم نحو اور لغت کے امام تھے' فوت ہوا۔ کہتے ہیں کہ یہ شخص فرزدق شاعر کو منسوب بغلطی کرتا تھا اس نے فرزدق کی ہجو کی ہے۔

۱۲۸ ہجری

اسی سال میں مروان بن محمد نے یزید بن ہبیرہ کو طرف عراق کے خارجیوں سے لڑنے کے واسطے روانہ کیا تھا اور خراسان میں نصر بن سیار حکومت کرتا تھا۔ اس شہر میں بہ سبب مدعیان بنی العباس کے فتنہ برپا ہو رہا تھا۔ اسی سال میں عاصم بن ابی النجو و صاحب قرات فوت ہوئے۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۲۹-۱۳۰ ہجری

اسی سال میں ابو مسلم شہر مرو میں آیا اور محل شاہی میں درمیان ربیع الاخر کے آ کر اترا اور نصر بن یسار موسیٰ بھاگ گیا۔ پھر قحطبہ امام ابراہیم کے پاس آیا اور اس کے پاس ایک نیزہ امام ابراہیم کا تھا۔ ابو مسلم نے قحطبہ کو اپنے پیش خیمہ کا سردار مقرر کیا اور عزل و نصب کا اختیار اس کو دے کر تمام لشکر میں اس امر کی اطلاع کر دی اور اسی سال میں یعنی درمیان ۱۳۰ھ کے اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک سو چھتیس ہجری کے ربیعہ الرای بن فروج فقیہ باشندہ مدینہ کا فوت ہوا۔ اس نے بہت صحابہ سے ملاقات کی ہے اور اس سے حضرت امام مالک نے علم سیکھا۔

۱۳۱ ہجری

اسی سال میں نصر بن یسار نے درمیان سادہ کے قرب الری کے وفات پائی۔ اس کی عمر پچاسی (۸۵) برس کی تھی۔ اور اسی سال میں ابو حذیفہ واصل بن عطاء الغزال المعتزلی فوت ہوا۔ اس کی پیدائش ۸۶ھ کی ہے۔ یہ شخص حضرت حسن بصریؒ سے علم پڑھتا تھا۔ پھر اس مسئلہ میں علیحدہ ہو کر مخالف ہو گیا۔ وہ کہتا تھا اصحاب کبار مسلمین سے نہ مسلمان تھے نہ کافر تھے بلکہ ان کا رتبہ بین بین کا تھا۔ اسی واسطے اس کے ہمراہی اور وہ خود بنام معتزلہ مشہور ہیں۔ واصل ابن عطاء قوم کا جولاہا نہ تھا بلکہ وہ سوت کاتنے والیوں کو اس واسطے نوکر رکھتا تھا تاکہ معلوم کرے کہ کون سی عورت عفیفہ ہے تاکہ صدقہ اس کے واسطے پہنچا دے۔ اور اسی سال میں یعنی ۱۳۱ھ میں مالک بن دینار ایک غلام جو غلاموں میں اسامہ بن توز القرشی سے تھا، فوت ہوا۔ یہ شخص عالم و زاہد و عابد مشہور تھا۔

۱۳۲ ہجری

Presented by Ziaraat.Com

اسی سال میں قحطبہ بہت لشکر خراسان سے لے کر یزید ابن ہبیرہ امیر عراق کا طالب ہو کر گیا۔ یہ مروان پچھلے خلیفہ بنی امیہ کی طرف سے عراق کا عامل تھا۔ وہ فرات کو طے کر گیا۔ اور دونوں مقابل آئے۔ مگر یزید بن ہبیرہ کو شکست ہوئی اور قحطبہ گم ہو گیا۔ بعضے کہتے ہیں ڈوب گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ لاش اس کی پائی گئی تھی۔ وہ مقتول ہو گیا تھا۔ مگر اس کے بعد بیٹا اس کا حسن بن قحطبہ اس کے قائم مقام ہوا۔ اسی سال میں ابو العباس السفاح کی بیعت ہوئی۔ نام اس کا عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ہے۔ یہ شخص درمیان ماہ ربیع الاول کے یا بموجب قول بعض کے ربیع الاخر میں درمیان کوفہ کے خلیفہ ہوا۔ بعد ان کے جانے کے جمیمہ سے اس کی بیعت ہوئی۔ واضح ہو کہ ان کے جانے کا سبب جمیمہ سے اور مقام پر یہ تھا کہ ابراہیم امام نے والی خلافت کا اپنے بھائی السفاح کو کر دیا تھا اس لئے ابو العباس السفاح اپنے اہل بیعت سمیت جن میں ان کا بھائی ابو جعفر منصور وغیرہ تھا' درمیان ماہ صفر کے کوفہ کی طرف گئے اور ربیع الاخر تک چھپے رہے۔ پھر ظاہر ہوئے اور لوگوں نے ان کی خلافت تسلیم کی اور ان کے بھائی امام ابراہیم کی تعزیت کی ماتم پرسی کو آئے۔ یہ صاحب جمعہ کی صبح بارہویں تاریخ ربیع الاول سنہ ہذا میں کوفہ میں داخل ہوئے۔ یعنی درمیان ۱۳۲ھ کے بعد ازاں مسجد میں گئے خطبہ پڑھا اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر دوسری دفعہ چڑھے اور ان کا چچا داؤد بن علی بھی منبر پر چڑھے۔ انہوں نے نیچے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور لوگوں کو اطاعت کی طرف برانگیختہ کیا۔ پھر السفاح اترے اور ان کے چچا داؤد بن علی آگے ان کے تھے۔ یہاں تک کہ محل میں داخل ہوئے اور اپنے بھائی ابو جعفر کو مسجد میں بٹھلایا کہ میری بیعت کے واسطے لوگوں کو کہو اور بیعت کرواؤ۔ پھر سفاح مع لشکر حمام اعین کو گئے اور اپنا خلیفہ کوفہ پر اور اس نواح کی زمین پر اپنے چچا داؤد بن علی کو مقرر کر گئے۔ ان ایام میں دربان السفاح کا عبداللہ بن بسام تھا۔ پھر السفاح مذکور نے اپنے چچا عبداللہ ابن علی بن عبداللہ بن عباس کو شہر ازور کو بھیجا۔ اور باشندے وہاں کے یقین کرتے تھے۔ کہ ہم بنی العباس کی اطاعت کریں گے۔ اس شہر میں بنی العباس کی طرف سے ابو عون عبدالملک بن

Presented by Ziaraat.Com

یزید الازدی تھا اور اپنے بھائی عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد کو طرف حسن بن قحطبہ کے روانہ کیا۔ ابھی ابن ہبیرہ کا محاصرہ کئے ہوئے مقام واسط میں پڑا تھا اور یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو پاس حمید ابن قحطبہ بھائی حسن کے درمیان بداین کے روانہ کیا اور چند مہینے السفاح نے درمیان لشکر کے قیام کرکے کوچ کیا اور شہر ہاشمیہ میں درمیان محل امارت کے جا اترا۔ یہ شہر ہاشمیہ کوفہ میں ہے۔

واضح ہو کہ مروان بن محمد بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بنی امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف پچھلا خلیفہ ہے خلفائے بنی امیہ کا۔ اس کو مروان الجعدی اور حجاء الجزیر بھی کہا کرتے تھے۔ وہ حران میں تھا۔ وہاں سے بعزم گرفتاری ابو عون عبدالملک بن یزید الازدی نے جو کہ بنی العباس کی طرف سے شہروز پر غالب ہو گیا تھا' چلا۔ جب مقام زاب پر پہنچا' اس جا اتر کر ایک خندق کھدوائی اور اس کے ساتھ ایک لاکھ بیس ہزار جنگی جوان تھا۔ ادھر سے ابو عون بھی شہروز سے جتنے آدمی اس کے ہمراہ تھے۔ لے کر زاب کی طرف چلا اور پیچھے اس کے السفاح بھی لشکر لے کر آیا۔ اس کے ہمراہ چند سپہ سالار تھے۔ ازاں جملہ سلمہ بن محمد بن عبداللہ الطائی اور چچا السفاح کا عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس تھا۔ جیسا کہ ذکر ہوا جبکہ عبداللہ بن علی سامنے ابو عون کے آئے۔ ابو عون اپنے خیمہ کے پردہ سے باہر نکل آیا۔ اور اس کو مع اس کے جو اس میں تھا' خالی کر دیا۔ پھر مروان نے ایک پل زاب پر بنا کر طرف عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس کے عبور کیا اور عبداللہ بن علی بن مروان کی طرف نکلا۔ ان کے دہنی طرف ابو عون اور بائیں طرف ولید بن معاویہ کو لیا۔ مگر لشکر میں عبداللہ کے بیس ہزار آدمی تھے' بعضے اس سے بھی کم بتلاتے ہیں۔ غرضیکہ جانبین کا مقابلہ ہوا اور لڑائی ہوتی شروع ہوئی مگر مروان کے لشکر میں کاہلی اور سستی ایسی ہوئی کہ جو وہ چاہتا تھا' وہ نہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کو شکست ہوئی اور بھاگا۔ بہت آدمی مروان کے بھاگتے ہوئے ڈوب بھی گئے۔ مغروقین میں سے ابراہیم بن الولید بن عبدالملک بن مروان المخلوع بھی ہے۔ وہ آج کے روز ہمراہ مروان حجاز کے تھا اور عبداللہ بن علی نے السفاح کی طرف فتح کی خبر لکھی۔ لشکری لوگ مروان کے ہتھیار جو ڈال

Presented by Ziaraat.Com

گئے تھے' ان کے ہاتھ آئے۔ یہ شکست مروان زاب پر ہفتہ کے روز گیارہویں جمادی الآخر ۱۳۲ھ کو ہوئی تھی جبکہ مروان کو زاب پر سے شکست کھا کر موصل پر آیا۔ وہاں کے باشندوں نے بہت گالیاں اس کو دیں۔ اور کہا کہ شکر ہے۔ اللہ کا جس نے ہمارے نبیؐ کے اہل بیت سے تم کو شکست دلوائی۔ وہ وہاں سے کوچ کرکے حران میں آیا۔ اس جائے کچھ اوپر بیس روز قیام کیا۔ یہاں تک کہ السفاح کا لشکر آ پہنچا۔ مروان اپنے اہل و عیال اور گھوڑے وغیرہ اسباب لے کر حمص کو بھاگ گیا اور عبداللہ ابن علی حران میں آ پہنچا۔ اس وقت مروان حمص سے بھاگ کر دمشق کو گیا پھر دمشق سے بھاگ کر فلسطین کو گیا۔ اور السفاح نے اپنے چچا عبداللہ بن علی کو لکھا کہ مروان سے بیعت کرواؤ۔ اس لئے عبداللہ اس کے پیچھے ہی چلا۔ یہاں تک کہ دمشق میں پہنچا اور اس کا محاصرہ کیا اور چار شنبہ کے روز پانچویں رمضان شریف ۱۳۲ھ کو بزور شمشیر اس میں گھس گئے۔ عبداللہ بن علی نے دمشق کو فتح کرکے پندرہ روز تک وہاں قیام کیا۔ پھر دمشق سے کوچ کرکے فلسطین پر آیا۔ اس کے پاس ایک نامہ السفاح کا آیا۔ اس میں لکھا تھا کہ اپنے بھائی صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس کو مروان کے تعاقب میں چھوڑ دو۔ چنانچہ صالح ماہ ذیقعدہ اسی سال میں گئے۔ یہاں تک کہ تل مصر میں پہنچے اور مروان ان کے آگے بھاگا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک گرجا میں شہر بوقیر کے جا گھسا۔ وہاں سے پکڑا گیا۔ یہ شہر مضافات مصر سے ہے اور اصحاب مروان کے بھاگ گئے۔ اور مروان کی آنکھ کی پتلی میں ایک نیزہ کا کوچہ لگا۔ وہ مقتول ہوا۔ ایک باشندہ کوفہ کا انار بیچتا پھرتا تھا' اس نے اس کا سر کاٹ ڈالا۔ مروان مذکور ستائیسویں تاریخ ذوالحجہ ۱۳۲ھ کو مقتول ہوا' جبکہ اس کا سر سامنے صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس کے حاضر کیا گیا۔ آپ نے ارشاد کیا کہ اس کو جھاڑ ڈالو۔ بروقت جھاڑنے کے زبان اس میں سے نکل پڑی۔ اس جائے ایک بلی موجود تھی' وہ اٹھا کر لے گئی وہ سر صالح نے السفاح کے پاس روانہ کیا اور کہا کہ خدا تعالیٰ نے مصر واسطے تمہارے بزور شمشیر فتح کیا۔ اور فاجر جوری کو خدا نے ہلاک کیا کیونکہ وہ اپنی سزا کو پہنچا۔ جیسا اس نے ظلم کیا تھا' ویسی سزا پائی اور یہی مقولہ اس بلی کے بارہ میں

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ جو اس کی زبان کھینچی پھرتی ہے کہ اللہ تعالی کافر سے انتقام لیتا ہے۔ بعد ازاں صالح مذکور اباعون کو مصر میں ٹھہرا کر شام کی طرف مراجعت کر آئے۔ جب وہ سر السفاح کے پاس درمیان کوفہ کے پہنچا، سجدۂ شکر ادا کیا۔ جب مروان مارا گیا دونوں بیٹے اس کے عبداللہ اور عبیداللہ حبشہ کی زمین کی طرف بھاگ گئے۔ حبشی ان سے لڑے۔ چنانچہ عبداللہ مقتول ہوا۔ مگر عبیداللہ مع چند اپنے ہمراہیوں کے بچ گیا۔ خلافت مہدی تک وہ جیتا رہا اس کو نصر بن محمد بن الاشعث عامل فلسطین کے پکڑ کر مہدی کے پاس بھیج دیا۔ بعد مقتول ہونے مروان کے اس کی عورتیں اور بیٹیاں صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس کے سامنے حاضر کی گئیں۔ ان کے باب میں حکم ہوا کہ حران میں ان کو بھیجو اور جب وہ عورتیں وہاں گئیں، مروان کے محل دیکھے بہت روئیں۔ عمر مروان کی باسٹھ برس کی تھی اور مدت خلافت اس کی پانچ برس ساڑھے نو مہینے۔ کنیت اس کی ابا عبدالملک ہے۔ ماں اس کی ام ولد کردیہ تھی اور لقب اس کا حجاز اور جعدی تھا کیونکہ وہ مذہب کی تعلیم سے پایا تھا اور وہ قرآن اور قضا و قدر کے مخلوق ہونے کا قائل تھا۔ حلیہ مروان کا یہ ہے۔ مروان بن محمد بن مروان بن الحکم مذکور سفید رنگ بزرگ چشم سر کلاں ریش انبوہ اور چوتھائی سفید رکھتا تھا اور شجاع اور استوار تھا۔ مگر جب مدت اس کی زندگی کی پوری ہوئی وہ استواری اس کے کچھ کام نہ آئی یہ سب سے پچھلا خلیفہ خلفائے بنی امیہ کا ہے۔

واضح ہو کہ سلیمان بن ہشام بن عبدالملک کو السفاح نے امن دی تھی اور جان بخشی کی تھی مگر سدیف شاعر نے السفاح کے پاس آ کر چند شعر اس کے قتل کرنے کے باب میں پڑھے وہ سن کر السفاح نے حکم دیا کہ اچھا سلیمان کو مار ڈالو، فی الفور مارا گیا اور عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس چند آدمی بنی امیہ میں سے آ جمع ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ قریب نوے آدمیوں کے تھے۔ جب وہ دستر خوان پر کھانا کھانے حاضر ہوئے۔ اس وقت شبل بن عبداللہ غلام بنی ہاشم عبداللہ عم سفاح کے پاس حاضر ہوا اور چند شعر ان کے قتل کے باب میں اس نے پڑھے۔ عبداللہ نے حکم دیا کہ ان کو مار ڈالو۔ چنانچہ اسی وقت ان کو ذبح کر دیا

Presented by Ziaraat.Com

گیا۔ ان کا خون بہتا پھرتا تھا اور لوگ کھانا کھاتے جاتے تھے اور ان کے مرنے کے وقت خرڑ خرڑ کی آوازیں سنتے تھے اور کھاتے تھے یہاں تک کہ سب مارے گئے۔ اور عبداللہ نے حکم دیا کہ بنی امیہ کی قبریں اکھاڑ کر دمشق سے مردوں کی بھی پھینک دو۔ چنانچہ معاویہ بن ابو سفیان اور یزید ابن معاویہ کی قبر اور عبدالملک ابن مروان کی قبر اور ہشام بن عبدالملک کی قبر اکھڑوا کر پھینک دی گئیں۔ مگر مردوں کو ان میں صحیح سالم پایا۔ حکم دیا کہ ان کو سولی دو۔ پھر حکم کیا کہ جلا ڈالو چنانچہ آگ میں وہ لاشیں جلائی گئیں اور جس شخص کو اولاد بنی امیہ سے پایا اس کو قتل کیا۔ کوئی شخص بنی امیہ میں سے نہ بچا۔ مگر چند لڑکے دودھ پیتے یا جو اندلس کی طرف بھاگ گئے تھے' وہ بچ گئے اور اسی طرح سلیمان ابن علی بن عبداللہ بن عباس نے بصرہ میں ایک جماعت بنی امیہ کو قتل کر کے راہ میں ان کی لاشیں ڈلوا دیں۔ کتوں نے ان کو پھاڑ ڈالا۔ اور جو بنی امیہ میں سے رہ گیا تھا اس نے جب یہ حال دیکھا کسی ملک کو نکل گیا۔ اور پہاڑوں میں چھپ گیا۔

تمام شد

Presented by Ziaraat.Com

۱۔ برادران اہلسنت کے علماء میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تاریخ ولادت میں شدید اختلاف ہے۔ کوئی کہتا ہے آپ ۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے ہیں' کوئی کہتا ہے ۹ ربیع الاول کو' کوئی کہتا ہے ۱۲ ربیع الاول کو۔ اسی طرح اور بہت سے اقوال ہیں اور یہی حال آپ کی تاریخ وفات و شہادت کا بھی ہے۔ یعنی ان کے علماء حضرت رسول کریمؐ کی تاریخ ولادت و وفات آج تک متعین نہیں کر سکے جو در حقیقت اسلام میں ایک المیہ سے کم نہیں۔ اور شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ جب وہ پیدا ہوئے تھے ان کا کوئی موحد رہنما موجود نہ تھا اور جب وہ فوت ہوئے ان کا کوئی پیشوا ان کے کفن و دفن میں شریک نہ تھا۔ (کنز العمال) اور سب کے سب سقیفہ بنی ساعدہ چلے گئے تھے۔ جو بروایت غیاث اللغات باطل مشوروں کے لئے بنایا گیا تھا۔ دریں حالات انھیں "بارہ وفات" کی اصطلاح وضع کرنا پڑی اور یہ طے کرنا پڑا کہ ۱۲ ربیع الاول کے اندر ولادت بھی ہے اور وفات بھی۔ اگرچہ ازروئے درایت ۱۲ کی تعیین بھی درست نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ جو ولادت رسولؐ کے وقت موجود تھے' جیسے حضرت عبدالمطلب' حضرت ابو طالب اور جو وفات کے وقت موجود تھے جیسے حضرت علیؑ حضرت فاطمہؑ حضرات حسنینؑ حضرت سلمان' حضرت ابوذر' حضرت مقداد' حضرت عمار وغیرہم اس کی تصدیق نہیں کرتے اور یہی وجہ ہے کہ ان حضرات معصومین کی پیروی کرنے والے اور عبدالمطلب و ابو طالب' سلمان و ابوذر وغیرہ کے ماننے والے علماء شیعہ بالاتفاق آنحضرتؐ کی ولادت ۱۷ ربیع الاول اور وفات ۲۸ صفر کے قائل ہیں۔ جس کی تائید تاریخ خمیس علامہ دیار بکری ــــــ اور مودۃ القربی علامہ علی بن شہاب الدین ہمدانی ــــــ سے بھی ہوتی ہے۔ جو برادران اہلسنت کے موقر علماء میں سے ہیں۔

۲۔ اگرچہ تمام مورخین نے ثوبیہ اور حلیمہ کے متعلق یہ لکھا ہے کہ ان عورتوں نے حضرت رسول کریمؐ کو دودھ پلایا تھا اور تھوڑے دنوں نہیں بلکہ کافی عرصے تک پلایا تھا لیکن میرے نزدیک یہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ دنیا کی کسی تاریخ میں یہ نہیں ہے کہ کسی نبی کو اس کی ماں کے علاوہ کسی اور نے دودھ پلایا ہو۔ حضرت نوحؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک کے حالات دیکھ جایئے۔ کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں ملے گی جس سے رسول خداؐ کو حلیمہ وغیرہا کے دودھ پلانے کی تائید ہوتی ہو۔ اور ہمیں تو ایسا نظر آتا ہے کہ جیسے قدرت کو اس امر پر اصرار شدید تھا کہ وہ اپنے نبیؐ کو اس کی ماں ہی کا دودھ پلوائے۔ مثال کے لئے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کا واقعہ دیکھ لیجئے۔ اور اندازہ لگایئے کہ کن ناسازگار حالات و واقعات میں ان کی ماؤں کو دودھ پلانے کے لئے ان تک پہنچایا گیا اور جب ایسا دیکھا کہ ماں کے پہنچنے میں دیر ہو رہی ہے تو خود اسی بچے کے انگوٹھے سے دودھ پیدا کر دیا جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کے لئے ہوا۔ مطلب یہ تھا کہ اگر بچے کو ماں کا دودھ دستیاب نہ ہو سکے تو

Presented by Ziaraat.Com

کسی دوسرے طریقے سے شکم سیری ہو جائے۔ دریں حالات میری سمجھ میں نہیں آتا کہ انبیاء ماسبق کے طریقے سے ہٹ کر رسول کریمؐ کو ماں کے علاوہ کسی دوسری عورت کے دودھ پلانے کو کیونکر تسلیم کر لیا جائے۔ خصوصاً" ایسی صورت میں جبکہ یہ تسلیم شدہ ہو کہ **لحمتہ الرضاع کلحمتہ النسب** دودھ سے جو گوشت پیدا ہوتا ہے وہ نسب کے گوشت و پوست کے مانند ہوتا ہے اور پھر ایسی صورت میں جبکہ ماں موجود تھی۔ اور عہد رضاعت کے بعد تک زندہ رہیں۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ آنحضرتؐ کو جناب آمنہ نے دودھ پلایا تھا اور ثوبیہ اور حلیمہ نے ان کی پرورش و پرداخت کی تھی۔ لیکن اگر فریقین کے تاریخی اور ظاہری شواہد کی بنا پر حلیمہ وغیرہا کے دودھ پلانے کی صحت کو تسلیم کر لیا جائے تو یہ باور کئے بغیر چارہ نہیں کہ وہ موحدہ تھیں۔ اور بروایت حیات القلوب عقل و زیرکی' فصاحت و صباحت اور رفعت حسب و شرافت نسب میں اپنا نظیر نہیں رکھتی تھیں۔

۳۔ اس واقعہ کی تصدیق نہیں کی جا سکتی۔

۴۔ حضرت علی علیہ السلام کے سابق الاسلام ہونے کے متعلق اتنے کثیر روایات و شواہد موجود ہیں کہ اگر انھیں جمع کیا جائے تو ایک کتاب بن سکتی ہے۔ حضرت رسول کریمؐ نے خود اس کی تصدیق فرمائی ہے۔ چنانچہ دار قطنی نے ابو سعید خدری سے' امام احمد نے حضرت عمر سے' حاکم نے معاذ سے' عقیلی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا نے اپنی زبان سے ارشاد فرمایا ہے کہ "مجھ پر ایمان لانے والوں میں سب سے پہلے علیؑ ہیں۔" حضرت علیؑ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

سبقتکم الی الاسلام طرا"

غلاما" ما بلغت اوان حلمی

"میں نے تم سب سے پہلے اسلام کی طرف بڑھ کر اس کا خیر مقدم کیا ہے۔ یہ واقعہ ہے اس وقت کا جب کہ میں بالغ نہ ہوا تھا۔"

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی' تقریب التہذیب طبع دہلی کے صفحہ ۸۴ پر چند اقوال لکھنے کے بعد لکھتے ہیں **المرجع انہ اول من اسلم** ترجیح اسی کو ہے کہ آپ سب سے پہلے اسلام لائے۔ علامہ عبدالرحمن ابن خلدون بصراحت لکھتے ہیں "حضرت خدیجہؓ کے بعد حضرت علی بن ابی طالب ایمان لائے۔" (تاریخ ابن خلدون صفحہ ۲۹۵ طبع لاہور) عفیف کندی کی روایت سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ جس میں انہوں نے چشم دید گواہ کی حیثیت سے وضاحت کی ہے کہ میں رسولؐ کو نماز پڑھتے ہوئے بعثت کے فوراً بعد اس عالم میں دیکھا کہ ان کے پیچھے جناب خدیجہؓ اور حضرت علیؑ کھڑے تھے۔ اس وقت کوئی اور اسلام نہ لایا تھا۔ اس روایت کو علامہ ابن عبدالبر قرطبی نے استیعاب جلد ۲ ص ۴۲۵ طبع

Presented by Ziaraat.Com

حیدر آباد دکن میں، علامہ ابن اثیر جزری نے اسد الغابہ جلد ۳ ص ۲۱۴ طبع مصر میں، علامہ ابن جریر طبری نے تاریخ کبیر جلد ۲ ص ۲۱۲ طبع مصر میں، علامہ ابن اثیر نے تاریخ کامل جلد ۲ ص ۲۰ میں درج کیا ہے۔ صاحب تفریح الاذکیاء نے بحتہ المحافل سے نقل کیا ہے کہ دو شنبہ کو رسول خدا مبعوث برسالت ہوئے ہیں اور اسی دن آخر وقت حضرت علی مشرف با سلام ہوئے ہیں۔ یہی کچھ روضتہ الاحباب جلد ا ص ۸۳ میں بھی ہے۔ علامہ عبدالبر نے دعویٰ کیا ہے کہ "بالاتفاق ثابت ہے کہ خدیجہؑ کے بعد سب سے پہلے حضرت علیؑ مشرف با سلام ہوئے ہیں۔"

واضح ہو کہ حضرت علیؑ ازل سے ہی مسلمان اور مومن تھے۔ اور ان کے لئے "اسلام لانے کا" جملہ مناسب نہیں ہے۔ لہٰذا جہاں بھی تاریخ میں ان کے متعلق اسلام یا ایمان لانے کا جملہ ہے اس سے اظہار اسلام و ایمان سمجھنا چاہیئے۔

۵۔ آیہ انذر عشیر تک الاقربین کا نزول حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل کی بنیاد قائم کرتی ہے، اس آیت کی شان نزول کی تفصیل نے واشگاف طور پر عمل رسولؐ فعل رسولؐ اور قول رسولؐ سے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت علیؑ ہی رسول کریمؐ کے خلیفہ اول ہیں۔ انہیں کو انہوں نے اپنا جانشین اور خلیفہ بنایا تھا جس کی تجدید اپنی زندگی کے مختلف ادوار میں فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ نص صریح کے ذریعے سے غدیر خم میں آخری اعلان فرمایا اور واضح کر دیا کہ میرے بعد علیؑ بن ابی طالب ہی میرے جانشین اور خلیفہ ہیں۔

مورخ ابو الفداء نے اسلام کی اس پہلی دعوت تبلیغ کی مناسب وضاحت فرما دی ہے اور صاف لفظوں میں واضح کر دیا ہے کہ رسول کریمؐ نے حضرت علی کو اپنا جانشین اور خلیفہ اسی بنیادی دعوت کے موقع پر بنا دیا تھا اور لوگوں کو حکم دے دیا تھا کہ "فاسمعوا لہ و اطیعوہ" ان کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو۔ کچھ کم و بیش لفظوں کے ساتھ یہ واقعہ تاریخ طبری جلد ۲ ص ۲۱۷، تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ ص ۲۲، لباب التاویل جلد ۵ ص ۱۰۶، معالم التنزیل بر حاشیہ خازن جلد ۶ ص ۱۰۵، خصائص نسائی ص ۳، مسند احمد بن حنبل جلد ۳ ص ۲۶۰، کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۷، سیرت ابن اسحاق، تفسیر ابن حاتم، دلائل بیہقی، مناقب امام احمد، مصنف ابوبکر ابن ابی شیبہ، تاریخ خمیس، تفسیر ابن مردویہ، واحدی، ابن ابی حاتم، تفسیر سراج منیر، تفسیر ثعلبی، تفسیر واحدی، حلیتہ الاولیاء، ذخیرۃ المال عجلی، مختارہ ضیا مقدسی، تہذیب الآثار طبری، اکتفا عاصمی، روضتہ الصفا، حبیب السیر، معارج النبوت، مدارج النبوت، ازالتہ الخفا وغیرہ میں موجود ہے۔

ان اسلامی کتب کے علاوہ اس کا تذکرہ مصنفین یورپ کی تصانیف میں بھی ہے۔ (۱) اپالوجی جان ڈیون پورٹ (۲) ہیروز کارلائل (۳) خلفائے محمد اردن (۴) تاریخ گبن (۵)

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

۱۰۔ حضرت ابو طالب کے مرنے کے وقت ایمان ظاہر کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، وہ پہلے ہی مومن کامل تھے۔ کیونکہ (۱) رسول خدا کی پرورش کی، ان کی ہر حالت میں حفاظت فرمائی۔ (۲) ان کا نکاح خود پڑھا۔ (۳) ان کے ساتھ شعب ابی طالب میں تین سال قید رہے۔ ہو سکتا ہے کہ مرتے وقت اسی طرح کلمہ زبان پر جاری فرمایا ہو جس طرح آج بھی ہر مسلمان دم واپسیں کلمہ زبان پر جاری کرنا چاہتا ہے۔ حضرت ابو طالب کے ایمان اور ان کے حالات کی تفصیلات معلوم کرنے کے لئے ملاحظہ ہو کتاب "ابو طالب مومن قریش" شائع کردہ مکتبہ تعمیر ادب پیسہ اخبار انار کلی لاہور۔

۱۱۔ حضرت رسول کریمؐ کی بعثت کے دوسرے یا بروایتے چوتھے سال یا بروایتے پانچویں سال ۲۷ رجب کو معراج ہوئی تھی۔ اور یہ معراج قطعی طور پر جسمانی تھی۔ کیونکہ قرآن مجید میں اسری بعبدہ آیا ہے جس کے معنی "اپنے بندے کو لے گیا" کے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ عبد کا اطلاق نہ صرف جسم پر ہوتا ہے نہ صرف روح پر بلکہ دونوں کے مجموعے کو عبد کہتے ہیں۔ معراج روحانی کے متعلق حضرت عائشہ اور امیر معاویہ کا قول درست نہیں ہے۔ کیونکہ بروایت علامہ قاضی عیاض اس وقت حضرت عائشہ کی شادی رسول خدا کے ساتھ نہیں ہوئی تھی اور معاویہ اسلام نہیں لایا تھا، میرے نزدیک واقعہ معراج ہجرت سے پہلے کا ہے۔ کیونکہ جس سورہ میں معراج کی تفصیل ہے، وہ مکی ہے۔

۱۲۔ بروایت غیاث اللغات حضرت علی علیہ السلام کے مشورے سے سن ہجری کی ابتدا ہوئی ہے۔

۱۳۔ ۱۴ بعثت مطابق ۶۲۲ء میں حکم رسولؐ کے مطابق مسلمان چوری چھپے مدینہ کی طرف جانے لگے۔ اور وہاں پہنچ کر انہوں نے اچھی منزل حاصل کر لی۔ قریش کو جب معلوم ہوا کہ مدینہ میں اسلام زور پکڑ رہا ہے تو "دارالندوہ" میں جمع ہو کر یہ سوچنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ کسی نے کہا کہ محمدؐ کو یہیں قتل کر دیا جائے تاکہ ان کا دین ہی ختم ہو جائے۔ کسی نے کہا جلا وطن کر دیا جائے۔ ابو جہل نے رائے دی کہ مختلف قبائل کے لوگ جمع ہو کر بہ یک ساعت ان پر حملہ کرکے انہیں قتل کر دیں تاکہ قریش خوں بہا نہ لے سکیں۔ اسی رائے پر بات ٹھہر گئی اور سب نے مل کر آنحضرتؐ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت جبرئیلؑ کی ہدایت کے مطابق آپ نے حضرت علیؑ کو اپنے بستر پر لٹا دیا اور ایک مٹھی دھول لے کر ان کی آنکھوں میں جھونکتے ہوئے گھر سے باہر نکلے۔ علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ "یہ سخت خطرے کا موقع تھا" جناب امیرؑ کو معلوم ہو چکا تھا کہ قریش آپ کے قتل کا ارادہ کر چکے ہیں اور آج رسول اللہؐ کا بستر خواب قتل گاہ کی زمین ہے۔ لیکن فاتح خیبر کے لئے قتل گاہ فرش گل تھا۔ صبح ہوتے ہوتے دشمن دروازہ توڑ کر داخل خانہ ہوئے، تو علیؑ کو سوتا ہوا

Presented by Ziaraat.Com

پایا۔ پوچھا محمدؐ کہاں ہیں؟ جواب دیا "جہاں ہیں خدا کی امان میں ہیں" ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؑ نے جواب دیا میں فرمایا کہ کیا تم ان کو میرے سپرد کر گئے تھے کہ مجھ سے پوچھتے ہو؟ وہ جہاں ہیں امان خدا میں ہیں۔ طبری میں ہے کہ علی تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے اور وہ سب گھر سے بھاگ گئے۔ احیاء العلوم غزالی میں ہے کہ علیؑ کی حفاظت کے لئے خدا نے جبرائیلؑ و میکائیل کو بھیج دیا تھا۔ یہ دونوں ساری رات علی کی خواب گاہ کا پہرہ دیتے رہے۔ حضرت علی کا فرمانا ہے کہ مجھے شب ہجری ایسی گہری نیند آئی کہ کبھی نہ آئی تھی۔ اور میں اس طرح بے فکر سویا کہ کبھی نہ سویا تھا۔ تفاسیر میں ہے کہ اسی موقع پر آیہ و من الناس من یشری۔ الخ نازل ہوا ہے۔ الغرض آنحضرتؐ کے روانہ ہوتے ہی حضرت ابوبکر نے ان کا پیچھا کیا' آپ نے رات کے اندھیرے میں یہ سمجھ کر کہ کوئی دشمن آ رہا ہے' اپنے قدم تیز کر دیئے۔ پاؤں میں ٹھوکر لگی' خون جاری ہوا۔ پھر آپ نے محسوس کیا کہ کہ ابن ابی قحافہ ہیں' آپ کھڑے ہو گئے۔ مدارج النبوت میں ہے کہ حضرت ابوبکر نے دو سو کی خریدی ہوئی اونٹنی آنحضرتؐ کے ہاتھ نو سو کی فروخت کی۔ اس کے بعد یہ دونوں غار ثور تک پہنچے۔ یہ غار مدینے کی طرف کے سے' ایک گھنٹے کی راہ پر ڈھائی میل جنوب کی طرف واقع ہے۔ میرے نزدیک واقعہ ہجرت سے حضرت علی کی جانشینی پر گہری روشنی پڑتی ہے۔

۱۴۔ اسلام کی پہلی جنگ (بدر) میں خلفاء ثلاثہ میدان میں نہیں اترے اور حضرت علیؑ علمبردار لشکر تھے۔

۱۵۔ اس پر تبصرہ گزر چکا ہے۔

۱۶۔ مورخ ابو الفداء نے رسول کریمؐ کی طرف بھاگنے کی نسبت دے کر کوئی دینی خدمت نہیں کی۔ آنحضرتؐ کے بھاگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا نہ وہ بھاگے۔ نہ حضرت علیؑ نے راہ فرار اختیار کی اور نہ ان کے لئے اس کا تصور ہی کیا جاتا ہے۔ اگر یہ حضرات بھی بھاگتے تو حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان کی طرح زخم کھانے سے بچ جاتے۔ کیونکہ یہ حضرات بروایت بخاری بہت لمبے بھاگے تھے اور حضرت ابوبکر تو پہاڑی پر چڑھ کر بکری کی طرح کود رہے تھے۔ (تفسیر در منثور جلد ۲ ص ۸۸' تاریخ طبری جلد ۴ ص ۹۰' کنز العمال جلد ۱ ص ۲۳۸) ان کے برخلاف حضرت رسول کریمؐ کے کئی زخم لگے تھے۔ آپ کے دانت شہید ہو گئے تھے۔ پیشانی زخمی ہو گئی تھی اور حضرت علی کے سولہ ضربیں لگی تھیں اور آپ کا ایک ہاتھ ٹوٹ گیا تھا۔ (سیرت النبی جلد ۱ ص ۲۷۷)

مورخین کا بیان ہے کہ رسول خداؐ زخموں سے چور ایک گڑھے میں پڑے تھے اور حضرت علی ان کی حفاظت کر رہے تھے۔ اسی دوران میں جب اعیان صحابہ بھاگ گئے۔

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

رسول کریمؐ نے بروایت مدارج النبوت حضرت علیؑ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا، اے علی تم کیوں نہیں بھاگے؟ علی نے عرض کیا۔ اکفر بعد الایمان حضور! کیا میں بھی ایمان لانے کے بعد کافر ہو جاؤں؟ حضرت علی اس جنگ میں بھی علمبردار لشکر تھے۔ یہ جنگ "احد" یوم سہ شنبہ ۱۵ شوال ۳ھ کو ہوئی۔ مورخ ابن کثیر کا بیان ہے کہ اسی جنگ میں ذوالفقار نازل ہوئی اور فرشتے نے لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار کہا تھا۔ (تاریخ کامل جلد ۲ ص ۵۸) صاحب مدارج النبوۃ نے "ناد علی" الخ۔ کے نزول کا حوالہ بھی دیا ہے۔

۱۷۔ مورخ ابو الفداء نے جنگ خندق کی ایک حد تک تفصیل لکھ دی ہے لیکن انہوں نے بعض ضروری اور اہم باتیں نظرانداز کر دی ہیں۔ ہم عوام کی معلومات کے لئے درج ذیل کرتے ہیں:

۱۔ ایک شب کو رسول کریمؐ نے حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر سے فرمایا کہ جا کر قریش کے حالات معلوم کرو کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ ان دونوں حضرات نے یکے بعد دیگرے اس مقصد کے لئے جانے سے انکار کر دیا۔ تب آپ نے حضرت حذیفہ بن یمان کو بھیجا اور وہ بلا عذر تشریف لے گئے۔ (تفسیر در منثور جلد ۱۵ ص ۱۵۸)

۲۔ عمرو بن عبدود دشمنوں کا سب سے بہادر سپاہی تھا۔ جب اس نے للکارا تو حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ ایک ہزار بہادروں کے برابر ہے جس سے مسلمانوں کی ہمتیں پست ہو گئیں اور جب رسول کریمؐ نے اس کی للکار کا جواب دینا چاہا اور مسلمانوں سے کہا کہ کون تم میں سے اس کا مقابلہ کرے گا تو کسی نے ہمت نہ کی۔ صرف حضرت علیؑ بار بار اٹھے بالاخر انہیں رسولؐ نے اپنے ہاتھوں سے عمامہ باندھ کر روانہ کیا۔ (سیرۃ النبی جلد ۱ ص ۳۴۴)

۳۔ جب حضرت علیؑ، عمرو بن عبدود کے مقابلہ کے لئے نکلے تو آنحضرتؐ نے فرمایا برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ آج سارا ایمان سارے کفر کے مقابلہ میں جا رہا ہے۔ (حیواۃ الحیوان جلد ۱ ص ۲۳۸، سیرۃ محمدیہ جلد ۲ ص ۱۰۲)

۴۔ حضرت علی نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا ضربۃ علی یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین خندق کے دن علیؑ کی ایک ضربت عبادت ثقلین (زمین و آسمان جن و انس) کی عبادت سے بہتر ہے۔ (کتب احادیث)

۵۔ روانگی کے وقت آنحضرتؐ نے علیؑ کو کامیابی کی دعا دی اور اپنی تلوار انہیں عطا فرمائی۔ (مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۲۳)

۶۔ حضرت علی نے جب اسے پچھاڑ کر اس کا سر کاٹنا چاہا اور وہ اس کے سینے پر بیٹھے تو اس نے لعاب دہن سے بے ادبی کی، آپ کو غصہ آ گیا، آپ فوراً سینے سے یہ سوچ

کر اتر آئے کہ اگر غیظ کی حالت میں قتل کروں گا تو کار خدا میں جذبہ نفس شامل ہو جائے گا۔ جب غصہ اترا تو آپ سینے پر چڑھے' مولانا روم فرماتے ہیں۔

خود انداخت بر روئے علیؑ افتخار ہر نبی و ہر ولی

۷۔ قتل کے بعد حضرت علیؑ نے اس کی زرہ وغیرہ نہیں اتاری اور وہ یونہی پڑا رہا۔ جب اس کی بہن نے اپنے بھائی کو زرہ وغیرہ پہنے ہوئے دیکھا تو یہ کہنے پر مجبور ہوئی ما قتله الاکفو کریم "اسے نہایت کریم مقابل نے قتل کیا ہے" پھر اس نے کچھ اشعار پڑھے۔ جن کا مطلب یہ ہے کہ "اے عمر اگر تیرا قاتل بہترین انسان نہ ہوتا تو میں ساری عمر تجھ پر گریہ کرتی۔" (تاریخ خمیس جلد ا ص ۵۴۸)

۸۔ حضرت علیؑ جب اس کار نمایاں سے فراغت کرکے واپس آئے تو حضرت ابوبکر اور عمر نے آپ کی پیشانی چوم لی۔ (معارج النبوۃ رکن ۴ ص ۱۴۳' (روضۃ الصفا جلد ۲ ص ۱۵۵)

۱۸۔ یہ واقعہ ہے جنگ بنی معطلق کا۔ یہ جنگ ۲ شعبان ۵ھ کو ہوئی تھی۔ علمبردار لشکر حضرت علی علیہ السلام تھے۔ اسی جنگ سے واپسی کے موقع پر حضرت عائشہ ایک جنگل میں رہ گئی تھیں جو بعد میں ایک شخص صفوان بن معطل کے ساتھ ناقہ پر بیٹھ کر آنحضرتؐ تک پہنچی تھیں۔ آنحضرتؐ نے اسے محسوس کیا اور لوگوں نے شکوک کا چرچا کر دیا۔ بروایت تاریخ آئمہ آنحضرتؐ کو بھی شک ہو گیا تھا اور آپ کچھ عرصہ عائشہ سے کشیدہ رہے۔ پھر فرمایا مجھے جہاں تک معلوم ہے میں اپنی بیوی میں بجز اس کے اور کچھ نہیں پاتا اور جس مرد یعنی صفوان کی نسبت لوگ چرچا کرتے ہیں میں اس میں بھی کسی طرح کی خرابی نہیں پاتا' اور وہ بے شک میرے گھر میں آمد و رفت رکھتا تھا مگر ہمیشہ میرے حضور میں۔ (امہات الائمہ ص ۲۲۹)

۱۹۔ مورخ ابو الفداء نے صلح حدیبیہ کے تاثرات کی وضاحت کر دی ہے اور بتا دیا ہے کہ اس صلح سے بعض خود نما اور خود بیں اصحاب ناراض تھے اور حضرت عمر کے متعلق تو واضح طور پر تحریر کر دیا کہ انہوں نے رسول خداؐ سے کہا کہ آپ خدا کے رسول نہیں یا ہم لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ پھر کہا کہ آپ دین اسلام کی کیوں عزت کھوتے ہیں؟ یہ سن کر انہوں نے فرمایا کہ میں خدا کے حکم کے خلاف ہرگز نہیں کر سکتا۔

ابو الفداء نے حضرت عمر کا وہ قول نہیں تحریر کیا جس میں انہوں نے رسول کریم صلعم کی نبوت میں شک کرنے کا اظہار کیا ہے۔ مورخ دیار بکری اور علامہ جلال الدین سیوطی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے حدیبیہ کے صلح نامہ پر دستخط ہو جانے کے بعد کہا ما شککت منذ اسلمت الا یومئذ "جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے مجھے نبوت میں

Presented by Ziaraat.Com

شک نہیں ہوا تھا لیکن آج ہو گیا۔" (تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۱۵' در منثور جلد ۶ ص ۷۷) مورخ طبری کا بیان ہے کہ صلح کے بعد آنحضرتؐ نے عام اصحاب کو حکم دیا کہ قربانی کے لئے جانور لاؤ۔ اور ذبح کرو لیکن کوئی بھی نہ اٹھا۔ (تاریخ طبری جلد ۳ ص ۸۰) مورخ ابن خلدون کا بیان ہے کہ اصحاب کی اس حرکت کی آنحضرتؐ نے ام سلمہ سے شکایت کی اور خود بہت رنجیدہ ہوئے۔ (تاریخ ابن خلدون ص ۳۴۹) اسی صلح حدیبیہ کے سلسلہ میں مورخ طبری لکھتے ہیں کہ جب قریش کا ایلچی آنحضرتؐ کی خدمت میں یہ کہنے کے لئے آیا کہ آپ حضرات امسال حج کو نہ جائیں تو دوران گفتگو میں اس کے منہ سے یہ نکل گیا کہ میں آپ کے گرد و پیش اوباش لوگوں کو دیکھ رہا ہوں۔ یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر کو تاؤ آگیا اور وہ اسے گالی دے بیٹھے' انہوں نے کہا امصص بظر اللات تو جا اپنے بت "لات کی شرمگاہ چوس" کیا ہم بھاگ جائیں گے اور اپنے نبی کا ساتھ چھوڑ دیں گے؟ ایسا ہرگز نہ ہو گا۔ (تاریخ طبری جلد ۳ ص ۷۵) میرے خیال میں ہر زیرک انسان حضرت عمر کی گفتگو اور حضرت ابوبکر کے رسولؐ کے سامنے گالی بکنے سے ان حضرات کے کردار اور ان کی افتاد طبع کے متعلق صحیح فیصلہ کر سکتا ہے۔

۲۰۔ اس مقام پر مورخ طبری لکھتے ہیں کہ خیبر میں حضرت رسول کریمؐ نے سب سے پہلے حضرت ابوبکر کو جنگ کے لئے روانہ کیا۔ وہ ناکامیاب واپس آئے۔ پھر حضرت عمر کو روانہ کیا وہ بھی بے نیل مرام پلٹے۔ حضرت عمر کی واپسی کے بعد آنحضرتؐ کے سامنے فوج حضرت عمر کو اور حضرت عمر فوج کو بزدل اور نامرد کہہ رہے تھے۔ (تاریخ طبری جلد ۳ ص ۹۳) دوسرے دن فوج کو بحال رکھ کر سردار کو تبدیل کرکے ایک کی تصدیق کر دی اور فرمایا "لاعطین الرایۃ غدا رجلا کرارا غیر فرار یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ یفتح اللہ علی یدیہ" میں کل اس کو علم دوں گا جو مرد ہو گا' بڑھ چڑھ کر حملہ کرنے والا ہو گا' بھاگنے والا نہ ہو گا' وہ اللہ اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہو گا اور اللہ و رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہوں گے۔ خدا اس کے دونوں ہاتھوں پر فتح دے گا۔ (تاریخ طبری جلد ۳ ص ۹۳' صحیح بخاری پ ۱۷' کتاب المغازی باب غزوہ خیبر' روضۃ الاحباب جلد ۱ ص ۳۵۸) مورخ دیار بکری وغیرہ لکھتے ہیں کہ خیبر سے واپسی پر مقام صہبا میں حضرت علیؑ کے لئے رجعت شمس ہوئی تھی۔ (تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۴۳' مدارج النبوت جلد ۲ ص ۲۱۰) تعجب ہے کہ مورخ ابو الفداء نے اسے کیوں نہیں تحریر کیا۔

۲۱۔ مورخ ابو الفداء کے بیان سے واضح ہے کہ ابو سفیان بخوف تلوار ایمان لایا تھا یہی وجہ ہے کہ اس کے اور اس کی اولاد کے کردار سے تا دم آخر اسلام کے اثرات ظاہر نہیں ہوئے۔ ہندہ جگر خوارہ اسی کی بیوی تھی' معاویہ اسی کا فرزند تھا' یزید اسی کا پوتا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

۲۲۔ مصاحب غار ہونے کی فضیلت کا اظہار اور حوض کوثر پر ہمراہ ہونے کا حوالہ مصنف کتاب کا اضافہ ہے اس کے قول رسولؐ ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔ اب رہ گیا تبلیغ سورۂ برات سے حضرت ابوبکر کی معزولی اور حضرت علیؑ کی تقرری۔ یہ مسلمات فریقین سے ہے۔ اس کی تفصیل ابو الفداء کے علاوہ صحیح بخاری پ ۲ ص۲۳۸، فتح الباری پ۱۹ ص ۱۹۴، کنز العمال جلد۱ ص۲۴۶، در منثور جلد ۳ ص۲۱۰، تاریخ ابن خلدون جلد۱ ص۴۰۹، تاریخ خمیس جلد ۲ ص۱۵۶، وغیرہ میں موجود ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تحقیق یہ ہے کہ رسول خداؐ نے اس مقصد کے لئے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر دونوں کو بھیجا تھا۔ پھر بحکم خدا سے ان دونوں کو معزول کر کے راستے سے واپس بلا کر حضرت علی کو بھیج دیا تھا۔ (قرۃ العین ص ۲۳۴)

۲۳۔ اس مقام پر مترجم نے "وضیت لکم الاسلام دینا" کا ترجمہ اس حیثیت سے کیا ہے جس سے سارا واقعہ اس مقام پر نتیجہ ظاہر کر دیتا ہے گویا سب کچھ اسی اسلام سے راضی ہونے پر ختم ہو گیا۔ اس میں نہ خلافت امیر المومنین کا ذکر ہے نہ آیہ بلغ کا تذکرہ ہے۔ حالانکہ رضائے خدا کا تعلق رسالت پیغمبرؐ اور ولایت علیؑ سے ہے۔ (در منثور جلد ۲ ص۲۹۸ طبع مصر)

۲۴۔ مورخ نے نہ خطبہ درج کیا ہے نہ غدیر خم کا تذکرہ کیا ہے نہ حضرت علیؑ کو ہاتھوں پر بلند کر کے من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ کو لکھا ہے۔ نہ حضرت عمر کے بخ بخ لک یا بن ابی طالب لقد اصبحت مولای و مولی کل مومن و مومنته پر روشنی ڈالی ہے۔ نہ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی کو لکھا ہے۔ حالانکہ یہ واقعات متواتر ہیں اور ان سے انکار ناممکن ہے۔ یہ مورخ کی سخت کوتاہی ہے۔

مورخ ابو الفداء نے اسی واقعہ میں لکھا ہے کہ الیوم یئس الذین کفروا آج کے دن کفار مایوس ہو گئے، پھر لکھا فبکی ابوبکر لما سمعھا حضرت ابوبکر یہ سن کر رونے لگے اور حاشیہ بیضاوی میں ہے کہ فبکی عمر لما سمعھا حضرت عمر بھی اسے سن کر رونے لگے تھے۔ مذکورہ آیت اور ان حضرات کے رونے پر غور کر کے نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔

مورخ ابو الفداء نے وہ ضروری واقعہ بھی نہیں لکھا جو حارث بن نعمان فہری سے متعلق ہے جس کے بارے میں مورخین نے باتفاق لکھا ہے کہ واقعہ غدیر کے مع ان نے آنحضرت سے گفتگو کے بعد دعا کی، خدایا اگر واقعہ غدیر محمدؐ نے خود نہیں کیا اور تیرے حکم سے یہ سب کچھ ہوا ہے تو مجھ پر آسمان سے پتھر برسا۔ یہ دعا قبول ہوئی اور آسمان سے ایک پتھر آ کر اس کے سر پر گرا اور پاخانے کی راہ سے نکل گیا اور خدا نے یہ آیت نازل کی "سئل سائل بعذاب واقع" (سیرۃ حلبیہ جلد ۳ ص۲۷۴، نور الابصار ص۷۸)

Presented by Ziaraat.Com

واضح ہو کہ حدیث ولایت اور واقعہ غدیر خم کو امام المحدثین حافظ ابن عقدہ نے ایک سو صحابہ سے، امام جزری و شافعی نے اسی صحابہ سے، امام احمد بن حنبل نے تیس صحابہ سے اور طبری نے پچھتر صحابہ سے روایت کیا ہے، ان کے علاوہ اکابر علماء اسلام مثلاً ذہبی، صنعانی اور علی القاری نے مشہور اور متواتر بتایا ہے۔

۲۵۔ اس واقعہ کی تصدیق نہیں کی جا سکتی کیونکہ رسول کریمؐ کی طبیعت سے یہ بعید تھا کہ فاطمہ زہراءؑ کے علاوہ کسی کے گھر میں بوقت آخر قیام فرماتے۔ مدارج النبوت جلد ۲ ص ۴۹۵ میں ہے کہ آنحضرتؐ کی تیمارداری ان کے اہل بیتؑ کرتے تھے۔ عجائب القصص علامہ عبدالواحد حنفی کے ص ۲۸۲ اور روضۃ الصفا جلد ا ص ۱۸ میں ہے کہ وقت آخر ملک الموت نے حضرت سیدہ سے اجازت طلب کرکے قبض روح کے لئے اندر داخل ہوئے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ جناب سیدہ کے مکان میں تھے۔

۲۶۔ مورخ ابو الفداء نے واقعہ جیش اسامہ کو جو کہ تاریخ کا ایک واقعہ ہے۔ نہایت مختصر اور نامناسب طریقے سے تحریر کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے ماہ صفر ۱۱ھ میں ایک دن روم سے جنگ کے لئے لشکر تیار کرنے کا حکم دیا۔ پھر دوسرے دن اسامہ بن زید بن حارثہ کو بلا کر ایک علم دیتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اس لشکر کا تجھے علمدار بنایا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، سعد بن ابی وقاص، ابو عبیدہ بن الجراح، سعید بن زید، قتادہ وغیرہم کو بلا کر حکم دیا کہ زید بن حارثہ کی ماتحتی میں روم سے لڑنے کے لئے جاؤ۔ اور حضرت علیؑ سے فرمایا کہ یہ حکم تمہارے لئے نہیں ہے۔ وہ لوگ وہاں سے تو چلے آئے لیکن باہر چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ حضرتؐ نے علالت کے باوجود تیسرے دن منبر پر جا کر سخت تہدید کی اور یہاں تک فرمایا **جهزوا جيش اسامة لعن الله من تخلف عنها** جو اس لشکر کے ساتھ نہ جائے گا اس پر خدا کی لعنت ہوگی۔ (الملل و النحل شہرستانی جلد ا ص ۲۰ طبع مصر، شرح نہج البلاغہ معتزلی جلد ۲ ص ۲۱ طبع مصر، کتاب الافکار الابکار آمدی فصل ۴ قاعدہ ۷، شرح مواقف میر زاہد) اس کے باوجود حضرت ابوبکر حضرت عمر وغیرہما لشکر اسامہ کے ساتھ نہیں گئے اور مدینہ منورہ ہی میں رہے۔ (مدارج النبوت جلد ۲ ص ۴۸۸، تاریخ کامل جلد ۲ ص ۱۲۰، تاریخ طبری جلد ۳ ص ۱۸۸)

۲۷۔ حضرت عائشہ کے بیان کو بغور پڑھنا چاہئے اور سوچنا چاہئے کہ ان کی نظر میں رسولؐ کی کیا حیثیت تھی۔

۲۸۔ مورخ ابو الفداء نے حدیث قرطاس کا تذکرہ تو کیا ہے لیکن اس کی وضاحت نہیں کی کہ جھگڑا کس نے برپا کیا اور کس نے ایسی بات کی کہ رسولؐ کو یہ کہنا پڑا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ اور مجھے بیماری کی حالت میں پڑا رہنے دو۔ نیز اس کی بھی وضاحت نہیں کی کہ

Presented by Ziaraat.Com

رسولؐ کیا لکھنا چاہتے تھے؟ چونکہ ان امور کی وضاحت ضروری ہے اس لئے عرض ہے کہ حضرت رسول کریمؐ کی وفات کو دو ایک یوم رہ گئے تو انہوں نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ مستقبل میں مسئلہ خلافت پر واقعہ غدیر کے باوجود کوئی جھگڑا نہ کھڑا ہو جائے۔ خلافت علویہ کو دستاویزی شکل دینے کے لئے ارشاد فرمایا کہ ائتونی بقرطاس اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی "مجھے قلم و دوات کاغذ دے دو' میں تمہارے لئے ایک فیصلہ کن تحریر لکھ دوں تاکہ تم میرے بعد گمراہی میں نہ پڑ جاؤ۔" آنحضرتؐ کا یہ فرمانا تھا کہ حضرت عمر نے سب اصحاب پر سبقت کرکے فوراً انکار کر دیا۔ ان کے انکار سے بعض اصحاب نے ناراضگی کا اظہار کیا تو دھینگا مشتی شروع ہو گئی۔ اس وقت حضرت عمر نے ان اصحاب سے جو تعمیل حکم رسولؐ کے طرف دار تھے کہا دعو الرجل انه لیهجر "اس مرد کو چھوڑ دو یہ ہذیان بک رہا ہے۔" (ارشاد الساری) امام بخاری لکھتے ہیں کہ حضرت عمر نے یہ کہا تھا ان الرجل لیھجر حسبنا کتاب اللہ یہ مرد ہذیان بکتا ہے ہمیں اس کے نوشتے کی کیا ضرورت ہے ہمارے لئے کتاب خدا کافی ہے۔ (صحیح بخاری پ ۳۰ ص ۱۰۷) شمس العلماء مولوی نذیر احمد دہلوی لکھتے ہیں کہ:

"جن کے دل میں تمنائے خلافت چٹکیاں لے رہی تھی' انہوں نے دھینگا مشتی سے منصوبے ہی کو چٹکیوں میں اڑا دیا اور مزاحمت کی تاویل یہ کی کہ ہماری ہدایت کے لئے قرآن بس کرتا ہے اور چونکہ اس وقت پیغمبر صاحب کے حواس بجا نہیں' کاغذ قلم دوات کا لانا کچھ ضروری نہیں' خدا جانے کیا کیا لکھوا دیں گے۔" (امہات الائمہ ص ۹۲)

شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

"بیماری کا مشہور واقعہ قرطاس کا واقعہ ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ آپ نے وفات سے تین روز پہلے قلم اور دوات طلب کیا اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے ایسی چیز لکھوں گا کہ تم آئندہ گمراہ نہ ہو گے۔ اس پر حضرت عمر نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آنحضرتؐ کو درد کی شدت ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے۔ حاضرین میں سے بعضوں نے کہا کہ رسول اللہ بہکی باتیں کر رہے ہیں۔ (نعوذ باللہ) روایت میں "ہجر" کا لفظ ہے جس کے معنی ہذیان (اول فول) کے ہیں۔ یہ واقعہ بظاہر تعجب انگیز ہے۔ ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ اس سے زیادہ اور گستاخی اور سرکشی ہو گی' کہ جناب رسول اللہؐ بستر مرگ پر ہیں اور امت کے درد و غم خواری کے لحاظ سے فرماتے ہیں کہ لاؤ میں ایک ہدایت نامہ لکھ دوں جو تم کو گمراہی سے محفوظ رکھے۔ یہ ظاہر ہے کہ گمراہی سے بچانے کے لئے ہدایت ہو گی وہ منصب نبوت کے لحاظ سے ہو گی۔ اور اس کے لئے اس میں سہو و خطا کا احتمال نہیں ہو سکتا۔ باوجود اس کے حضرت عمر بے پروائی ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کچھ ضرورت نہیں۔ ہم کو قرآن کافی ہے۔ طرہ یہ کہ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت عمر ہی نے آنحضرتؐ کے

Presented by Ziaraat.Com

اس ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا تھا۔" الخ (الفاروق ص ۶۱)

غرضیکہ اس دھاکہ چالڑی میں وہ اصحاب رو پڑے اور ساری عمر روتے رہے جن کا اس وقت بس نہ چلا اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا۔ امام بخاری لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس اس واقعہ کو یاد کر کے ہمیشہ روتے رہے اور اس قدر روتے تھے کہ سنگریزے آنسوؤں سے تر ہو جاتے تھے۔ وہ کہتے تھے۔ ہائے وہ کیسا دن تھا جس دن رسول اللہؐ کو وصیت لکھنے سے روکا گیا۔ الخ (صحیح بخاری پ ۱ ص ۱۰۶، مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۲۵۴، طبری جلد ۳ ص ۱۹۳)

ایک روایت میں ہے کہ قلم دوات دینے سے انکار کرنے پر باہر اصحاب اور اندر عورتیں چلا رہی تھیں۔ بالآخر آنحضرتؐ نے فرمایا قوموا عنی لا ینبغی عند النبی تنازع ہمارے پاس سے دور ہو جاؤ، تمہیں معلوم نہیں کہ نبیؐ کے حضور میں دھینگا مشتی، شور و غوغا درست نہیں ہے۔ (ابو الفدا وغیرہ) مورخ ابن خلدون کہتا ہے کہ "پھر رسول خداؐ نے فرمایا" کہ دوات اور قرطاس لاؤ میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دوں تاکہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ۔ اس پر آپ کے صحابہ جھگڑ پڑے۔ بعض نے کہا کہ آپ بڑبڑا رہے ہیں۔ (تاریخ ابن خلدون جلد ا ص ۴۳۵ طبع لاہور)

علامہ نیاز فتح پوری مدیر ماہنامہ نگار لکھتے ہیں کہ رسول اللہؐ اپنے بعد آپ (علیؑ) کو جانشین بنانا چاہتے تھے۔ الغرض جس حد تک روایات کا تعلق ہے میرے نزدیک حضرات شیعہ اس اعتقاد میں بالکل حق بجانب ہیں کہ رسول اللہ کی دلی خواہش یہی تھی کہ حضرت علیؑ آپ کے بعد جانشین قرار دیئے جائیں۔ الخ۔ (نگار ماہ فروری)

رسول کریمؐ کے اس مقصد کی تائید آپ کی اس وصیت سے ہوتی ہے جس میں آپ نے قلم دوات سے مایوسی کے بعد علیؑ کی خلافت کا ذکر کیا ہے۔ جسے مورخین اہلسنت نے راوی کے سر تھوپ کر لکھنے سے احتراز و اجتناب کیا ہے۔ مورخ عبدالرحمٰن ابن خلدون لکھتا ہے کہ "آپ نے تین باتوں کی وصیت کی۔ اولاً" یہ کہ مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دیا جائے۔ ثانیاً" عرب قبیلوں کے جو وفد آئیں ان کو ویسا ہی زاد راہ دیا جائے جیسا کہ خود دیا کرتے تھے۔ تیسری بات پر آپ خاموش ہو گئے یا راوی بھول گیا" (تاریخ ابن خلدون جلد ا ص ۴۳۵)

۲۹ب حضرت ابوبکر کا نماز پڑھانے کے لئے بھیجنا بالکل غلط ہے۔ یہ بات تو عقل میں آ ہی نہیں سکتی کہ رسول خداؐ کسی ایسے شخص کو نماز پڑھانے کے لئے بھیجیں جس کے متعلق جیش اسامہ کے سلسلہ میں اظہار خیال فرما چکے ہوں اور پھر ایسی صورت میں جبکہ نماز جماعت واجب نہیں ہے اور علیؑ جیسی معصوم شخصیت ان کے پاس موجود تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

۳۰۔ روایت میں "کنت التدم" کا لفظ ہے جس کے معنی ماتم کرنے کے ہیں۔ علامہ طریحی لکھتے ہیں "اللدم ضرب الوجہ و الصدر" لدم کے معنی منہ اور سینے پر ہاتھ مارنے کے ہیں۔ (مجمع البحرین ص۵۸۸)

۳۱۔ علماء اہل تشیع کا اتفاق ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات ۲۸ صفر ۱۱ھ یوم دو شنبہ کو ہوئی ہے اور یہی کچھ امام اہلسنت علامہ علی بن شہاب الدین ہمدانی کے نزدیک بھی متحقق ہے۔ (مودۃ القربیٰ ص۴۹، م نمبر۱۴ طبع بمبئی ۱۳۱۰ھ)

۳۲۔ مورخ ابو الفداء نے اصحاب کے مرتد ہونے کا حوالہ دیا ہے۔ جس سے ان لوگوں کے خیال کی رد ہوتی ہے جو کل اصحاب کو مومن اور جنتی سمجھتے ہیں۔

۳۳۔ مورخ ابو الفداء نے رسول کریمؐ کے چوتھے دن دفن کئے جانے کو صحیح روایت بیان کیا ہے۔ اور اوپر یہ لکھا ہے کہ آپ کا شکم پھول گیا تھا۔ میرے نزدیک یہ دونوں باتیں درست نہیں ہیں۔ اگرچہ روایات میں یہ موجود ہے کہ حضرت عمرؓ تلوار لے کر اعلان کر رہے تھے کہ رسول مرے نہیں ہیں مگر یہ اس وقت کا واقعہ ہے جس وقت انتقال ہوا تھا اس کے بعد وہ وہاں سے سقیفہ بنی ساعدہ چلے گئے تھے۔ پھر اس وقت واپس آئے جب رسول خدا دفن ہو چکے تھے۔ تاہم میری تحقیق یہ ہے کہ آنحضرتؐ کا انتقال دو شنبہ کو ہوا تھا اور آپ منگل کو دفن ہوئے تھے۔ اس لئے کہ جس وقت حضرت علیؑ آپؐ کو غسل دے رہے تھے اسی وقت حضرت ابوذر نے آپ کو سقیفہ کے حالات بتائے تھے۔ ظاہر ہے کہ واقعہ سقیفہ اور حادثہ سقیفہ رسولؐ کے انتقال کے فورا بعد ہی ہوا تھا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب الغفاری مطبوعہ لاہور) میرے خیال میں جتنے زیادہ دن نعش مبارک کے پڑے رہنے کو تسلیم کیا جائے گا۔ خلفاء ثلاثہ پر شریک غسل و کفن نہ ہونے کا الزام سنگین ہوتا جائے گا۔ تاہم واقعہ وہی ہے جو میں نے اوپر تحریر کیا۔ مورخ ابن خلدون لکھتا ہے کہ دو شنبہ کو آپ کا انتقال ہوا اور اگلے دن سہ شنبہ کو آپ مدفون ہوئے۔ (تاریخ ابن خلدون جلد۱ ص۷ ۴۳ طبع لاہور)

۳۴۔ حضرت علیؑ نے جن وارداتوں کا ذکر کیا ہے مورخ ابو الفداء نے اس کی بالکل وضاحت نہیں کی۔ بہت ممکن ہے کہ حضرت کی مراد یہ رہی ہو کہ رسولؐ کے انتقال کے بعد حضرت عمر نے اعلان کر دیا تھا کہ رسولؐ کا انتقال نہیں ہوا۔ نیز یہ کہ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ عثمان لاش چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ اور اس وقت واپس آئے جب آنحضرتؐ کی تکفین و تدفین ہو چکی تھی۔ نہ غسل و کفن میں شریک ہوئے نہ نماز جنازہ میں شرکت کی۔ (کنز العمال جلد۳ ص۱۴۰، فتح الباری شرح بخاری جزو نمبر۱۶ ص۴، ارجح المطالب ص۶۷۰، الریاض النضرۃ ص۳۹) مورخ ابن خلدون نے بھی اسے تسلیم کیا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نعش

مبارک کو چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ چلے گئے تھے۔ (تاریخ ابن خلدون جلد ۱ ص ۴۲۸)

۳۵۔ اس کے متعلق سابقاً تحریر کیا جا چکا ہے۔

۳۶۔ معاویہ کے کاتب وحی ہونے میں علماء اہلسنت میں اختلاف ہے۔ ہمارے نزدیک اس کی صحت مشکوک ہے۔

۳۷۔ نیز یہ کہ جس جنگ میں رسول کریمؐ خود تشریف نہیں لے گئے یا گئے ہیں اور جنگ نہیں ہوئی اسے "سریہ" کہتے ہیں۔

۳۸۔ ہمارے نزدیک صحابی وہ ہے جس نے حالت ایمان میں حضرت رسول کریمؐ سے ملاقات کی ہو اور ایماندار مرا ہو۔ (مجالس المومنین ص ۳۶) یہی لوگ صاحب فضیلت تھے ان کے علاوہ چاہے صحابیت کے کسی طبقہ میں کسی کو شمار کیا گیا ہو وہ صحابی ہے نہ جنتی اور نہ صاحب فضیلت۔

۳۹۔ محدث دہلوی شاہ ولی اللہ دہلوی بحوالہ غدیر خم تحریر فرماتے ہیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار اصحاب تھے۔ (ازالۃ الخفا جلد ۱ ص ۵۱۴)

۴۰۔ مترجم نے انقلبتم اعقابکم کا ترجمہ صحیح نہیں کیا۔ اسے استفہامی جملہ بنا دیا ہے۔ حالانکہ اس میں ان حالات کی خبر ہے جو رسولؐ کے بعد ظاہر ہوئے۔ حضرت ابوبکر نے قدرتی طور پر اس کی تلاوت کی تھی اور اس خدشہ کی تصدیق کی تھی جو رسول کریمؐ کو مرنے سے قبل تھا۔ انہوں نے وفات سے قبل فرمایا تھا کہ مجھے اس کا خطرہ نہیں ہے کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن اس کا خوف ضرور ہے کہ تم لوگ دنیا پرستی میں مشغول ہو جاؤ گے۔ اور ان لوگوں کی طرح ہلاک ہو گئے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ یعنی تمہاری عاقبت خراب ہو گی۔ (مدارج النبوت جلد ۲ ص ۴۲۹) چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۴۱۔ ملحوظ رہے کہ یہ اہلسنت حضرات کا عقیدہ ہے۔

۴۲۔ مورخ ابو الفداء نے احراق بیت فاطمہ کا ذکر تو کیا ہے اور مختصر الفاظ میں کیا ہے' یہی کچھ تاریخ طبری اور تاریخ الامامت و السیاست وغیرہ میں بھی ہے۔ لیکن انہوں نے وفات رسولؐ کے بعد کے حالات و کیفیات کا ذکر نہیں کیا جو اس وقت پیدا کئے گئے تھے۔ یعنی نہ آگ لگنے کو تحریر کیا ہے نہ گھر جلنے کو لکھا ہے نہ علیؑ کے گلے میں رسی باندھنے کا ذکر کیا ہے۔ نہ فاطمہؑ کے بطن پر دروازہ گرنے کا تذکرہ کیا ہے' نہ محسن کی شہادت کو لکھا ہے' نہ حضرت فاطمہؑ کی فریاد کا حوالہ دیا ہے۔ شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد مترجم قرآن مجید نے اپنی کتاب "رویائے صادقہ" میں نہایت مکمل اور مفصل تبصرہ فرمایا ہے۔ جس کے آخری جملے یہ ہیں:

سخت افسوس ہے کہ اہل بیت نبوی کو پیغمبر علیہ السلام کی وفات کے بعد ہی ایسے ناملائم

Presented by Ziaraat.Com

اتفاقات پیش آئے کہ ان کا وہ ادب و لحاظ ہونا چاہئے تھا' اس میں ضعف آگیا اور شدہ شدہ منتج ہوا' اس ناقابل برداشت واقعہ کربلا کی طرف جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی' یہ ایسی نالائق حرکت مسلمانوں سے ہوئی ہے کہ اگر سچ پوچھو تو دنیا میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔

چہ خوش فرمود شخصے ایں لطیفہ — کہ کشتہ شد حسینؑ اندر سقیفہ

ناظرین کرام! مورخ ابو الفداء کی تحریر کی روشنی میں ٹھنڈے دل سے یہ سوچیں کہ آل محمدؐ کے ساتھ رسول کریمؐ کی وفات کے بعد کیا کچھ روا رکھا گیا اور ان کو کن مصائب میں مبتلا کیا گیا۔ رسول کریمؐ کی وفات کے بعد کے حالات معلوم کرنے کے لئے ملاحظہ ہو کتاب "چودہ ستارے" طبع لاہور۔

۴۳۔ مورخ ابو الفداء نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ حضرت علیؑ نے ابوبکر کی بیعت کر لی یہ بالکل غلط ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ بروایت ابن ابی الحدید معتزلی جب حضرت علیؑ کی گردن میں رسی باندھ کر حضرت عمر وغیرہ حضرت ابوبکر کے پاس لے گئے اور ان سے روایت روضۃ الاحباب و الامامت و السیاست کہا کہ بیعت کرو ورنہ تمہاری گردن مار دی جائے گی تو حضرت علی نے فرمایا کہ یہ ہرگز نہ ہو گا۔

تاریخ خمیس اور تاریخ کامل میں ہے کہ علی مرتضیٰ اور بنی ہاشم نے حضرت ابوبکر کی بیعت سے تخلف اختیار کیا۔ استیعاب عبدالبر میں ہے کہ جب حضرت ابوبکر کی بیعت کی گئی تو حضرت علیؑ نے بیعت نہیں کی۔ اور خانہ نشینی اختیار کی۔ مروج الذہب مسعودی میں ہے کہ جب بروز سقیفہ حضرت ابوبکر کی بیعت کی گئی۔ تو حضرت علی نے جا کر حضرت ابوبکر سے کہا کہ تم نے ہمارے امور کو تباہ کیا۔ ہم سے کچھ نہ پوچھا اور حق کی رعایت اور نگہداشت بالکل نہ کی' ابوبکر بولے تمہاری شکایت بجا ہے مگر میں نے فتنے کے خوف سے ایسا کیا ہے۔ روضۃ الاحباب میں ہے کہ جب حضرت ابوبکر کو مہم بیعت سے فراغت حاصل ہوئی تو انہوں نے بعض مہاجر و انصار کے ذریعے سے حضرت علیؑ کو طلب کیا۔ حضرت علیؑ نے آ کر پوچھا' مجھے کیوں بلایا ہے؟ حضرت عمر بولے کہ اس لئے بلایا گیا ہے کہ جس طرح سب نے ابوبکر کی بیعت کی ہے تم بھی کرو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جس بات کو تم نے انصار پر حجت قرار دے کر منصب خلافت حاصل کیا ہے اسی میں تم پر حجت قرار دیتا ہوں۔ سچ بتاؤ کہ جو شخص جناب رسالت مآبؐ سے قریب تر ہے وہ کون ہے؟ عمر نے کہا کہ ان باتوں کو جانے دو۔ جب تک تم بیعت نہ کرو گے ہم تم کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ پہلے تم میری بات کا جواب دو۔ اس کے بعد مجھ سے بیعت کو کہو۔ ابو عبیدہ بن جراح نے کہا کہ اے ابو الحسن سبقت اسلامی اور رسول اللہؐ کے ساتھ قرابت قریبہ کا جو شرف تم کو

Presented by Ziaraat.Com

حاصل ہے اس کی وجہ سے تم ہی حکومت و خلافت کے مستحق ہو۔ مگر چونکہ صحابہ نے ابوبکر پر اتفاق کر لیا ہے لہٰذا مناسب ہے کہ تم بھی ان کا ساتھ دو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اے ابوعبیدہ خدا نے جو موہبت اور کرامت خاندان رسالت کو عطا کی ہے تم اسے چھینتے ہو۔ دیکھو مہبط وحی و مورد امر و نہی و منبع فضل و علم و معدن عقل و حلم ہم ہیں۔ یہ سن کر بشیر بن سعد نے کہا کہ اے ابوالحسن، تمہارے گھر میں بیٹھے رہنے کے باعث یہ گمان ہوا کہ شاید تم کو امر خلافت سے کنارہ کشی منظور ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا، اے بشیر! کیا تم لوگ اس بات کو روا رکھتے ہو کہ میں رسول اللہ کے قالب انوار اور جسد اطہر کو بلا تجہیز و تکفین و تدفین چھوڑ کر طلب خلافت کے لئے منازعت و مخاصمت میں مشغول ہو جاتا۔ جب یہ باتیں حضرت ابوبکر نے سماعت کیں اور دیکھا کہ ان میں سے ہر ایک بات ہزار باتوں کے مقابل میں محکم و استوار ہے، تو نہایت نرمی سے ارشاد کیا:

"اے ابوالحسن میں نے خیال کیا تھا کہ تم کو میری بیعت میں مضائقہ نہ ہو گا، اگر میں جانتا کہ تم میری بیعت سے تخلف کرو گے تو میں اس کو ہرگز قبول نہ کرتا۔ چونکہ لوگ میری بیعت کر چکے ہیں، چاہو تو میرے خیال کے مطابق تم بھی ان سے موافقت کرو اور اگر اس باب میں تم کو کچھ توقف اور تامل ہو تو تم پر کوئی الزام نہیں۔"

اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام ابوبکر کے پاس سے اٹھ کر اپنے دولت سرا کو تشریف لے گئے۔

اسنی المطالب علامہ شمس الدین جزری میں بروایت ام کلثوم بنت فاطمہؑ مروی ہے کہ فاطمہؑ بنت رسول اللہؐ نے ارشاد کیا کہ آیا تم لوگ رسول اللہؐ کا قول بھی بھول گئے جو آنحضرتؐ نے بروز غدیر خم علیؑ کے باب میں فرمایا تھا۔ من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ نیز فرمایا علی منی بمنزلتہ ہارون من موسی تاریخ ابن قتیبہ میں ہے کہ جب حضرت عمرؓ حضرت ابوبکر کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کہ علیؑ کو کیوں گرفتار نہیں کرتے جو تمہاری بیعت سے خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر نے اپنے غلام قنفذ کو بھیجا کہ علیؑ کو میرے پاس لے آئے۔ قنفذ نے حضرت علیؑ سے کہا کہ تم کو خلیفہ رسول اللہ بلاتے ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ بہت جلد تم لوگوں نے رسول اللہ پر افترا پردازی کی۔ قنفذ واپس گیا اور اس نے حضرت ابوبکر سے حضرت علیؑ کا ارشاد عرض کیا۔ حضرت ابوبکر سن کر دیر تک روتے رہے۔ حضرت عمر نے دوبارہ حضرت ابوبکر سے کہا کہ علی کو مہلت نہ دو جو تمہاری بیعت سے کنارہ کشی کیئے ہوئے ہیں۔ حضرت ابوبکر نے پھر قنفذ کو حکم دیا کہ جا کر علیؑ سے کہہ کہ تم کو امیرالمومنین بیعت کے لئے بلاتے ہیں۔ قنفذ نے حاضر ہو کر حضرت علی کو حضرت ابوبکر کا پیغام پہنچایا۔ حضرت علی نے باآواز بلند فرمایا کہ سبحان اللہ تیرے آقا نے

Presented by Ziaraat.Com

اس نسبت کا ادعا کیا ہے جس سے ان کا کچھ تعلق نہیں ہے۔ قنفذ نے جا کر ابوبکر سے کہا کہ علیؑ یہ کہتے ہیں۔ حضرت ابوبکر یہ سن کر پھر رونے لگے یہ دیکھ کر حضرت عمر اٹھے اور ایک جماعت کے ساتھ خانہ حضرت فاطمہؑ پر پہنچ کر انہوں نے "دق الباب" کیا۔ حضرت فاطمہ لوگوں کی صدائیں سن کر چیخ مار کر روئیں اور رسول خداؐ کو پکار کر فریاد کرنے لگیں۔ "اے بابا! آپ کے بعد پسر خطاب اور پسر ابو قحافہ سے ہمیں کیسی مصیبت پہنچ رہی ہے۔" جب لوگوں نے حضرت فاطمہ کی فریاد اور ان کی آہ و زاری سنی تو اکثر روتے ہوئے واپس چلے گئے اور چند نفر حضرت عمر کے ساتھ باقی رہ گئے۔ پھر حضرت علیؑ دولت سرا سے باہر نکلے اور ان کے ہمراہ ابوبکر کے پاس تشریف لے گئے۔ وہاں آپ سے کہا گیا کہ بیعت کرو۔ آپ نے فرمایا کہ اور اگر میں بیعت نہ کروں تو؟ عمر بولے کہ اگر بیعت نہ کرو گے تو "خدا کی قسم ہم تمہیں قتل کریں گے" حضرت علیؑ نے فرمایا کہ کیا ایسے شخص کو قتل کرو گے جو عبداللہ اور اخ رسول اللہؐ ہے؟ حضرت عمر نے جواب دیا کہ یہ ہم مانتے ہیں کہ تم عبداللہ ہو لیکن اس کو تسلیم نہیں کرتے کہ اخ رسول اللہ بھی ہو۔ حضرت ابوبکر اس وقت چپ تھے۔ حضرت عمر نے ان سے کہا کہ تم کیوں حکم نہیں کرتے اور خاموش بیٹھے ہو۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ فاطمہؑ کے جیتے جی میں علیؑ کو مجبور نہ کروں گا۔

اس کے بعد حضرت علیؑ اٹھ کر تشریف لے گئے اور سیدھے مزار رسول کریمؐ پر گئے۔ وہاں جا کر آہ و زاری کی اور کہا کہ آپ کے بعد ہمارے ساتھ برا سلوک ہو رہا ہے۔ اور اس وقت کا تو یہ حال ہے کہ قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالتے۔ بہرحال مورخ ابو الفداء کا یہ کہنا کہ حضرت علی نے بیعت کر لی تھی، بالکل غلط ہے۔ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ ایک معصوم کسی غیر معصوم کی بیعت کرے۔ اگر معصوم کے بیعت کر لینے کا امکان ہوتا تو آئمہ اہل بیتؑ کی زندگی مصائب و آلام کی آماجگاہ نہ ہوتی۔ ابو الفداء نے بیعت کے متعلق جو زہری کی روایت نقل کی ہے وہ انتہائی افسوس ناک ہے۔

۴ ؎ مترجم نے حضرت عثمان کے قرآن مجید جلانے کا ذکر نہیں کیا بلکہ "باطل کر دیا" کا جملہ تحریر کیا ہے حالانکہ بے شمار کتب اہلسنت میں جلانے کی وضاحت موجود ہے۔ مورخ ابو الفداء نے یہ عجیب بات کہی ہے کہ حضرت حفصہ کے قرآن کی نقلیں کرا کے اطراف و امصار میں روانہ کر دیں۔ کیونکہ یہ مسلمات سے ہے کہ انہوں نے سب قرآنوں کو جمع کرا کے ایک الگ قرآن مرتب کیا اور اس کے علاوہ سب کو جلوا دیا البتہ حفصہ کے قرآن کو پانی سے دھو ڈالا۔ (جامع البیان ص ۲۱)

۵ ؎ مالک بن نویرہ کے قتل کر دیئے جانے کا واقعہ اہلسنت کی بہت سی کتابوں میں مرقوم ہے۔ مورخ ابو الفداء نے بالکل صحیح طور پر اس کی وضاحت کی ہے۔ تاریخ ابو الفداء میں

Presented by Ziaraat.Com

قتل کے موقع پر مالک بن نویرہ جو قطعاً" مسلمان تھا' کا آخری جملہ یہ تھا هذه التی قتلتنی میری یہ عورت ہی میرے قتل کا سبب بن رہی ہے۔ یعنی میں اسی کی وجہ سے قتل کیا جا رہا ہوں۔ اس سلسلہ میں حضرت عمر اور حضرت ابوبکر کی گفتگو سے خلیفہ اول کی دیانت اور ایمانداری کا ہر زیرک شخص اندازہ لگا سکتا ہے۔ موئرخ بلاذری لکھتے ہیں کہ مالک مسلمان تھے' نماز پڑھتے تھے' اذان دیتے تھے' مہمان نواز تھے' انہوں نے خالد کی مزاحمت پر کہا تھا۔ خدا کی قسم میں مرتد نہیں ہوں۔ اور اس کی گواہی ابو قتادہ انصاری نے دی تھی۔ (تاریخ بلاذری جلدا ص۱۵۳) اسی کتاب میں متمم بن نویرہ برادر مالک بن نویرہ کی حضرت عمر سے گفتگو بھی مندرج ہے۔

۴۶۔ بعض لوگوں نے صرف اس لئے اختلاف کا حوالہ دیا ہے کہ کیس کو کمزور کر سکیں۔ ورنہ اس واقعہ میں اختلاف کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

۴۷۔ اس بیان سے ان لوگوں کے جذبات کو تقویت پہنچتی ہے جو جبر و غضب کی طبیعت رکھتے ہیں۔

۴۸۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ حضرت عمر عہد ابوبکر میں معزولی خالد پر زور دیتے رہے لیکن جب خود خلیفہ ہوئے تو ابوبکر کے نقش قدم پر آ گئے اور خالد کے معزول کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔

۴۹۔ یہ درست نہیں ہے۔ حضرت رسول کریمؐ نے صرف حضرت علیؑ کو امیر المومنین فرمایا تھا۔ ایک مقام پر ارشاد ہوا۔ سلموه بامرة المومنین۔ علی کو امیر المومنین کہہ کر سلام کیا کرو۔ (صواعق محرقہ)

۵۰۔ اس مقام کی عبارت غیر مربوط ہے۔ غالباً" مترجم کی طرف سے سہو ہوا ہے۔

۵۱۔ شیعہ کتب تواریخ سے مجھے اس کی تائید نہیں ملی۔

۵۲۔ شیعہ کتب تواریخ سے مجھے اس کی تائید نہیں ملی۔

۵۳۔ یہ جبر و ظلم نہیں تو کیا ہے؟

۵۴۔ یہ بالکل ہی غلط ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مقدمہ احیاء المیت طبع لاہور۔ شائع کردہ مکتبہ تعمیر ادب۔

۵۵۔ ناظرین کرام صحابی رسولؐ مغیرہ ابن شعبہ کی حرکت ناشائستہ کو دیکھیں اور اس پر غور کریں کہ حضرت عمر کس طرح اسے بچا کر دوسروں کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں اور کیونکر سچی گواہی دینے والوں پر تہمت زنا کی حد جاری کر کے حق گوئی کا راستہ بند کر رہے ہیں۔ واضح ہو کہ اسی مغیرہ کا بیٹا ولید تھا جو عالم کفر میں مرا اور اسی ولید کا فرزند خالد ہے جو سیف اللہ کہا جاتا ہے۔ (تاریخ ابن خلدون جلدا ص۲۵۵ طبع لاہور) اس رشتے کو پیش نظر

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

رکھ کر مالک بن نویرہ کے واقعہ قتل پر غور کرنا چاہیے۔

۵۶۔ برادران اہلسنت کی بہت سی کتابوں میں ہے کہ حضرت عباس جب دعا کرنے لگے تھے تو حضرت عمر سے فرمایا تھا کہ تم ہمارے پاس سے دور ہٹ جاؤ۔ (صواعق محرقہ)

۵۷۔ ہمارے نزدیک عشرہ مبشرہ کی اصطلاح اور اس کے متعلق احادیث سب خود ساختہ ہیں۔ اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ افراد بدلے بھی جاتے رہے ہیں۔ یقیناً اس تبدیلی کے حوالے سے رسول خداؐ کی نبوت حیثیت قابل اعتراض قرار پاتی ہے جو افسوس ناک ہے۔ (ملاحظہ ہو حالات ۳۲ کتاب ہذا)

۵۸۔ مورخ ابو الفداء نے فتح اسکندریہ کے سلسلہ میں احراق کتب خانہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔ حالانکہ یہ تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے کہ حضرت عمر کے حکم سے اسکندریہ کا کتب خانہ جس میں لاکھوں کتابیں تھیں، جلا دیا گیا۔ بعض تاریخوں میں ہے کہ اس کتب خانہ میں اتنی کثیر کتابیں تھیں کہ چھ ماہ تک وہاں کے حمام انہیں کتابوں سے گرم کیے جاتے رہے تھے۔

۵۹۔ مسلمان بزور شمشیر فتوحات کی فہرست طویل کرکے خوش ہوتے رہے ہوں گے لیکن درحقیقت یہ دامن اسلام پر بدنما دھبہ تھا اور ایسا دھبہ جو آج تک مٹایا نہیں جا سکا۔ آج بھی آدمہ اسی سبب سے کہتے ہیں کہ "اسلام بزور شمشیر پھیلا" اور ہمیں یہ جواب دینا پڑتا ہے کہ اسلام محمدؐ و آل محمدؐ کے اخلاق کے ذریعہ پھیلا ہے۔ یہی بانیان اسلام تھے، ان کے طرز عمل میں کسی قابل اعتراض امر کی نشاندہی نہیں کی جا سکتی۔ ان کے بعد جو کچھ کیا گیا اس کی ذمہ داری اسلام پر نہیں ہے۔

۶۰۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمر نے ۵ یا ۶ حضرات کے اتفاق پر اپنے بعد کی خلافت کا دارومدار قرار دیا تھا۔ لیکن درحقیقت وہ عبدالرحمٰن بن عوف کو سمجھا گئے تھے کہ عثمان کو خلیفہ بنانا اور اس کی ترکیب یہ بتائی تھی کہ یہ شرط لگا دینا کہ جو قرآن مجید اور سیرت شیخین پر عمل کرے گا وہ خلیفہ ہو گا۔ اس شرط کو حضرت علیؑ مانیں گے نہیں اور عثمان مان لیں گے لہٰذا وہی خلیفہ بن جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خواجہ حسن نظامی کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر حضرت عثمان کو خاص خاص ہدایات بھی دے گئے تھے ان میں سے ایک یہ ہے کہ:

"خلافت حاصل ہونے کے بعد اپنے خاندان اور قبیلہ کی رعایت نہ کرنا مگر حضرت عثمان اس پر عمل نہ کر سکے۔" (محرم نامہ طبع ۱۳۴۸) یہی کچھ صواعق محرقہ علامہ ابن حجر مکی کی طبع مصر کے صفحہ ۷۱ پر بھی موجود ہے۔

۶۱۔ جماعت تراویح حضرت عمر کی ایجاد ہے۔ اس سے نہ رسول خداؐ کا کوئی تعلق ہے اور

نہ اس کے سنت ہونے کی دلیل ہے۔ بخاری شریف میں اسے لفظ بدعت سے یاد کیا گیا ہے۔ عہد رسولؐ میں نماز میت میں پانچ تکبیریں تھیں۔ اسی بنا پر ہم پانچ تکبیریں کہتے ہیں' لیکن حضرت عمر نے پانچ کے بجائے چار تکبیریں کر دیں۔ اہلسنّت نے قول و عمل رسولؐ پر حضرت عمر کے حکم کو ترجیح دی ہے وہ رسولؐ کے حکم کے خلاف حضرت عمر کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ یا للعجب۔

۶۲۔ یہ واقعہ عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے۔ جب حضرت علیؑ نے کتاب خدا و سنت رسولؐ اور سیرت خلفاء قبول کر لی تھی تو پھر خلافت میں کون سی چیز منع تھی۔ حقیقت یہی ہے کہ آپ نے خلیفوں کی خصلت پر چلنے سے انکار کیا اور حضرت عثمان نے قبول کیا۔ اس لئے حضرت علیؑ اس خلافت سے محروم کر دیئے گئے اور حضرت عثمان منظوم کر دیئے گئے۔

۶۳۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت عمر کے کہنے سے جو حق پوشی کی تھی اور سوچ سمجھ کر حضرت علیؑ کو محروم کیا تھا' اس سے اپنی زندگی میں پشیمان ہوئے۔ اب مرنے کے بعد ان پر کیا گزری اسے خدا ہی جانے۔

۶۴۔ حضرت ابوذر کے مفصل حالات کتاب "الغفاری" مولفہ حقیر میں ملاحظہ فرمایئے۔

۶۵۔ یقیناً اس مشورہ میں حضرت علی شریک نہ تھے ورنہ قرآن کے جلانے کے جیسے گناہ کا ارتکاب نہ ہو سکتا تھا۔ حضرت عثمان کے قرآن مجید جلانے کا واقعہ صحیح بخاری جلد ۶ ص ۲۵ باب فضائل قرآن' مشکوٰۃ ص ۱۵۰' روضۃ الاحباب جلد ۲ ص ۲۲۹' تفسیر اتقان ص ۸۴' تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۲۰۴' صواعق محرقہ ص ۱۱۴' اعثم کوفی ص ۱۴۷' سکرز آف محمد مسٹر واشنگٹن' ایرونگ ص ۲۴۰ طبع لندن ص ۱۸۵۰ میں بھی موجود ہے۔

۶۶۔ مورخ ابو الفداء حضرت ابوبکر کے حالات میں فدک کو پی گئے ہیں۔ شکر ہے کہ اس مقام پر اس کے میراث فاطمہؑ ہونے کا اقرار کر لیا ہے۔ مگر اس جگہ لطیفہ کی بات یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ "باغ فدک جو میراث بی بی فاطمہؑ کی تھا وہ مروان نے چھین لیا تھا" دراصل یہ جملہ ابوبکر کے متعلق لکھنا چاہئے تھا کیونکہ فاطمہ زہراء سے فدک انہوں نے چھینا تھا۔ مروان تو بہت بعد میں اس جرم کا مرتکب ہوا تھا۔ مگر اس نے فاطمہ سے نہیں چھینا تھا۔ کیونکہ وہ انتقال فرما چکی تھیں۔ چھینا تو حضرت ابوبکر نے تھا۔ معجم البلدان میں اس زمین فدک کو بہت زرخیز بتایا گیا ہے۔ ابو داؤد کی کتاب خراج میں اس کی آمدنی چار ہزار دینار سالانہ بتائی گئی ہے۔ اور تاریخ اسلام مصنفہ ڈاکٹر حمید الدین طبع لاہور فیروز سنز ۱۹۶۶ء کے صفحہ ۲۲۴ میں اس کی سالانہ آمدنی دس ہزار دینار مرقوم ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب "چودہ ستارے"

۶۷۔ مورخ ابو الفداء نیز بہت سے مورخین نے حضرت عثمان کے قتل کے جو حالات و

Presented by Ziaraat.Com

واقعات لکھے ہیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ وہ خود اپنے قتل کے سبب بنے تھے۔ ابو الفداء نے تین دن تک جنازے کے دفن نہ ہونے کا ذکر کیا ہے مگر یہ نہیں لکھا کہ ان کا جنازہ مزبلہ پر پڑا رہا اور مدینہ والے گھر میں بیٹھے رہے جیسا کہ تاریخ اعثم کوفی میں ہے۔

۶۸۔ ہمارے نزدیک نہ رسول خدا کی بیٹیاں ان کے عقد میں تھیں اور نہ یہ ذوالنورین کی اصطلاح کے مستحق تھے۔ یہ واقعہ بے پر کا ہے۔

۶۹۔ یہ قول خود ساختہ ہے۔

۷۰۔ میرے نزدیک ابن عباس کی طرف اس قول کا انتساب غلط ہے کیونکہ وہ حضرت علیؑ کی بلند شخصیت سے واقف تھے۔ نیز یہ کہ حضرت علیؑ کی شرعی ذمہ داری کا تقاضا تھا کہ ہر غلط شخص کو جلد سے جلد معزول کر دیں۔ بناء" علیہ انہوں نے ایسا کیا۔

۷۱۔ نہایہ ابن اثیر جزوی میں ہے کہ حضرت عائشہ قتل عثمان کی طرف لوگوں کو راغب کرتی تھیں وہ فرماتی کہ "کوئی نعثل کو قتل نہیں کر دیتا۔ ڈاڑھی والے یہودی کو قتل کر دو۔" بعض تواریخ میں ہے کہ وہ لوگوں کو آمادہ بقتل کر کے مکہ چلی گئیں۔ جب وہ قتل ہو گئے تو انہوں نے خانہ کعبہ میں سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر جب یہ معلوم ہوا کہ علیؑ خلیفہ ہو گئے ہیں تو ان پر گراں گزرا۔ اور وہ خون عثمان کا قصاص لینے کے بہانے سے حضرت علیؑ سے برسرپیکار ہو گئیں۔ طبری میں ہے کہ حضرت عائشہ حضرت علیؑ کو سخت دشمن رکھتی تھیں۔ و لا تقدران تذکرہ بخیر وہ ان کے ذکر خیر کو برداشت نہ کر سکتی تھیں۔

۷۲۔ بلکہ جھوٹی گواہی دلوائی گئی کہ یہ مقام جواب نہیں ہے۔

۷۳۔ لیکن تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

۷۴۔ شیعہ کتب تاریخ سے مجھے اس کی تائید نہیں ملی۔

۷۵۔ مورخ ابو الفداء کی تحریر کے مطابق معاویہ' عمرو عاص وغیرہما حضرت علیؑ کی نگاہ میں مسلمان نہ تھے۔

۷۶۔ مورخ ابو الفداء نے حضرت مالک اشتر کے متعلق یہ نہیں لکھا کہ ان کو امیر معاویہ کی سازش سے شہید کیا گیا۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ معاویہ نے اس زمیندار کو اپنے خاص ذرائع سے ان کے قتل پر راضی کر لیا تھا جس کے پاس مالک اشتر ٹھہرے ہوئے تھے۔ چنانچہ اس نے زہر دے کر آپ کو شہید کر دیا۔ (نصائح کافیہ ص ۹۱' تاریخ طبری جلد ۶ ص ۱۴ و تاریخ کامل)

۷۷۔ ابو الفداء نے محمد بن ابی کے قتل کا ذکر کیا ہے۔ حالانکہ انہیں قتل نہیں کیا گیا تھا بلکہ انہیں زندہ گدھے کی کھال میں سلوا کر نذر آتش کر دیا گیا تھا۔ (تاریخ اعثم کوفی ص ۳۳۸' تاریخ کامل جلد ۳ ص ۱۴۳ وغیرہ)

Presented by Ziaraat.Com

۷۸۔ مورخ ابو الفداء نے "راویان اخبار" کے حوالہ سے حضرت علیؑ کی شہادت کو تین خارجیوں کے باہمی مشوروں کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ انہوں نے یہ راستہ صرف معاویہ کو الزام سے بچانے کے لئے اختیار کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ صفین کے سازشی فیصلہ تحکیمین کے بعد حضرت علیؑ اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ اب ایک فیصلہ کن حملہ کرنا چاہئے۔ چنانچہ آپ نے تیاری شروع فرما دی تھی۔ یہاں تک کہ حملے کی تیاریاں مکمل ہو گئیں۔ دس ہزار فوج کا افسر حضرت امام حسین علیہ السلام کو اور دس ہزار فوج کا سردار قیس بن سعد کو اور دس ہزار کا ابو ایوب انصاری کو مقرر کیا۔

ابن خلدون کہتا ہے کہ فوج کی جو مکمل فہرست تیار ہوئی اس میں چالیس ہزار آزمودہ کار، ستر ہزار سپاہی اور آٹھ ہزار مزدور پیشہ شامل تھے۔ لیکن کوچ کا دن آنے سے پہلے ابن ملجم نے کام تمام کر دیا۔

مقدمہ نہج البلاغہ عبدالرزاق جلد ۲ ص ۲۰۷ میں ہے کہ:

"فیصلہ تو ڈھونگ ہی تھا مگر صفین کی جنگ ختم ہو گئی اور معاویہ حتمی تباہی سے بچ گئے۔ اب امیر المومنین نے کوفے کا رخ کیا اور معاویہ پر آخری ضرب لگانے کی تیاریاں کرنے لگے۔ ساٹھ ہزار فوج آراستہ ہو چکی تھی۔ اور یلغار شروع ہی ہونے والی تھی کہ ایک خارجی عبدالرحمٰن بن ملجم نے دغا بازی سے حملہ کر دیا۔ حضرت امیر المومنین شہید ہو گئے۔ ابن ملجم کی تلوار نے حضرت علیؑ کا کام تمام نہیں کیا بلکہ پوری امت مسلمہ کو قتل کر ڈالا۔ تاریخ کا دھارا ہی بدل ڈالا۔ ابن ملجم کی تلوار نہ ہوتی تو خلافت منہاج نبوت پر استوار رہتی۔"

مذکورہ عبارات سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ معاویہ نے حضرت علی کی تیاری سے خوفزدہ ہو کر انہیں قتل کرا دیا تھا۔ مناقب مرتضوی کے ص۲۷۷ میں بحوالہ حدیقۃ الحقائق حکیم سنائی میں ہے کہ "امیر المومنین کے قتل کے انتظامات ابن ملجم کے ذریعے معاویہ نے کئے تھے۔"

۷۹۔ مورخ ابو الفداء نے محسن کے کمسنی میں فوت ہونے کا حوالہ دیا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ محسن پیدا نہیں ہوئے تھے بلکہ بطن سیدہ میں تھے۔ حضرت عمر نے جب حضرت فاطمۃ الزہراء کے گھر میں آگ لگائی تھی اور ان پر دروازہ گرایا تھا تو محسن بطن فاطمہ میں شہید ہو گئے تھے۔ اس اسقاط کا ذکر علامہ شہرستانی نے کتاب ملل و نحل میں کیا ہے اور صاحب مدارج النبوت نے لکھا ہے کہ اسی اسقاط کے صدمہ سے حضرت فاطمہ کا انتقال ہوا ہے۔

۸۰۔ ہمارے نزدیک حضرت ام کلثوم کے عقد کا عمر بن خطاب کی طرف انتساب خاندان رسالت کی روح فرسا توہین ہے۔ اس پر تبصرہ گزر چکا ہے۔ محمد حسین ہیکل مصری نے

Presented by Ziaraat.Com

فاروق اعظم میں ام کلثوم بنت ابی بکر کے ساتھ عمر بن خطاب کے نکاح کا اشارہ کیا ہے۔
۸۱۔ رسول خدا کے زینب نامی کوئی بیٹی نہ تھی۔ ان کی بیٹی صرف حضرت فاطمہ زہراؑ تھیں۔
۸۲۔ میرے نزدیک حضرت عقیل کی طرف ان واقعات کا انتساب مشکوک ہے۔
۸۳۔ میرے نزدیک اس واقعہ کا حضرت ابن عباس (امام المفسرین) کی طرف انتساب مشکوک ہے۔
۸۴۔ میرے نزدیک یہ درست نہیں ہے۔
۸۵۔ یہ بالکل غلط ہے۔
۸۶۔ یہ بھی غلط ہے۔
۸۷۔ یہ بھی غلط ہے۔
۸۸۔ یہ بھی غلط ہے۔
۸۹۔ حضرت امام حسنؑ معاویہ کے زہر دلانے سے ۲۸ صفر ۵۰ھ کو شہید ہوئے۔ ملاحظہ ہو کتاب "چودہ ستارے"
۹۰۔ ہمارے نزدیک نہ امام حسن نے نکاح زیادہ کئے تھے نہ طلاق ہی زیادہ دی تھی۔ یہ بنی امیہ کا عائد کیا ہوا الزام ہے۔
۹۱۔ آپ کے ۸ بیٹے اور ۷ بیٹیاں تھیں۔ (ارشاد مفید ص ۲۷۸، نور الابصار ص ۱۱۲)
۹۲۔ مورخ ابو الفداء نے معاویہ کے زہر دلوانے کو تسلیم کیا ہے۔ لیکن اسے کمزور کرنے کے لئے "قیل" کہتے ہیں' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ کتاب روضۃ الشہداء ص ۲۰۰ طبع بمبئی ۱۲۸۵ھ میں بادشاہ مروان والی مدینہ مرقوم ہے اور کتاب کنز الانساب ص ۴ طبع بمبئی ۱۳۰۲ھ میں خالد ابن ولید کا ذکر ہے۔ بہرحال جس کے ذریعہ سے یہ سازش ہوئی ہو۔ اصل زہر دلوانے والا معاویہ تھا۔ جسے آپ کا وجود برداشت نہ تھا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب ذکر العباس ص ۵۰ طبع لاہور)
۹۳۔ جو کچھ مورخ ابو الفداء نے لکھا ہے یہی کچھ دیگر مورخین نے بھی تحریر کیا ہے۔ البتہ ابو الفداء نے حضرت عائشہ کے الزام کو ہلکا کرنے کے لئے بنی امیہ اور بنی ہاشم کی باہمی چپقلش کا حوالہ دیا ہے۔ روضۃ المناظر جلد ۱۱ ص ۱۳۳ میں ہے کہ حضرت عائشہ نے امام حسن کو نانا کے پہلو میں دفن نہ ہونے دیا۔ بالآخر ان کے ہوا خواہوں نے تیر برسائے۔ روضۃ الصفا جلد ۳ ص ۷ میں ہے کہ کئی تیر امام حسن کے تابوت سے پیوست ہو گئے تھے۔ آخر کار جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا۔ (تاریخ کامل جلد ۳ ص ۱۸۲)
۹۴۔ معاویہ کے سجدہ شکر کرنے کا ذکر ابو الفداء نے نیک نیتی کے ساتھ کیا ہے۔ یہ

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

لئے ملاحظہ ہو کتاب "تذکرۃ الخواص"

۱۱۰۔ مورخ ابو الفداء نے جناب سکینہ بنت الحسینؑ کے لئے مصعب بن زبیر سے شادی کا بہتان باندھا ہے اور اسی جرم کا ارتکاب امام ابن تیمیہ نے بھی کیا ہے اور یہی بکواس عبدالحلیم شرر لکھنوی نے بھی کی ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ حضرت سکینہ بنت الحسینؑ کا قید خانہ شام میں ۳-۴ سال کی عمر میں فوت ہونا مسلمات میں سے ہے۔

۱۱۱۔ ہمارے نزدیک حضرت امام زین العابدینؑ کی عمر ۵۷ سال تھی' آپ نے ۲۵ محرم ۹۵ھ کو شہادت پائی ہے۔

۱۱۲۔ مشکواۃ شریف میں حجاج کے عہد میں قتل ہونے والوں کی تعداد پانچ لاکھ مرقوم ہے۔

۱۱۳۔ امام محمد بن سیرین علماء اہلسنت میں بڑی بلند پایہ جگہ کے مالک ہیں۔ ان کے اقوال کو بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ علامہ سیوطی قرآن مجید کی جمع و ترتیب کے سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ "محمد بن سیرین کا کہنا ہے کہ اگر حضرت علیؑ کا جمع کیا ہوا قرآن ہم تک پہنچتا تو ہم علم کے بہت بڑے ذخیرے سے بہرہ مند ہو جاتے۔ لیکن افسوس وہ قرآن ہم تک نہ پہنچنے دیا گیا۔ (تاریخ الخلفاء ص۱۹۷ طبع دہلی) قرآن مجید کے متعلق ہر قسم کے معلومات حاصل کرنے کے لئے ملاحظہ ہو کتاب "روح القرآن" طبع لاہور۔ مورخ ابو الفداء نے ابن سیرین کے متعلق یہ لکھا ہے کہ انہیں فن تعبیر خواب میں دسترس تھی۔ میں ان کی ایک کتاب کا ذکر کرتا ہوں جو میں نے مئی ۱۹۶۵ء میں بمقام دمشق خریدی تھی۔ اس کتاب کا نام ہے "تفسیر المقامات الکبیر" طبع حلب۔ یہ کتاب ص۸۰ صفحات پر مشتمل ہے لیکن نہایت جامع ہے۔

۱۱۴۔ ہمارے نزدیک آپ کی وفات ۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ کو ۵۷ سال کی عمر میں واقع ہوئی تھی۔ آپ کو ہشام بن عبدالملک بن مروان نے زہر سے شہید کرایا تھا اور آپ کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا تھا (کشف الغمہ ۹۴' شواہد النبوت ص۱۸۱)

۱۱۵۔ ان محمد بن مسلم بن عبداللہ ابن شہاب القرشی کو "امام زہری" کہا جاتا تھا اور یہ اسی سے متعارف تھے۔ آج بھی ان کے نام سے بہت کم حضرات واقف ہوں گے۔ سب "امام زہری" ہی جانتے ہیں۔ یہ قبیلہ زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب ابن لوی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی قبیلہ سے حضرت رسول کریمؐ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ بنت وہب تھیں۔ (نہایۃ الادب فی معرفۃ انساب للعرب مولفہ احمد بن علی القلقشندی المتوفی ۸۲۱ ص۲۶۵ طبع بغداد ۷۸-۱۳ھ)

۱۱۶۔ فارسی مثل ہے "چاہ کن راہ چاہ درپیش" اور اردو مثل ہے "جیسا کرو گے ویسا بھرو گے" بنی عباس نے بنی امیہ کے کردار کا بدلا دیا یہاں تک کہ ان کے مردے بھی نذر آتش

Presented by Ziaraat.Com

کر دیئے۔ مورخ ابو الفداء نے بنی امیہ کے چند اشخاص کا ذکر کیا ہے۔ بنی امیہ اور ان کے آگے پیچھے جو لوگ بھی ظالم گزرے ہیں، ان کا حشر دنیا و آخرت میں برا ہی ہے۔ اسی لئے خداوند عالم نے ظالم کی طرف مائل ہونے اور ان کی پیروی کرنے کی ممانعت فرمائی ہے ارشاد ہوتا ہے "ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار" ان لوگوں کی طرف مائل نہ ہو جو ظالم تھے۔ اور جنہوں نے بے گناہوں پر ظلم کیا ہے ورنہ آگ کی لپیٹ میں آکر بھسم ہو جاؤ گے۔ واضح ہو کہ "رکون" کے معنی "میل یسیر" یعنی تھوڑے سے میلان کے ہیں۔ علامہ زمخشری لکھتے ہیں الرکون المیل الیسیر (تفسیر کشاف) مطلب یہ ہے کہ جو بھی ظالم کی طرف ذرا سا بھی میلان کرے گا اور اس کی طرف مائل ہو گا وہ جہنم میں جائے گا۔ یہ عام لوگوں پر ظلم سے متعلق ہے۔ نہ جانے ان کا کیا حشر ہو گا جنہوں نے آل محمدؐ پر ظلم کیا ہے۔ "سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون"

Presented by Ziaraat.Com